Don't Copy Paste and Share Without My Permission

سلطنتِ دل

از قلم فرواخالد

"سر آپ کو کیا لگتا ہے یہ کیس کون جیتے گا۔۔۔؟ دو بہت منجھے ہوئے کھلاڑیوں نے بیچ یہ مقابلہ ہے۔۔۔ مگر اسفر ربانی نے آج تک اپنے آگے کسی کو بازی نہیں مارنے دی۔۔۔"

سنیئر تجزیہ کار حیات ملک بھی آج کیس کی سنوائی کے لیے آئے تھے۔۔۔ کیونکہ آج کا یہ کیس اس وقت کا سب سے

بڑا کیس مانا جارہا تھا۔۔ لوگ پاگل ہوئے پڑے تھے اس کیس کے پیچھے۔۔ عدالت کے باہر میڈیا کا جھوم لگا ہوا تھا۔۔

"مجھے لگتا ہے یہ کیس غزوان حیدر کے حق میں جائے گا۔۔ اسفر ربانی نے اپنے آگے کسی کو بازی نہیں مارنے دی کیونکہ آج تک ان کے سامنے کبھی غزوان حیدر آیا ہی نہیں ہے۔۔"

حیات ملک بھی غزوان حیدر کے سپورٹر تھے۔۔

انہیں یہ دلیر اور بے باک شخص بہت پسند تھا۔۔۔ جو کبھی کوئی بھی سچ رکھنے سے پہلے ڈرتا نہیں تھا۔۔۔

اسی وجہ سے وہاں زیادہ لوگ اسی کے سپورٹر تھے۔۔۔ جو انصاف دلوانا بہت اچھے سے جانتا تھا۔۔۔۔

آج دو ایسی پارٹیوں کے درمیان کیس تھا۔۔۔ جو بہت ہی زیادہ پاورفل تھیں۔۔۔ وہ ایک ہی خاندان تھا جو اپنے بچوں کی آپسی دشمنی کی وجہ سے دو حصوں میں بٹ گیا تھا۔۔

ایک بھائی کا بیٹا قتل ہوا تھا۔۔۔ جس کا الزام دوسرے بھائی کے بیٹے پر لگایا گیا تھا۔۔۔

مگر وہ الزام بہت ہی بے بنیاد تھا۔۔ اس لڑکے کا قتل اس کے چچا زاد نے نہیں بلکہ اس کے اپنے بہنوئی نے جائیداد کی خاطر کیا تھا۔۔ کیونکہ وہ اپنی بہن کو جائیداد میں حصہ دینے کو تیار نہیں تھا۔

اسی وجہ سے اسے قتل کرکے بہت کی ہوشیاری کے ساتھ سارا معاملہ اس کے چچا زاد پر ڈال دیا گیا تھا۔ جس کے ساتھ کچھ وقت پہلے اس کی لڑائی ہوئی تھی۔۔

اور سب لوگ یہی سمجھ رہے تھے کہ غصے میں جان سے مارنے کی دھمکی دینے کے بعد اپنے کزن کو واقعی اسی نے قتل کیا ہے۔۔۔

مگر جیسے ہی یہ کیس غزوان حیدر کے پاس آیا تھا۔۔۔

اس نے اس کیس کے بہت سارے پہلو نکالتے اس بے گناہ شخص کو بچانے کی ٹھان لی تھی۔۔۔

اسفر پوری طرح سے یہی ثابت کرنے کے پیچھے لگا ہوا تھا کہ قاتل وہی ہے۔۔۔ مگر غزوان اپنی ذہانت سے اور بہت سارے شواہد اکٹھے کرتے بات کہ تہہ تک پہنچ گیا تھا۔۔۔

سب لوگ عدالت پہنچ چکے تھے۔۔

سماعت کا آغاز کر دیا گیا تھا۔۔ آج غزوان حیدر نے ایک بار بھی اسفر کو بولنے کا موقع تک نہیں دیا تھا۔ وہ مسلسل شواہد پر خواہش کر رہا تھا۔۔

سب لوگ شاک کی کیفیت میں دیکھ رہے تھے کہ اس لڑکے کو اس کے کزن نے نہیں بہنوئی نے قتل کیا تھا۔۔

اس سب میں مقتول کی بہن کی بھی گواہی لی گئی تھی۔۔

جسے ایک دو بار اپنے شوہر پر شک ہوا تھا۔ مگر پھر وہ اسے

اپنا وہم مان کر۔۔ یہ گمان بھی نہیں کر پائی تھی کہ اس کا شوہر ایسی گھناؤنی حرکت کر سکتا ہے۔۔۔۔

جج صاحب نے تمام مواد کی جانچ پڑتال کرتے اپنا فیصلہ سنا دیا گیا تھا۔۔۔

غزوان حیدر کا کلائنٹ با عزت بری کر دیا گیا تھا۔۔۔ اس کا کسی شے میں کوئی قصور نہیں تھا۔۔۔

"میں نے کہا تھا نا ایڈوکیٹ غزوان حیدر ہی جیتے گا۔۔

ایڈوکیٹ صاحب نے اپنی روایات برقرار رکھتے ہوئے آج پھر سے ایک بے گناہ کو سزا کی چکی میں پسنے سے بچا کر یہ

ثابت کردیا کہ وہ کتنے قابل اور اپنے پیشے سے ایماندار شخص ہے۔۔۔"

حیات ملک سب سے زیادہ خوش نظر آرہے تھے۔۔ ان کا پسندیدہ ایڈوکیٹ جیت چکا تھا۔۔

ہر طرف غزوان حیدر کے چرچے شروع ہوچکے تھے۔۔۔

کورٹ روم سے نکلتے اسفر نے نفرت آمیز نگاہوں سے غزوان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جو بے تاثر نگاہوں کے ساتھ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

اسفر چلتا ہوا اس کے مقابل آن کھڑا ہوا تھا۔۔۔

"ان چھوٹی موٹی کامیابیوں سے خوش مت ہونا۔۔ اصل جیت میری ہے ہوگی۔۔۔ اور تم ساری زندگی کے لیے ہاتھ ملتے رہو گے۔۔۔"

اسفر کا بس نہیں چل رہا تھا۔۔ اس شخص کو ابھی ختم کردے۔۔ جو اس کی زندگی میں آئی ہر پستی کا زمہ دار ہوتا تھا۔۔۔

"اس جنگ کا آغاز تم نے کیا ہے۔۔۔ اور اسے لڑ بھی تم ہی رہے ہو۔۔ میں نے تو ابھی اپنا حصہ ڈالا ہی نہیں ہے۔۔

اس کے بغیر ہی مسلسل ناکام ہورہے ہو تم۔۔۔ سوچو اگر میں میدان میں آگیا تو کیا ہو گا تمہارا۔۔۔"

غزوان حیدر نے اپنی مقناطیسی نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ جن میں جیت کی خماری سی چھائی ہوئی تھی۔۔

وہ کیا کرتا وہ بنا مقابلہ کیے ہی جیت جاتا تھا مقابل سے۔۔۔

"تم دوغلے ہو غزوان حیدر۔۔۔ دنیا کے سب سے بڑے دوغلے انسان۔۔۔ اس جنگ کا آغاز میں نے نہیں تم نے کیا ہے۔۔"

اسفر کا چہرا غصے سے لال ہوچکا تھا۔۔

جبکہ غزوان حیدر بے تاثر چہرے اور نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔

"تم کیا ہو کبھی اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھا ہے۔۔۔ ؟ تم ایک دھوکے باز انسان ہو۔۔۔ ایک کم ظرف اور کمزور انسان۔۔۔ جس سے غزوان حیدر کا کوئی مقابلہ نہیں ہے۔۔ میں اپنے معیار کے لوگوں سے مقابلہ کرتا ہوں۔۔۔ تم جیسے پنچ لوگوں سے نہیں۔۔۔"

غزوان حیدر جب اپنی نفرت نکالنے پر آیا تھا تو نکالتا چلا گیا تھا۔ جبکہ اسفر ربانی اس کے آگے غصے سے پھنکارنے کے سوا کچھ نہیں کر پایا تھا۔

وہ اپنی لائف کی بہت بڑی غلطی کر چکا تھا۔۔ جس پر پچھتا کر بھی کچھ نہیں ملنا تھا اسے۔۔۔

کیونکہ غزوان حیدر اس کی وہ ایک غلطی بھی کسی قیمت پر معاف کرنے کو تیار نہیں تھا۔ مگر ابھی بھی اسے ایک امید تھی۔۔۔

غزوان حیدر کو اپنے سائیڈ کرنے کی امید۔۔۔ وہ ابھی بھی رسک لینے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"وہ کتنی پیاری ہے نا۔۔۔ دل چاہتا ہے بس اسے دیکھتا رہوں۔۔"

وہ آج پھر ایک ساتھ کلاس بنک کرکے باہر آئے ہوئے تھے۔۔

وہ کہنے کو بیس سال کے نوجوان تھے مگر اپنی عمر سے کافی زیادہ میچور اور سلجھے ہوئے تھے۔۔۔

وہ دونوں سگے بھائی نہیں تھے۔۔ مگر ان کی گہری دوستی اور محبت سگے بھائیوں سے بڑھ کر تھی۔۔ اگر کبھی ان کے بیچ ایسا وقت آتا کہ انہیں ایک دوسرے پر جان قربان کرنی پڑتی تو وہ اس سے بھی پیچھے نہ ہٹتے۔۔۔

اتنی گہری دوستی اور پیار تھا ان کے بیچ۔۔۔۔

"جانتا ہوں بہت پیاری ہے وہ۔۔۔ دنیا کی ساری لڑکیوں سے زیادہ پیاری مگر اب بتا بھی دو ہے کون وہ۔۔۔"

میر چڑھ کر بولا تھا۔۔۔ اسفر ایسے ہی پہلیاں بجھواتا رہتا تھا۔۔

محبت تو وہ بھی کسی سے کرتا تھا۔ مگر ابھی تک اس نے

اس بات کا اظہار اسفر کے سامنے بھی نہیں کیا تھا۔

"اس وقت تک نہیں بتاؤں گا جب تک تم مجھے اس لڑکی کا

نام نہیں بتا دیتے جو روز تمہارے سپنوں میں آتی ہے۔۔

جس نے تمہاری نیندیں اڑا رکھی ہیں۔۔۔ مجھ سے زیادہ پیار

میں تو تم لگتے ہو۔۔۔"

اسفر نے اس پر واضح کردیا تھا کہ وہ نہ بھی بولے تب بھی

وہ اس کی دلی کیفیت سے اچھی طرح واقف تھا۔۔۔

کوئی تو تھی جس نے اس کے بھائی کے دل کا قرار لوٹ رکھا تھا۔۔۔

"ہاہاہا دنیا میں ابھی ایسی کوئی اتری ہی نہیں جو میری نیندیں اڑا سکے۔۔۔"

کسی کا معصوم دلفریب سراپا تصور سے جھٹکتے اس نے اسفر کے آگے اب بھی اقرار نہیں کیا تھا۔۔

جس پر اسفر بھی مسکرا دیا تھا۔۔۔

"مت بتاؤ۔۔۔ بھابھی بن کرو تو وہ یہاں ہی آئے گی۔۔۔

دیکھ لیں گے ہم بھی۔۔۔ میر صاحب کی پسند کوئی عام لڑکی

تو ہو ہی نہیں سکتی۔۔ ضرور اس میں کچھ خاص ہو گا۔۔۔"

اسفر اس کی جانب دیکھتے مسکرایا تھا۔۔۔

"اچھا تم ساری بات مجھ پر پلٹ کر بات کو تبدیل کرنے کی

کوشش مت کرو۔۔۔ بتاؤ جلدی سے کون ہے وہ لڑکی۔۔"

میر نے اسے باتوں کو ادھر ادھر گھماتے دیکھ پھر سے پکڑا

تھا۔۔۔

جس پر وہ دھیرے سے مسکرا دیا تھا۔۔۔

"تم جانتے ہو اسے۔۔۔"

اسفر نے میر کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"مطلب خاندان میں سے ہی کوئی ہے۔۔۔۔"

میر نے اندازہ لگایا تھا۔۔۔

"ہاں۔۔۔"

اسفر اس لڑکی کے تصور میں کھویا مسکرا رہا تھا۔۔

"اب نام بتا بھی دو۔۔۔۔"

میر نے اسے گھڑکا تھا۔۔ وہ دونوں چلتے ہوئے کافی دور نکل آئے تھے۔۔۔

"ہانی ہے وہ لڑکی۔۔۔ جس نے میرے دل کو بے قرار کر رکھا ہے۔۔"

اسفر بول رہا تھا جبکہ میر سے مزید ایک قدم بھی آگے نہیں اٹھایا گیا تھا۔۔ وہ دھواں دھواں ہوتے چہرے کے ساتھ اسفر کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

دل میں ایک دم بے سکونی سی بڑھ گئی تھی۔۔۔

جس لڑکی سے اسفر محبت کرتا تھا وہ کوئی اور نہیں اس کی چچا زاد ہانی تھی۔۔۔ میر کو چاروں جانب اندھیرا چھاتا محسوس ہوا تھا۔۔

"مجھے لگتا ہے وہ بھی مجھے پسند کرتی ہے میر۔۔۔ وہ تم سب میں سے کسی سے بات نہیں کرتی۔۔ سوائے میرے۔۔ اس کا میرے پاس آنا اپنی ہر چھوٹی بڑی بات بتانا۔۔ بہت اچھا لگتا ہے مجھے۔۔"

اسفر نجانے محبت کی کونسی وادیوں میں گم ہوچکا تھا۔۔

جبکہ میر کی تو دنیا ہی اندھیر ہوچکی تھی۔۔۔

وہ اسفر کی مزید بات سنے بغیر ہی وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

اس کے دل میں ایک ساتھ نجانے کتنے خنجر کھبو دیئے گئے تھے۔۔

اسفر اسے بلاتا رہ گیا تھا۔ مگر میر اسے تھوڑی دیر میں آنے کا کہتا بغیر پلٹے وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"آپ جانتے ہیں میر ہمارے ہاں عورتوں کی خاندان سے باہر شادی نہیں کی جاتی۔۔۔ ہانی کے جوڑ کا کوئی نہیں ہے خاندان میں۔۔۔ سوائے آپ کے۔۔۔ آپ کو اس سے

شادی کرنی ہوگی۔۔ ہم نے آج تک آپ کی ہر خواہش کا احترام کیا ہے۔۔۔ اب آپ کو بھی ہماری خواہش کا احترام کرنا ہوگا۔۔۔"

پیر سائیں نے اپنے ضدی اور اڑیل بیٹے کی جانب دیکھتے اپنا فیصلہ سنایا تھا۔۔ ان کا انداز اس پر یہی تھا کہ اسے ہر حال میں ان کا یہ فیصلہ ماننا ہوگا۔۔۔

"آپ سے ایسی دقیانوسی سوچ کی امید نہیں تھی مجھے بابا سائیں۔۔ خاندان سے باہر شادی ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔ اور میرا کونسا جوڑ ہے اس لڑکی کے ساتھ۔۔۔ وہ

مجھ سے سات سال چھوٹی ہے۔۔۔ اور ویسے بھی اس کا خاندان میں جوڑ موجود ہے۔۔۔ اسفر بھی میرا ہم عمر ہی ہے آپ بھول رہے ہیں شاید۔۔"

میر آج ان سے کچھ اور بات کرنے آیا تھا۔۔ مگر اس کے سب گھر والوں نے تو اسے گھیر ہی لیا تھا۔۔۔ وہ سب بضد تھے کہ وہ اپنی چچا زاد کزن سے شادی کر لے۔۔ سید فیملی ہونے کے ناطے ان کے ہاں خاندان سے باہر شادی نہیں کی جاتی تھی۔۔۔ نہ لڑکے کو باہر شادی کرنے کی اجازت تھی اور نہ ہی لڑکی کو۔۔۔۔

ہانی کے پیرنٹس کی اس کے بچپن میں ہی ڈیتھ ہوگئی تھی۔۔ اسے اس کی تائی نے سگی اولاد کی طرح پالا تھا۔۔ وہ بہت ہی معصوم اور پیاری لڑکی تھی۔۔ زینت بیگم ہمیشہ سے اسے اپنی بہو بنانے کی خواہش مند تھیں۔۔۔ انہیں بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ ان کا بیٹا اس شادی پر اتنا شدید ری ایکشن دے گا۔۔۔

میر خاندان کا سب سے زیادہ چاہے جانے والا اور خوبرو لڑکا تھا۔۔

وہ اپنی زندگی میں اپنے سوا کسی کی نہیں سنتا تھا۔۔ وہ اچھے سے سمجھ رہا تھا کہ اس کے بابا جان اس کے ساتھ ایسا کیوں کر رہے تھے۔۔ ان کی لاڈلی بھتیجی کا اس خاندان میں اس کے علاوہ اور بھی جوڑ بن سکتا تھا۔۔

مگر اعظم ربانی نے اپنے مرے ہوئے بھائی کے آخری وقت پر اسے زبان دی تھی کہ وہ اس کی بیٹی کو اپنی بہو بنائیں گے۔۔ اور اب اس وعدے کو پورا کرنے کا وقت آگیا تھا۔۔

میر ان کا اکلوتا بیٹا تھا۔۔۔ اب اسی کا نکاح ہانی سے ہونا تھا۔۔۔ خاندان کے ہر گھرانے کی یہی خواہش تھی کہ وہ ان کے گھر کا داماد بنے۔۔ مگر میر کے مزاج مشکل سے ہی کسی سے ملتے تھے۔۔ وہ بہت ہی مغرور اور گھمنڈی انسان تھا۔۔۔

جس کو اپنی شخصیت اور قابلیت پر بہت ناز تھا۔۔۔

"برخوردار عمر کا یہ فاصلہ تو بہت آئیڈیل مانا جاتا ہے۔۔ ساری زندگی آپ کی فرمانبردار بن کر رہے گی۔۔ آپ کی دادی جان آپ کے دادا جان سے بارہ سال چھوٹی تھیں،

آپ کی اماں سائیں ہم سے دس سال چھوٹی ہیں۔۔ آپ خود دیکھ لیں کتنی کامیاب ازدواجی زندگی گزار رہے ہیں ہم۔۔۔ آپ کو تو اس پر اعتراض کرنا ہی نہیں چاہیے میر۔۔۔ ہم مزید بحث نہیں کرنا چاہتے۔۔ آپ کے پاس کچھ گھنٹے ہیں خود کو ذہنی طور پر تیار کر لیں۔۔ آج شام آپ کا نکاح اور رخصتی ہے۔۔ اگر آپ نے اب انکار کیا تو ہماری جانب سے کیے جانے والے سنگین فیصلے کے زمہ دار بھی آپ ہی ہونگے۔۔

ہم نہیں چاہتے کہ اپنی اکلوتی لاڈلی اولاد کو خود سے جدا کریں۔۔"

پیر اعظم ربانی اپنی بات مکمل کرتے وہاں سے اٹھ گئے تھے۔۔ جبکہ ان کی باتوں کا مفہوم کیا تھا۔۔۔ یہ میر بہت اچھے سے سمجھ چکا تھا۔۔

وہ اسے ان کا یہ فیصلہ نہ ماننے کی سزا کے طور پر اس خاندان سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نکالنے کی دھمکی دے گئے تھے۔۔ وہ بہت اچھے سے جانتے تھے کہ میر کے لیے وہ

سب لوگ کتنی اہمیت رکھتے تھے۔۔ وہ اپنے ماں باپ کی

اکلوتی اولاد ہونے کی وجہ سے ان کا سب کچھ تھا۔۔

مگر پیر صاحب کبھی اپنی اصولوں اور فیصلوں کے آگے اپنے

بیٹے کی بھی نہیں سنتے تھے۔۔۔

اس لیے انہوں نے میر کو اس طرح ایموشنل بلیک میل کیا

تھا۔۔

سب لوگ ہی پیر سائیں کے فیصلے پر بالکل خاموش تھے۔۔۔

وہ سب جانتے تھے کہ میر کی جانب سے انکار ہی ہو گا۔۔

مگر پھر بھی اس پر پریشر ڈالا جارہا تھا۔۔

"اگر میر نے پیر سائیں کے فیصلے سے بغاوت کرلی تو۔۔ "

زینت بیگم اپنے شوہر اور بیٹے دونوں کہ ضد سے بہت اچھی طرح واقف تھیں۔۔ وہ ہمیشہ خاندانی اختلافات سے سب کو دور رکھتی تھیں۔۔ ان کے شوہر اعظم ربانی بہت ہی نرم خو اور بردبار سے انسان تھے۔۔ بس وہ اپنے اصولوں اور فیصلوں کے بہت سخت تھے۔۔۔ ان سے برداشت نہیں ہوتا تھا جب ان کے فیصلوں پر بغاوت کی جاتی تھی۔۔ اور ہر بار یہ کام ان کا لاڈلا بیٹا میر کرتا تھا۔۔۔ اسی طرح ان کے بھائی اور باقی بھتیجوں میں سب ہی دھیمے مزاج کے تھے۔۔

سوائے میر کے۔۔ جو تھوڑے سخت مزاج کا مالک تھا۔۔

اس کے غصے سے ہر کوئی گھبراتا تھا۔۔ ۔۔

ہانی کو جب سے پتا چلا تھا کہ اس کی شادی میر کے ساتھ طے ہوئی تھی۔۔۔ اس کی اپنی حالت خراب تھی۔۔

میر نے ایک ہفتے کا وقت مانگا تھا۔۔

وہ کسی بھی طرح اس شادی کو ٹالنا چاہتا تھا

وہ ہانی سے نکاح کس وجہ سے نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔ یہ راز صرف اس کا دل جانتا تھا۔۔۔

وہ اپنے بابا سائیں اور ماں کو دکھ نہیں پہنچانا چاہتا تھا۔

لیکن وہ یہاں ان سے بھی بغاوت کر گیا تھا۔

مگر پھر اچانک کچھ ایسا ہوا تھا کہ وہ اس نکاح کے لیے مان گیا تھا۔۔۔

اس نے نکاح کے لیے رضامندی دے دی تھی۔۔۔ جس کے پیچھے موجود ریزن سے بھی کوئی واقف نہیں تھا۔۔۔

"میں آپ کا فیصلہ ماننے کو تیار ہوں۔۔۔ مگر آگے جو ہو گا وہ میری مرضی سے ہی ہو گا۔۔۔"

میر نے پیر سائیں کو اپنا فیصلہ سنا دیا تھا۔۔ جو سن کر وہ بہت خوش تھے۔۔ وہ جانتے تھے کہ ان کی نازک اندام سی بھتیجی ان کے اس اڑیل بیٹے کو لگام ضرور ڈال لے گی۔۔

ورنہ جس لڑکی کے ساتھ آج کل ان کے پوتے کی خبریں آرہی تھیں۔۔ وہ ان کو کسی صورت قابلِ قبول نہیں تھا۔۔ وہ لڑکی ان کے خاندان کے لائق بالکل بھی نہیں تھی۔۔

اس سے پہلے کہ میر ان سے کوئی ایسی بات کرتا انہوں نے ہی میر کے سر یہ بم پھوڑتے اسے بے بس کرکے رکھ دیا تھا۔۔

انہیں یہی لگ رہا تھا کہ ان کا بیٹا واقعی ان کے آگے ہار مان کر ان کی بھتیجی سے شادی کے لیے رضامند ہوا ہے۔۔ مگر یہ ان کی بہت بڑی بھول تھی۔۔

پیر اعظم ربانی کے فیصلے کے مطابق شام کو میر کا نکاح ہانی کے ساتھ کروا دیا تھا۔۔۔ آج تک وہ جس انسان کے لیے بالکل اجنبی تھی۔۔ جس شخص نے ایک بار بھی اس سے بات تک نہیں کی تھی۔۔ وہ اس کے نام لگا دی گئی تھی۔۔۔

دلہن کے روپ میں سجی سنوری وہ میر کے کمرے میں اس کی سیج پر بیٹھا دی گئی تھی۔۔ اس کا چڑیا جیسا دل تھر تھر کانپ رہا تھا۔۔۔ اسے پتا چل چکا تھا کہ میر کس بے دردی کے ساتھ اسے ریجیکٹ کرچکا ہے۔۔

مگر وہ اس بات سے بھی انکار نہیں کر سکتی تھی کہ اس کا دل کتنی شدت سے میر کو چاہتا تھا۔۔ میر اس کے نام سے زیادہ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔۔

لیکن وہ تو نجانے کتنی بار اسے چھپ چھپ کر دیکھتی آئی تھی۔۔ اسے دیکھنے کی خاطر نجانے کتنے گھنٹے وہ انتظار کی گھڑیاں کاٹتی رہی تھی۔۔

جس بات کی خبر اس سنگدل کو بالکل بھی نہیں تھی۔۔

ہانی کو جیسے ہی پتا چلا تھا کہ اس کی شادی میر کے ساتھ طے ہورہی ہے۔۔ وہ خوشی سے جھوم اٹھی تھی۔۔

مگر میر کا اتنا شدید انکار اس کے نازک دل کو پاش پاش کر گیا تھا۔۔

وہ اس ٹوٹے دل کے ساتھ اس کی دلہن بنی اس کی منتظر تھی۔۔ جب اس کے سر پر ایک اور بم پھوڑا دیا گیا تھا۔۔ میر نے اپنے بابا کے نام خط بھیجا تھا۔۔ جس میں لکھا تھا کہ ان کے فیصلے کو مانتے اس نے نکاح تو کرلیا تھا۔۔ مگر وہ اس رشتے کو نبھا نہیں سکتا تھا۔۔ وہ خود سے سات سال چھوٹی بچی کو کبھی اپنی بیوی کی حیثیت سے قبول نہیں کر سکتا۔۔ اس کا ایک معیار تھا جس پر یہ لڑکی پوری نہیں اترتی تھی۔۔ اسے ایک پڑھی لکھی اپنے ساتھ قدم ملا کر چلنے والی لڑکی اپنے بیوی کی حیثیت سے چاہیے تھی۔۔۔

نہ کہ وہ لڑکی جو اسے دیکھ کر چھپ جائے۔۔

ان کا حکم وہ مان چکا تھا اس سے زیادہ وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔۔ وہ ان سب کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے دوسرے ملک جاچکا تھا۔۔۔

پیر اعظم ربانی شاک کی کیفیت میں بیٹھے تھے۔۔

انہوں نے اپنے زبردستی کے فیصلے کی وجہ سے نہ صرف بیٹا کھو دیا تھا۔۔ بلکہ اپنی معصوم بھتیجی کی زندگی بھی خراب کردی تھی۔۔

میر کبھی کسی کے دباؤ میں نہیں آتا تھا۔۔ وہ آج تک وہی کرتا آیا تھا جو اس کا دل چاہا تھا۔۔۔ زندگی میں پہلی بار ایک فیصلہ اس پر تھوپا گیا تھا۔۔ جس کا یہ سنگین نتیجہ نکلا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

وہ رات کی تاریکی میں رنگ برنگی روشنیوں سے چمکتی گلیاں اور چوبارے ان نام نہاد شریفوں کی راحت کی جگہ مانے جاتے تھے۔۔۔ جو دنیا والوں کے لیے تو بہت ہی معزز

تھے۔ مگر رات کی تاریکی میں اپنے نفس کو راحت پہنچانے کے لیے وہاں پہنچ جاتے تھے۔۔۔

جہاں پیسوں کے آگے اپنی عزت کا سودا کر کے پیٹ پالا جاتا تھا۔۔۔

راحیلہ بائی کے کوٹھے کے آج بھی محفل سجی ہوئی تھی۔۔

مگر آج راحیلہ بائی کی مسکراہٹ نے اس کوٹھے کو زیادہ اجالا بخش رکھا تھا۔۔۔ اس کی نگاہیں آج وہاں رقص دیکھنے آئی بہت اہم ہستی پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔

جو اپنے دوستوں کے ساتھ وہاں کس لیے آیا تھا وہ نہیں جانتی تھی۔۔

لیکن اس کی خوشی کی انتہا یہ تھی کہ بنا دانہ ڈالے اس کا شکار خود چل کر اس کے پاس آگیا تھا۔۔۔

اپنی خاص ملازمہ چندہ کو اپنے پاس بلاتے راحیلہ بائی نے اپنے آج کے شکار کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔

"ہمارے بہت ہی زیادہ خاص مہمان ہیں یہ۔۔۔ ان کو خاص مشروبات پلاؤ۔۔۔ اور اندر جو کل نیا مال آیا ہے اسے تیار

کرو ان کے لیے۔۔۔ پہلی بار آئے ہیں۔۔۔ جاتے ہوئے کوئی شکایت کا موقع نہیں دینا انہیں۔۔۔"

راحیلہ بائی کا تو بس نہیں چل رہا تھا وہ خوشی سے کیا کر ڈالے۔۔۔

چندہ نے ایک نظر اس شخص پر ڈالی تھی۔۔ جو بہت ہی مزے سے سامنے ناچتی طوائف کا رقص انجوائے کرتا اس پر کڑکتے نوٹوں کی برسات کررہا تھا۔۔

کچھ دیر بعد اسے جو مشروب پیش کیا گیا تھا۔۔۔۔ اسے ہونٹوں سے لگاتے ہی وہ بہت کچھ بھولنے لگا تھا۔۔۔

اس کے دوست بھی ایسے ہی جھوم رہے تھے۔۔۔

"سائیں آئیں آپ کو جنت کے نظارے کروائے جائیں۔۔۔
"

چندہ اس جھومتے شخص کا بازو تھامے اسے اندر لے گئی
تھی۔۔۔

جہاں دیوار کے ساتھ لگی لڑکی رحم کی بھیک مانگ رہی
تھی۔۔ مگر اس شخص کو اس وقت جتنا طاقتور نشہ دیا گیا
تھا۔۔۔ وہ بھول چکا تھا کہ سامنے بیٹھی لڑکی اس کے لیے

نامحرم ہے۔۔ اس کے رب کی جانب سے اس پر حرام قرار دی گئی ہے۔۔۔

وہ اس سے اپنے عزت کی بھیک مانگتی رہ گئی تھی۔۔ مگر وہ شخص اس وقت اس کی فریاد سننے کی حالت میں تھا ہی نہیں۔۔۔

اس پر تو ہوس اور نشے کی ایسی دھن سوار تھی کہ وہ اس مظلوم لڑکی کی عزت کے ساتھ کھلواڑ کر گیا تھا۔۔۔

ہوش تو اسے صبح آیا تھا۔ جب بہت کچھ اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔۔ وہ سامنے بیٹھی اس روتی لڑکی کو دیکھتا اپنا سر پکڑ کر رہ گیا تھا۔۔

وہ اتنی بڑی بے وقوفی کر جائے گا۔۔ نفس کا ایسا پجاری نکلے گا اسے اندازہ نہیں تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

وائٹ پیلس نامی بڑے سے عالیشان بنگلے میں اس وقت گہرا سکوت چھایا ہوا تھا۔ اس بنگلے میں ملازمین کی پوری فوج

موجود تھی۔۔ مگر اس وقت ان سب کا خون خشک ہوا پڑا تھا۔۔۔

اپنے صاحب کو غصے میں دیکھ کر ان لوگوں کو ویسے ہی سانپ سونگھ جاتا تھا۔۔

چھوٹا سا ننھا وجود بستر پر لیٹا ہوا تھا۔۔ ڈاکٹرز کی پوری ٹیم اس وقت اس کے اردگرد موجود تھی۔۔ سب کی سانسیں رکی ہوئی تھیں۔۔

بیڈ سے کچھ فاصلے پر کھڑا عالم ربانی لال وحشت ٹپکاتی آنکھوں سے ننھے ارسل کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔ وہ پانچ

سال کا بچہ دل کا مریض تھا۔ جس کی حالت کبھی بھی بگڑ جایا کرتی تھی۔۔۔

اس لیے عالم کے بنگلے میں چوبیس گھنٹے ڈاکٹرز کی ایک پوری ٹیم ارسل کی نگداشت کرنے کے لیے تیار رہتی تھی۔۔

لیکن ابھی ملازمین کی تھوڑی سی لاپرواہی کی وجہ سے ارسل کی حالت بہت زیادہ بگڑ گئی تھی۔۔

عالم کے کندھے پر سر رکھ کر روتی خنساء کی حالت بھی بہت بری تھی اس وقت۔۔۔ وہ اپنے بیٹے کو اس حال میں نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔

وہ بچاری پہلے ہی اپنی لائف میں بہت تکلفیں دیکھ چکی تھی۔۔ مزید کچھ بھی سہنے کی ہمت نہیں تھی اس میں۔۔

خنساء ملازمین کو ارسل کا دھیان رکھنے کہہ کر شاور لینے گئی تھی۔۔

وہ سب بہت اچھے سے دھیان رکھ رہی تھیں۔۔ وہ خود بھی نہیں جانتی تھیں کہ اچانک ارسل کو نجانے کیا ہوا تھا کہ وہ گہرے سانس لیتے بے ہوش ہوتے نیچے گر گیا تھا۔۔

اسے فوری طور پر سنبھالا گیا تھا۔۔

ان سب کے ہاتھ پیر پھول گئے تھے۔۔ ڈاکٹرز کو فوراً بلایا گیا تھا۔۔ عالم بھی ارسل کی طبیعت خرابی کا سن کر اپنے سارے کام چھوڑتا فوراً پہنچا تھا۔۔۔

وائٹ پیلس میں ہوتی ہلچل کی وجہ سے ربانی ہاؤس میں بھی ارسل کی طبیعت خرابی کی خبر پہنچ چکی تھی۔۔

وائٹ پیلس اور ربانی ہاؤس کی دیواریں ساتھ جڑی ہوئی تھیں۔۔۔

مگر اس کے باوجود ربانی ہاؤس کا کوئی بھی فرد عالم ربانی کی مرضی کے بغیر وائٹ پیلس کی دہلیز عبور نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

اس وقت وہ سب ارسل کے لیے اپنی جگہ تڑپ رہے تھے۔۔ مگر کوئی بھی ارسل سے ملنے آنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔۔

"بھائی ارسل کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔ میں مر جاؤں گی اگر میرے بیٹے کو کچھ ہوا تو۔۔۔"

خنساء عالم کے سینے سے لگی بلک بلک کر رو رہی تھی۔۔۔

اس کے آنسو لڑیوں کی طرح بہتے عالم کے دل کو تکلیف پہنچا رہے تھے۔۔

وہ اپنی بہن اور بھانجے کو زرا سی تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اور وہ دونوں بار بار اتنی ہی اذیت کا شکار ہو جاتے تھے۔۔۔

"کچھ نہیں ہو گا ارسل کو۔۔۔ ایسی باتیں مت کرو وہ بالکل ٹھیک ہوجائے گا۔۔۔"

عالم اس کے سر پر شفقت بھرے انداز میں بوسہ دیتا پریقین الفاظ میں بولا تھا۔۔

ڈاکٹرز کی مسلسل کافی دیر کی تگ و دو کے بعد کہیں جاکر ارسل کی حالت نارمل ہوئی تھی۔۔۔

جو دیکھ عالم اور خنساء کا رکا ہوا سانس بحال ہوا تھا۔۔

ڈاکٹرز نے ارسل کی ڈائٹ کا خاص خیال رکھنے کی ہدایت کی تھی انہیں۔۔

عالم ابھی ملازمین کی کلاس لینے کا ارادہ رکھتا تھا۔ مگر خنساء نے اسے روک لیا تھا۔۔۔ وہ اسی بات پر اپنے رب کی شکر گزار تھی کہ ارسل بالکل ٹھیک تھا۔۔

"ماموں جان میرا سپائیڈر مین والا ٹوائے قدر ہے۔۔۔۔"

وہ پوری رات عالم اور خنساء نے جاگ کر ارسل کے پاس بیٹھے گزار دی تھی۔۔۔

صبح کے قریب جاکر کہیں ارسل نے آنکھیں کھول کر اسے مخاطب کیا تھا۔۔

جو دیکھ عالم کے ساتھ ساتھ خنساء بھی مسکرا دی تھی۔۔۔

اپنے لاڈلے کی اس فرمائش پر عالم نے فوراً گاڑی میں رکھا ارسل سے بھی سائز میں کافی بڑا ٹوائے منگوا کر اسے دیا تھا۔۔۔

جو دیکھ ارسل خوشی سے جھوم اٹھا تھا۔۔ خنساء تو اپنے بیٹے کی یہ خوشی دیکھ کر ہی نہال ہوگئ تھی۔۔

عالم بھی مسکراتی نگاہوں سے ان دونوں کی جانب دیکھتا مسلسل اپنے نمبر پر آتی اعظم ربانی کی کال اٹینڈ کرنے کی خاطر روم سے نکل گیا تھا۔۔۔

"ارسل کی طبیعت کیسی ہے؟؟ ہم سب اس سے ملنے، اسے دیکھنے آنا چاہتے ہیں۔۔۔"

اعظم ربانی کے لہجے میں تڑپ واضح تھی۔۔

"وہ بالکل ٹھیک ہے۔۔۔ آپ کو آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔"

عالم ربانی نے ہمیشہ کی طرح انہیں ٹکا سا جواب دیتے خاموش کروا گیا تھا۔

"عالم پلیز ایسا مت کرو۔۔۔ ہمیں اس قصور کی سزا مت دو۔۔ جو ہم نے کیا ہی نہیں۔۔۔"

اعظم ربانی اب کے نم لہجے میں بولے تھے۔۔۔

"ابھی تو میں نے آپ لوگوں کو کوئی سزا دی ہی نہیں پیر سائیں۔۔ آپ اتنا تڑپ رہے ہیں۔۔۔ جب میں سزا دینے پر آیا تو کیا حالت ہوگی آپ سب کی۔۔۔"

عالم ربانی کے لہجے میں ایک عجیب سا غرور اور تکبر تھا۔۔ وہ ایسا ہی تھا۔۔ اس شخص کی اکڑ اور غرور کے آگے آج تک کوئی نہیں جیت پایا تھا۔۔۔

وہ غصے اور جذبات میں آکر جو بولتا تھا۔۔ اس پر بعد میں اسے پچھتانا بھی پڑے تب بھی اپنی باتوں سے پیچھے نہیں

ہٹتا تھا۔۔۔ وہ عالم ربانی تھا جسے اپنے نفع نقصان سے زیادہ

اپنی انا عزیز تھی۔۔

مگر بہت سارے معاملات میں وہ بالکل ٹھیک بھی تھا۔۔ وہ

جن لوگوں سے پیار کرتا تھا۔۔۔ انہیں کسی بھی مقام پر تنہا

نہیں چھوڑتا تھا۔۔

خنساء اور ارسل اس کی زندگی کی وہ دو واحد ہستیاں

تھیں۔۔ جنہیں وہ کسی قیمت پر تکلیف اور اذیت میں نہیں

دیکھ سکتا تھا۔۔

اور نہ انہیں کھونے کا حوصلہ تھا اس میں۔۔۔

"ہمیں ہمارے پوتے سے ملنا ہے۔۔۔"

اعظم ربانی اب بھی اپنی بات پر قائم تھے۔۔۔

"وائٹ پیلس میں موجود کسی بھی فرد پر آپ کا کوئی حق نہیں ہے۔۔ دوبارہ یہاں رابطہ کرنے کی کوشش کیجیے گا۔۔ آپ کو جو چاہیے وہ بہت جلد مل جائے گا۔۔ اُس سے زیادہ کی توقع مت رکھئے گا مجھ سے۔۔۔"

عالم ربانی کی بات پر وہ ایک دم خاموش ہوئے تھے۔۔

"تم اگر ایک بات تحمل سے میری بات سن لو گے تو بہت سارے معاملات سنبھل جائیں گے۔۔"

اعظم ربانی نے اب بھی کوشش کی تھی۔۔ وہ اپنے اس ضدی اور ہٹ دھرم بھتیجے کو اپنے ساتھ جوڑ کر رکھنا چاہتے تھے۔۔ مگر وہ ان کی کوئی بھی بات سننے کو تیار نہیں تھا۔۔۔

"مجھے اب آپ کے ان معاملات میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔۔۔"

عالم ربانی کی ضد ہنوز قائم تھی۔۔

"تم پچھتاؤ گے۔۔۔"

انہوں نے اسے وارن کیا تھا۔۔۔

"میں پچھتانے کے لیے بھی تیار ہوں۔۔ آپ میری فکر مت کریں پیر سائیں۔۔۔۔ مگر آپ کے بھتیجے نے جو میری بہن کے ساتھ کیا ہے وہ میں اسے بھولنے نہیں دوں گا۔۔"

عالم ان سے کوئی گستاخی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس لیے اس نے مزید ان سے کوئی بھی بات کیے کال کاٹ دی تھی۔۔۔

اعظم ربانی اس خاندان کو جتنا سمیٹنے کی کوشش کرتے تھے۔۔ وہ اتنا ہی بکھر رہا تھا۔۔

سب کی انا رشتوں سے اوپر ہوچکی تھی۔۔

نفرتیں محبتوں کو اپنی لپیٹ میں لے کر رشتوں کو بالکل کھوکھلا کر چکی تھیں۔۔۔

وہ بے بسی سے دیکھنے کے سوا کچھ نہیں کر پا رہے تھے۔۔۔

اعظم ربانی کے قریب بیٹھی زینت بیگم نے بھی اذیت بھرے انداز میں ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

مگر اس وقت عالم کی ضد کو ختم کرنے کا کوئی حل نظر نہیں آرہا تھا ان سب کو۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

گولڈن براؤن کمر سے نیچے تک آتے بالوں کو جوڑے میں مقید کرتی وہ مرر کے سامنے کھڑی تیار ہو رہی تھی۔۔۔

جب اس کے نمبر پر کال موصول ہوئی تھی۔۔

"جی ادا سائیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ ابھی بس تھوڑی دیر میں نکلنے لگی ہوں۔۔۔"

ہنیم کے موبائل اٹھانے کی وجہ سے ہاتھ سے بال سلپ ہوتے ایک بار پھر سے کمر پر جا گرے تھے۔۔۔ اسکی نازک کمر پر آبشار کی طرح بکھرتے بال بہت ہی دلفریب منظر پیش کر گئے تھے۔۔

Don't Copy Paste and Share Without My Permission

وہ اپنے بھائی کی لاڈلی تھی۔۔ اپنے پیرنٹس کی ڈیتھ کے بعد وہ دونوں بہن بھائی ہی تھے ایک دوسرے کے لیے۔۔

کچھ دیر ان سے بات کرنے کے بعد وہ کال کاٹتی پھر سے تیاری کرنے لگی تھی۔۔ اس نے اپنی ایل ایل بی کی ڈگری مکمل کرنے کے بعد۔۔ سینئر ایڈووکیٹ اسماعیل حسن کے پاس پریکٹس کرنے کے ساتھ بار کونسل کا امتحان پاس کرکے ایک مہینے پہلے ہی اپنا لائسنس حاصل کیا تھا۔۔

اب وہ بھی ایک وکیل نہیں بلکہ ایڈوکیٹ کی حیثیت سے عنقریب عدالت میں اپنا پہلا کیس لڑنے کی خواہش رکھتی تھی۔۔۔

وہ بہت زیادہ ذہین اور اپنے پروفیشن میں ہی قابل مانی جاتی تھی۔۔۔ وہ ابھی سے ہی کوئی بھی کیس لینے اور اسے جیتنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔۔

وکالت کرنا اور اپنا نام بنانا اس کی زندگی کا پیشن بن چکا تھا۔۔ اس اس فیلڈ کے سب سے منجھے کھلاڑی کو ٹکر دینی تھی۔۔

اس کا ٹارگٹ ایک ہی تھا۔۔

جس کا نام ہر وقت اس کی کلائی پر لکھا رہتا تھا۔۔ جس کے اوپر اس نے سیاہ پٹی باندھ کر اس نام کو چھپا رکھا تھا۔۔

اکثر لوگ اس سے وہ سیاہ پٹی باندھنے کا ریزن پوچھتے تھے۔۔ مگر ہنیم نے کبھی اس کی وجہ کسی کو نہیں بتائی تھی۔۔ اور نہ کبھی کوئی اس پٹی کے نیچے چھپا نام دیکھ پایا تھا۔۔

بالوں کو بمشکل جوڑے میں مقید کرتے، سر پر سیاہ سکارف لپیٹتی اور اپنا سیاہ کوٹ پہن کر وہ چہرے پر ماسک چڑھائے روم سے نکل آئی تھی۔۔

اسے شہر میں اس کے تایا سائیں نے ایک بہت ہی خوبصورت سا کاٹیج لے کر دیا ہوا تھا۔۔ جہاں اس کے لیے دو خواتین ملازمہ فل وقت کام کرتی تھیں۔۔ جبکہ دو گارڈز چوبیس گھنٹے گیٹ پر موجود رہتے تھے۔۔

جن کی جانب سے کسی کو بھی اندر آنے کی اجازت نہیں تھی۔۔ سوائے اس کے گھر کے لوگوں کے۔۔ وہاں اور کوئی نہیں آسکتا تھا۔۔

ہنیم پوری سیکیورٹی میں گارڈز کے ساتھ کورٹ آتی جاتی تھی۔۔

اس کے پیرنٹس کی ڈیتھ ہوچکی تھی۔۔ مگر اس کے تایا اعظم ربانی اور تائی زینت بیگم نے اسے سگی اولاد سے بڑھ کر پیار دیا تھا۔۔۔

خاندان کی کسی بھی لڑکی کو اتنی آزادی نہیں ملی تھی۔۔ جتنی اسے دی گئی تھی۔ زینت بیگم اور اعظم ربانی کی جان بستی تھی ہنیم میں۔۔۔ وہ اس کو زرا سا بھی پریشان نہیں دیکھ سکتے تھے۔۔

اس کے منہ سے نکلنے سے پہلے ہی اس کی ہر خواہش پوری کر دی جاتی تھی۔۔

شہر سے گاؤں بھی وہ اپنے خاص ڈرائیور کے ساتھ ہی آتی جاتی تھی۔۔ بہت مشکل سے اسے یہاں آکر پڑھنے اور اپنا خواب پورا کرنے کی اجازت ملی تھی۔۔

اگر اس کے تایا سائیں اس پر جان دیتے تھے۔۔ تو اس کے لیے بھی ان سے بڑھ کر کوئی نہیں تھا۔۔

وہ ان کے اعتبار کو کسی قیمت پر بھی ٹھیس نہیں پہنچانا چاہتی تھی۔۔ اس لیے ہر طرح سے احتیاط کرتی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

شہر کے سب سے بڑے کلب میں اس وقت مدھم روشنیوں کے بیچ بے حیائی اور بے غیرتی کا بازار گرم تھا۔۔ بہت ہی نازیبا حلیے میں ملبوس لڑکیاں وہاں آئے غیر لڑکوں کی بانہوں میں جھول رہی تھیں۔۔

نشے میں دھت انہیں بالکل بھی اندازہ نہیں ہورہا تھا کہ کیسے وہ اپنے ہاتھوں اپنی عزت نیلام کررہی ہیں۔۔۔

وہاں نشے میں دھت لڑکے ان کی عزت چھیننے کے بعد اگلے دن انہیں پہچاننے سے بھی انکاری ہو جاتے تھے۔۔۔ مگر وہ اپنی زندگی کے غم بھلانے کے لیے یہاں آکر اپنا سب کچھ برباد کر جاتی تھیں۔۔

وہاں سب پرانے چہروں میں آج ایک نیا چہرا بھی آیا تھا۔۔ جس پر وہاں موجود تمام لڑکوں کی نظر تھی۔۔

"ملی یہ کہاں لے کر آئی ہو تم مجھے۔۔؟ کیسے دیکھ رہیں ہیں یہ سب۔۔ پہلی دفع لڑکیاں دیکھی ہیں انہوں نے۔۔۔"

سوہائے سکندر جو اس وقت سلیولیس ٹاپ میں ملبوس، اپنی دودھیا رنگت میں وہاں کے منظر دیکھ مزید سرخیاں گھلتی محسوس کررہی تھی۔۔

وہ خود بھی کوئی اتنی شریف زادی نہیں تھی۔۔ مگر ایسے منظر اس طرح سرعام وہ پہلی بار دیکھ رہی تھی۔۔

جہاں کئی کپل ایک دوسرے میں مدہوش اپنی ہوس پوری کرتے بھول چکے تھے کہ وہ نامحرم تھے ایک دوسرے کے لیے۔۔

فل والیم میں چلتے میوزک کی وجہ سے ملی سوہائے کی بات نہیں سن پائی تھی۔۔

جب ایک لڑکے نے ملی کے قریب آکر اس کی کمر میں بازو حمائل کرتے اسے اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔۔۔ وہ ملی کو کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر اس کے ہونٹوں پر جھک چکا تھا۔ اسے لگا تھا کہ ملی اس شخص کو جھٹکے گی۔۔ مگر ملی تو

خود کو مزید اس شخص کے قریب کرتے مدہوش ہوئی تھی۔۔۔

سوہائے شاک کی کیفیت میں یہ سب دیکھتی کاؤنٹر کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔

اس کا چہرا شرم سے لال ہوچکا تھا۔۔ ڈریسنگ وہ بھی انتہائی نازیبا ہی کرتی تھی۔۔ بہت سے لڑکوں کے ساتھ اس کی بھی دوستی تھی۔۔ مگر اس طرح کبھی کسی لڑکے کے ساتھ کبھی حد پار نہیں کی تھی اس نے۔۔۔

بہت سے لڑکے بار بار اس کے قریب سے گزرتے اسے عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔۔

جب اس کلب کے مالک جیکی کی نظر سوہائے پر پڑی تھی۔۔

اس نے ویٹر کو بلا کر اشارے سے کچھ کہا تھا۔ اور کچھ ہی لمحوں بعد وہ ویٹر ہاتھ میں جوس کا گلاس اٹھائے سوہائے کے قریب آیا تھا۔۔۔

جیکی پہلی نظر میں ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ لڑکی بالکل نئ تھی۔۔ اسے یہاں کا عادی بنانا تھا ابھی۔۔ مگر اس لڑکی کا

ان چھوا دلفریب حسن اور دلکشی دیکھ وہ خود کو روک نہیں پارہا تھا۔۔۔

"نہیں میں ڈرنک نہیں کرتی۔۔۔"

سوہائے نے لینے سے انکار کردیا تھا۔۔

"آئی نو میم۔۔۔ یہ جوس ہے۔۔۔"

ویٹر نے اپنے پروفیشنل انداز میں کہا تھا۔۔ جس پر سوہائے خاموشی سے وہ جوس لے گئی تھی۔۔ اس کا گلا خشک ہوچکا تھا۔۔ اس وقت اسے شدید طلب تھی اس کی۔۔

اس بات سے انجان کے اس جوس میں نشہ آور ادویات ملائی گئی ہیں۔۔۔ سوہائے ایک ہی سانس میں سارا گلاس ختم کر گئی تھی۔۔۔

وہ نشہ اتنا پاور فل تھا کہ اگلے ہی لمحے سوہائے کو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔

"ہائے بیوٹی فل گرل۔۔۔ لگتا ہے بہت ان ایزی فیل کر رہی ہیں آپ۔۔"

جیکی سوہائے کے قریب آیا تھا۔۔ جو بمشکل اپنا چکراتا سر تھامے ہوئے تھی۔۔

سوہائے کو اس وقت ہر شے گھومتی محسوس ہورہی تھی۔۔ وہ پوری طرح سے اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔۔ یہی تو چاہتا تھا سامنے کھڑا شخص۔۔۔

اس نے آگے بڑھ کر سوہائے کو اپنی بانہوں میں بھرنا چاہا تھا۔۔ جب اسی لمحے کسی نے وہاں آتے اسے زور دار دھکے کے ساتھ پیچھے دھکیلا تھا۔۔

جبکہ اس دھکے کے لیے بالکل تیار نہیں تھا۔۔ وہ پیچھے رکھے سٹول پر جاگرا تھا۔۔۔

"کیا بدتمیزی ہے یہ۔۔۔ ؟ کون ہو تم۔۔؟ یہ میرا مال ہے تم اسے یوں نہیں لے جاسکتے۔۔ "

جبکی اس مضبوط قد و قامت کے کسرتی وجود کے مالک شخص کو بیچ میں آتے دیکھ سخت بدمزا ہوا تھا۔۔

جو سوہائے کے نازک وجود کو اپنی بڑی سی شال میں لپیٹتا اپنے کندھے پر ڈال چکا تھا۔۔ سوہائے کا صرف اتنا حصہ باہر تھا کہ اسے با آسانی آکسیجن مل پائے۔۔

"اگر اپنی ہڈیاں سلامت دیکھنا چاہتے ہو تو دوبارہ اس لڑکی کا سوچنا بھی مت۔۔ ورنہ تمہارے اس بے حیائی کے اڈے کو آگ لگانے میں مجھے زیادہ وقت نہیں لگے گا۔۔"

اشہب کا لہجہ وحشت ٹپکاتا ہوا تھا۔۔ اس کا غصے اور ناگواریت سے لال پڑتا چہرا جیکی کو وہیں خاموش کروا گیا تھا۔۔ اس شخص کی مضبوط جسامت کے آگے جیکی بالکل بونا سا لگ رہا تھا۔۔۔

اس نے کچھ نہیں کیا تھا جب اشہب سوہائے کو اٹھائے وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔

Don’t Copy Paste and Share Without My Permission

"کیوں لائے ہو مجھے تم۔۔۔؟؟ کون ہو تم۔۔۔؟؟"

سوہائے کو اس نے جیسے ہی گاڑی کی سیٹ پر ڈالا سوہائے نے اشہب کا گریبان مٹھی میں دبوچتے اسے خود سے قریب کیا تھا۔۔

جب اشہب نے قہر آلود نگاہوں سے اس بے حیا لڑکی کو دیکھا تھا۔۔ اور اگلے ہی لمحے اسے خود سے دور دھکیلتے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر پھینک کر خود وہ فرنٹ سیٹ پر آن بیٹھتے گاڑی تیزی سے وہاں سے نکل کر لے گیا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ہنیم ایڈوکیٹ اسماعیل کے آفس میں بیٹھی کسی کیس کی فائل ریڈ کر رہی تھی۔۔ جب ایک روتی ہوئی عورت اندر داخل ہوئی تھی۔۔

ایڈوکیٹ اسماعیل اس کے بابا کے دوست تھے۔۔ جن کے ساتھ ہنیم پریکٹس کررہی تھی۔۔ وہ بہت ہی شفیق اور مہربان انسان ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہت ہی، تجربہ کار، قابل اور کامیاب وکیل بھی تھے۔۔

جنہوں نے آج تک کوئی کیس نہیں ہارا تھا۔۔ اور آگے بھی وہ اپنا ریکارڈ ایسا ہی رکھنا چاہتے تھے۔۔ ہنیم کے آئیڈیل

تھے وہ۔۔ وہ انہیں کی طرح ایک کامیاب وکیل بننا چاہتی تھی۔۔

ہنیم نے فائل سے سر اٹھا کر اس عورت کی جانب دیکھا تھا۔۔

جو اس وقت بہت ہی قابلِ رحم حالت میں لگی تھی اسے۔۔

"دیکھیں بی بی میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ میں آپ کا کیس نہیں لے سکتا۔۔ یہاں وقت برباد کرنے کے بجائے کسی اور وکیل کے پاس جائیں۔۔ کیا پتا کوئی مان جائے۔۔ تمہیں منع کیا تھا ان کو نہیں آنے دینا میرے آفس میں۔۔۔"

اسماعیل صاحب نے اپنے اسٹنٹ وکیل کو جھڑپتے اس عورت کو وہاں سے جانے کا کہا تھا۔۔

ہنیم حیرت بھری نگاہوں سے اسماعیل صاحب کا یہ انداز دیکھ رہی تھی۔۔ جنہیں آج تک ہمیشہ ہر ایک سے اچھے سے پیش آتے ہی دیکھا تھا اس نے۔۔۔

"سر کیا ہوا۔۔؟؟ ان کا کیس کیوں نہیں لے سکتے آپ۔۔۔ اگر یہ اتنی مجبور ہوکر آرہی ہیں۔۔"

ہنیم خود کو بولنے سے نہیں روک پائی تھی۔۔ وہ یہی چاہتی تھی کہ آگے جاکر وہ خواتین کے حقوق کے لیے آواز

اٹھائے۔۔ ایسی لاچار اور بے بس خواتین کی۔۔ جو معاشرے کے بھیڑیوں کے آگے دب جاتی تھیں۔۔

جو خود کو کمزور سمجھ کر اپنے حق سے دستبردار ہو جاتی تھیں۔۔ اس لیے اس وقت ویسی ہی ایک عورت کی بے بسی نہیں دیکھ پائی تھی وہ۔۔

وہ دو خواتین تھیں۔۔ ماں بیٹی۔۔ بیٹی کی عمر بیس سال کے قریب تھی۔۔ جو بہت زیادہ رو رہی تھی۔۔

"بہت کمزور کیس ہے ان کا۔۔۔ جیتنے کی کوئی امید نہیں ہے۔۔ میں ایسا کوئی بھی کیس لے کر اپنا ریکارڈ خراب نہیں

کرنا چاہتا۔۔ دوسری پارٹی بھی سٹرانگ ہے اور ان کا وکیل تو کچھ زیادہ ہی پہنچی ہوئی شے ہے۔۔ کوئی بھی وکیل یہ کیس لے ہارنا ہی ہے۔۔"

اسماعیل صاحب کی بات پر ہنیم نے شاک کہ کیفیت میں ان کی جانب دیکھا تھا۔۔ وہ پہلی بار ان کا یہ انداز دیکھ رہی تھی۔۔ جو ہارنے کے خوف سے کیس لینا ہی نہیں چاہتے تھے۔۔

تو کیا اب تک وہ اتنے کامیاب اسی وجہ سے تھے کہ وہ جب کر جیتنے والے کیسز ہی لیتے آئے تھے۔۔

چیلنجز کا سامنا ہی نہیں کیا تھا انھوں نے۔۔

ہنیم ایسی وکیل تو ہر گز نہیں بننا چاہتی تھی۔۔

اسماعیل صاحب کے کیس کی سنوائی تھی وہ اپنے آفس سے اٹھ گئے تھے۔۔

جب ہنیم بھی اپنی جگہ سے اُٹھتی باہر نکل آئی تھی۔ وہ ان خواتین کو ڈھونڈنا چاہتی تھی۔۔ تاکہ ان کی مدد کرسکے۔۔

جب اسی لمحے سامنے کوریڈور سے اچانک لوگوں کا بہت سا رش نظر آیا تھا۔۔

ہنیم ایک سائیڈ پر ہوئی تھی۔۔

جب اسے اس رش میں کوئی شناسا سا چہرا نظر آیا تھا۔۔ وہ چونکی تھی۔۔ اس سے پہلے کہ وہ ٹھیک سے دیکھ پاتی جب وہ وہاں سے گزر گیا تھا۔۔

یہ بھیڑ بھی شاید اسی شخص کے گرد تھی۔۔ہنیم نے سر جھٹکا تھا۔

کافی دیر ادھر ادھر دیکھنے کے بعد اسے وہ خواتین ایک بینچ پر بیٹھیں روتی نظر آئی تھیں۔۔۔ہنیم تیزی سے ان کے پاس گئی تھی۔۔۔

"مجھے آپ کے کیس کے بارے میں جاننا ہے۔۔۔ ایسا کونسا کیس ہے کہ جسے کوئی بھی نہیں لینا چاہتا۔۔"

ہنیم ان کو ایک قدرے کم رش والی پرسکون جگہ پر لاتے بولی تھی۔۔ جس پر وہ عورت اپنی اذیت بتانا شروع ہوئی تھی۔۔

اس عورت کا نام فرزانہ تھا۔۔ جو ایک مڈل کلاس گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔۔۔ اس کی بیٹی مریم نے ایک امیر زادے سے پسند کی تھی۔۔ مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ وہ

امیر زادہ اسے صرف اپنے مقصد کے لیے استعمال کررہا تھا۔۔

وہ امیر زادہ ذاکر کیانی جو ایک بہت بڑے سیاسی کا بیٹا تھا۔۔ وہ پہلے سے شادی شدہ تھا۔۔ مگر اولاد نہ ہونے کی وجہ سے اس نے اس لڑکی سے اپنی پہلی شادی چھپا کر صرف اولاد کی خاطر شادی کی تھی۔۔ جس منصوبے میں اس کی پہلی بیوی اور باقی سب گھر والے بھی برابر کے شریک تھے۔۔

مریم کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس کے ساتھ کتنا بڑا دھوکا ہورہا ہے۔۔ ذاکر کی دوسری شادی کا صرف

اس کے اپنے گھر والوں کو ہی پتا تھا۔باقی کسی کو بھی اس بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا تھا۔۔۔

شادی کے ایک سال تک مریم کو اس شاندار محل میں شہزادیوں کی طرح رکھا گیا تھا۔ مگر جیسے ہی اس کی اولاد ہوئی تھی۔۔ چاند سے بیٹے کو جنم دینے کے ساتھ ہی اس کی بربادی شروع ہوئی تھی۔۔۔

اس نے ابھی تک اپنے بیٹے کو دیکھا تک نہیں تھا کہ ذاکر اس کے منہ پر طلاق کے کاغذ مار کر اپنے بیٹے کو اس سے چھین کر لے گیا تھا۔۔

مریم ذاکر سے بہت محبت کرتی تھی۔۔ جب اس کا یہ چہرا مریم کے سامنے آیا تو وہ دوہری اذیت کا شکار ہوئی تھی۔۔ جاتے جاتے وہ شخص اس کی محبت کو لالچ کا نام دے گیا تھا۔۔

اور اس کے اکاؤنٹ میں دس لاکھ بھیج کر اس کے بچے کی قیمت ادا کر گیا تھا۔۔۔

اور ساتھ یہ دھمکی بھی کہ اس بچے کو بھول جائے ورنہ وہ ان ماں بیٹی کا جینا حرام کردے گا۔۔

لیکن مریم جس نے نو ماہ جس بچے کو اپنی کوک میں پالا تھا۔ وہ اس کی قیمت نہیں لگا پائی تھی۔۔ جس انسان کے نام اپنا آپ کر دیا تھا اس کا دھوکا نہ سہہ پائی تھی۔۔۔

اس نے اس دھوکے باز انسان کے خلاف کیس کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ وہ جانتی تھی اس ملک میں اسے انسان نہیں ملنے والا تھا۔ مگر وہ پھر بھی اپنی آواز اٹھانا چاہتی تھی۔۔ تاکہ دوبارہ ایسے امیر زادے کسی اور لڑکی کی زندگی برباد کرنے سے پہلے ہزار بار سوچیں۔۔۔

اس نے کیس تو کردیا تھا مگر اس کے وکیل کا منہ پیسوں سے بھر کر اسے خاموش کروا دیا گیا تھا۔ جس کے بعد اب وکیل کے لیے وہ دربدر دھکے کھا رہی تھی۔ لیکن کوئی بھی اس کا کیس لینے کو تیار نہیں تھا۔

کیونکہ ایک تو یہ ذاکر کیانی کا کیس تھا۔ اور دوسرا اس کا وکیل بہت زیادہ سٹرانگ تھا۔۔ جس کو ہرا پانے کی قابلیت آج تک کوئی نہیں دکھا پایا تھا۔

جس کے آگے بڑے بڑے نامور اور تجربہ کار وکیل ناکام ہوجاتے تھے۔۔ وہ مشکل سے مشکل کیس کو بھی اپنی جانب موڑ لیتا تھا۔۔ کئی وکیلوں کا کیرئیر تباہ کر چکا تھا۔۔

جب بھی کوئی جوشیلا وکیل اس سے ٹکرانے کی کوشش کرتا تھا۔۔ اس کو وہ اپنے دلائل سے اس بری طرح ہراتا تھا کہ دوبارہ وہ وکیل کوئی کیس لڑنے کے قابل بھی نہیں رہتا تھا۔۔۔

ذاکر کیانی نے واضح طور پر کہہ دیا تھا کہ مریم نہ تو اس کی سابقہ بیوی تھی اور نہ ہی وہ اسے جانتا تھا۔۔ یہ لڑکی صرف پیسوں کی خاطر اس پر یہ جھوٹے الزام لگا رہی تھی۔۔

مریم کے پاس نہ تو نکاح کے پیپرز تھے اور نہ ہی طلاق کے اوریجنل پیپرز۔۔۔ اس کے پاس کسی قسم کا کوئی ثبوت نہیں تھا۔۔

یہی وجہ تھی کہ اس کا کیس بہت کمزور تھا۔۔ بچے کی رپورٹس بھی تبدیل کروا دی گئی تھیں۔۔ جن کے مطابق وہ

ذاکر اور مریم کا نہیں بلکہ ذاکر اور اس کی پہلی بیوی کا بچہ تھا۔۔

ہنیم یہ سب سنتی کتنے ہی لمحے کچھ بول نہیں پائی تھی۔۔

وہ آج تک ہمیشہ اپنے بڑوں کے سائے تلے رہی تھی۔۔

اس کے تایا سائیں نے اسے گرم ہوا تک نہیں لگنے دی تھی۔۔

اس لیے اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ یہ دنیا اتنی ظالم اور بے درد تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

Don't Copy Paste and Share Without My Permission

سوہائے نے اپنی جلتی آنکھیں کھولیں تو خود کو اپنے بیڈ پر لیٹے پایا تھا۔۔ اس کا سر درد سے بھاری ہو رہا تھا۔۔

جب اسے اپنے قریب سے کسی اور کی خوشبو محسوس ہوئی تھی۔۔ سوہائے کی نظر بے ساختہ اپنے گرد لپٹی شال پر پڑی تھی۔ وہ لمحے بھر کو حیران ہوئی تھی۔۔

مگر پھر ذہن پر زور دیتے اسے رات کے منظر یاد آئے تھے۔۔ وہ ملی کے ساتھ کلب جانا۔۔ پھر وہاں جوس پی کر نشے میں آجانا۔۔ اور اس شخص کا پورے استحقاق کے ساتھ اسے اٹھا کر لانا۔۔

To Read My Novels Plzz Contact on My Facebook Page "Farwa Khalid Novels".

Also,Subscribe My Youtube Channel "Farwa Khalid Novels".

سوہائے کو اس انسان کا خیال آتے ہی بہت غصہ آیا تھا۔ آج تک اس نے کسی انسان کو خود پر حکم نہیں چلانے دیا تھا۔ پھر آخر یہ کون تھا جو اسے یوں اٹھا کر لے آیا تھا۔

اس نے وہ شال اٹھا کر خود سے دور پھینکی تھی۔۔ اسے ٹھیک سے اس شخص کی صورت یاد نہیں تھی۔۔ مگر اسے ایک نظر دیکھ کر پہچان سکتی تھی۔۔

سوہائے فریش ہوتی باہر نکل آئی تھی۔۔ وہ اس وقت لوز سی گرے شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس اپنے شولڈر کٹ بالوں کو کھلا چھوڑے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تھی۔۔۔

جہاں سامنے ہی اس کے بابا سکندر ربانی صوفے پر براجمان تھے۔۔۔ ان کے ساتھ ہی ان کی لاڈلی بیوی بیٹھی تھی۔۔

جبکہ ان سے قریب دوسرے صوفے پر بیٹھے شخص کو دیکھ سوہائے کے نقوش تن گئے تھے۔۔

سیاہ لباس میں ملبوس چوڑے کسرتی وجود کا مالک وہ ایک انتہائی پرکشش انسان تھا۔۔ لیکن اس کے چہرے کا بے حد سنجیدہ پن دوسروں کو اس سے بات کرنے سے محتاط کردیتا تھا۔۔

لیکن سوہائے سکندر ہمیشہ اپنے موڈ کی پرواہ کرتی تھی۔۔

اسے باقی لوگ کیا سوچتے تھے اس کی کبھی پرواہ نہیں رہی تھی۔۔

"یہ شخص یہاں کیا کررہا ہے۔۔۔ ؟؟"

سوہائے وہاں موجود اپنی سوتیلی ماں زکیہ بیگم اور اشہب کو اگنور کرتی سیدھی اپنے باپ سے مخاطب ہوئی تھی۔۔

"تمہارا نیا ڈرائیور ہے۔۔۔ آج سے یہ پورا وقت تمہارے ساتھ رہے گا۔۔ تم اس کے بغیر کہیں نہیں جاسکتی۔۔۔"

سکندر ربانی کی بات سنتے سوہائے نے اپنی مٹھیاں غصے سے بھینچ لی تھیں۔۔

سکندر ربانی اس کے نجانے کتنے ڈرائیور رکھ چکے تھے۔۔ مگر وہ انہیں اتنا زچ کر دیتی تھی کہ اگلے دن ہی وہ سب چھوڑ جاتے تھے۔۔۔

سوہائے خود ڈرائیونگ کرنا چاہتی تھی۔۔ مگر سکندر ربانی کو اپنی بیٹی کی عادتوں کا پتا تھا۔۔ اس لیے انہوں نے ان کی بار بہت ہی ڈھونڈ کر بہت سخت قسم کا بندہ رکھا تھا۔۔

جو ان کی بگڑی بیٹی کو قابو کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔۔

"واٹ۔۔۔ آپ اپنے ہوش میں تو ہیں ڈیڈ۔۔۔۔ یہ انسان میرے ڈرائیور بننے کے قابل تو کیا میرے جوتے صاف کرنے کے لائق بھی نہیں ہے۔۔۔ ابھی اور اسی وقت فارغ کریں اسے۔۔۔"

سوہائے نخوت سے اشہب کی جانب دیکھتی وہاں سے پلٹی تھی۔۔۔ جب سکندر ربانی کی بات نے اسے مزید آگ لگا کر رکھ دیا تھا۔۔۔

"یہ ڈرائیور نہیں چاہیے تو گھر بیٹھو۔۔۔ گھر سے نکلنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ یہی آخری فیصلہ ہے میرا۔۔۔"

سکندر ربانی کا انداز دو ٹوک تھا۔۔

سوہائے نے مڑ کر اشہب کی جانب دیکھا تھا۔۔

جو ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

سوہائے کا دل چاہا تھا اس کی آنکھیں نوچ لے۔۔

نجانے یہ کونسی نئی مصیبت اس کی زندگی میں نازل ہوگئی تھی۔۔

"کیا گارنٹی ہے کہ آپ کا یہ نیو ڈرائیور پلس باڈی گارڈ میرا اچھے سے خیال رکھ پائے گا۔۔۔"

سوہائے انتہائی بدتمیزی کے ساتھ اپنے باپ سے بات کر رہی تھی۔ جو ان کے ساتھ بیٹھی زکیہ بیگم کو بہت ہی زیادہ ناگوار گزر رہا تھا۔۔ مگر وہ ان دونوں باپ بیٹی کے درمیان کچھ بھی بولنے کی حیثیت نہیں رکھتی تھیں۔۔

اگر غلطی سے کچھ بول پڑتیں تو سوہائے نے ان کی عزت کا فالودہ وہیں نکال دینا تھا۔۔ اس لیے انہوں نے خاموش رہنا ہی ٹھیک سمجھا تھا۔۔

"آپ کو خراش بھی پہنچی تو اس کی زمہ داری میری ہو گی۔۔۔"

سکندر ربانی کے بجائے اب کی بار جواب اشہب کی جانب سے آیا تھا۔۔۔

سوہائے نے زہر آلود نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"یہ جو اتنا شریف بن رہا ہے یہ بالکل بھی نہیں ہے۔۔۔ کل کلب میں دیکھا تھا اسے میں نے۔۔۔"

سوہائے بہت ہی بے حیائی کے ساتھ اپنے باپ کے سامنے اپنے کلب میں ہونے کا اعتراف کر رہی تھی۔۔۔

"میں نے بھیجا تھا اسے۔۔۔ تمہیں واپس لانے کے لیے۔۔۔ وہ بہت شریف انسان ہے۔۔۔ تمہارے معاملے میں آنکھیں بند کرکے بھروسہ کر سکتا ہوں اشہب پر۔۔۔"

سوہائے پہلی بار اس انسان کو دیکھ اور مل رہی تھی۔۔ مگر اس کے باپ کو اتنا بھروسہ کیسے ہوگیا تھا اس شخص پر اچانک سے۔۔

سوہائے زچ ہونے کے سوا کچھ نہیں کر پائی تھی۔۔۔

اپنے باپ کی بات سن کر بھی وہ زرا سا شرمندہ نہیں ہوئی تھی۔۔

انہوں نے اس کے پیچھے اپنا یہ جاسوس کل سے چھوڑ رکھا تھا۔۔ وہ سب سمجھی تھی کہ یہ شخص اسے اٹھا کر کیوں لایا تھا۔۔ مگر اس کا نام بھی سوہائے تھا۔۔ وہ اس شخص کو اتنا زچ کرنے والی تھی کہ جلد ہی اس نے بھی بھاگ جانا تھا۔۔

"مجھے مام کی طرف جانا ہے ثمر کا برتھ ڈے ہے۔۔ اب پلیز وہاں اسے مت بھیجئے گا وہاں۔۔۔ مجھے دو دن وہیں رہنا ہے۔۔"

سوہائے کو اس شخص کی نگاہیں الجھن میں مبتلا کر رہی تھیں۔۔ جو سیدھی اس کے وجود پر جمی ہوئی تھیں۔۔ اسے اپنے باپ کی بالکل سمجھ نہیں آ رہی تھی۔۔

یہ شخص ان کے سامنے بیٹھ کر اتنے عجیب انداز میں اسے گھور رہا تھا۔۔ اور وہ یہ سب دیکھ کر بھی اسے شریف مان رہے تھے۔۔۔

سوہائے کا پارہ چڑھ رہا تھا۔۔

"تمہاری ماں کو بھی بتا دیا ہے میں نے۔۔ اشہب اب وہاں بھی تمہارے ساتھ ہی آئے گا۔۔ مجھے تمہاری ماں اور اس

کے خاندان والوں کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔۔ میری دولت جائیداد کی لالچ میں آکر تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا دیں۔۔"

سکندر ربانی کے الفاظ میں سوہائے کی ماں کے لیے حقارت تھی۔۔ جو محسوس کرتے سوہائے نے اپنے باپ کی جانب سے نگاہیں موڑ لی تھیں۔۔

اسے نہ تو اپنے باپ سے کوئی لگاؤ تھا نہ ہی ماں سے۔۔۔ آج تک انہوں نے اسے کبھی محبت نہیں دی تھی۔۔ نہ کبھی فکر یا احساس جتایا تھا۔۔

ہمیشہ اپنی زندگی کی مصروفیات میں بزی رہے تھے۔۔ ان

کے نزدیک کبھی سوہائے کی کوئی اہمیت نہیں رہی تھی۔۔

ایسا ہی کچھ سوہائے کی جانب سے تھا اب۔۔

اس کے بابا سکندر اور ماں سومیہ اپنی شادی کے پانچ سال

بعد ہی الگ ہوچکے تھے۔۔ اس کی ماں کو شاید کوئی اور

پسند آگیا تھا۔۔ اور سکندر شاہ کا بھی دل سومیہ کی جانب

سے ہٹ گیا تھا۔۔ دونوں کے درمیان بہت سی باتوں پر

اختلاف آنے لگے تھے۔۔

سومیہ ایک مڈل کلاس گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔۔ جو امیر لڑکوں سے دوستی بنا کر یہاں تک آن پہنچی تھی۔۔ جسے بہت زیادہ دولت جائیداد اٹریکٹ کرتی تھی۔۔ اسے شبیر اکرام کی صورت ایک بہت موٹی آسامی مل چکی تھی۔۔

وہ اپنے بل بوتے پر یہی سب کرکے اپنے گھر والوں کا پیٹ پال رہی تھی۔۔

اس کا ایک نکارہ بھائی تھا۔۔ اور ایک بہن۔۔ دونوں نیچر وائز اسی کے جیسے ہی لالچی تھے۔۔ ان کی بھی سومیہ کے اس فیصلے میں پوری رضامندی شامل تھی۔۔

شبیر اکرام سومیہ سے عمر میں کافی بڑا تھا۔۔ مگر اس نے سومیہ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کے بہن بھائی کی زمہ داری اٹھائے گا۔۔ اور اس کے نام اپنا بہت ہی خوبصورت بنگلہ کرے گا۔۔ تاکہ وہ آزادی سے اپنے بہن بھائی کو وہاں رکھ سکے۔۔

سومیہ کو بھلا اور کیا چاہیے تھا۔۔

بہت ہی صلح صفائی کے ساتھ اپنے راستے الگ کرتے انہوں نے ایک بار بھی اپنی ننھی معصوم بیٹی کے بارے میں نہیں

سوچا تھا۔۔ وہ دونوں ہی اپر کلاس کی سوچ رکھنے والے ماڈرن پیرنٹس تھے۔۔

جنہوں نے باہمی فیصلے کے ساتھ سوہائے کو بورڈنگ سکول میں ڈالنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔ تاکہ دونوں ہی اس کی زمہ داری کے بوجھ سے آزاد ہو سکیں۔۔

بورڈنگ سکول میں سوہائے کی بھی ویسی ہی پرورش ہوئی تھی جیسے باقی بچوں کی ہوتی تھی۔۔ سب بچوں کے پیرنٹس ان سے ملنے آتے تھے۔۔ مگر اس کے پیرنٹس تو بھول ہی گئے تھے اسے۔۔

کبھی کبھار کوئی ایک چند سیکنڈز کے لیے کال کر کے اسے یاد دلا دیتا تھا کہ اس کے ماں باپ اس دنیا میں موجود ہیں۔۔

وہ بچی آہستہ آہستہ بے حس، ہٹ دھرم اور بدتمیز ہوتی چلی گئی تھی۔۔

ہر مہینے اس کے پیرنٹس کی جانب اس کی کوئی نہ کوئی شکایت جانے لگی تھی۔۔ مگر اس کے باوجود ان لوگوں کے پاس اتنا ٹائم نہیں ہوتا تھا کہ وہ آکر اس کے حوالے سے کوئی خبر لے سکیں۔۔ سال میں ایک یا دو بار وہ آکر اس سے مل جاتے تھے۔۔۔

سوہائے وہاں آئے باقی پیرنٹس کو جب اپنے پیرنٹس سے مقابل کرتی تھی تو اسے اپنے ماں باپ سے مزید نفرت ہو جاتی تھی۔۔

وہ لڑکی دن بدن خراب ہوتی جارہی تھی۔۔

سکول سے جب کالج میں قدم رکھا تھا مجبوراً اسے واپس گھر لوٹنا پڑا تھا۔۔

ہاسٹل میں جہاں وہ ٹیچرز کی نگرانی میں تھی۔۔ گھر آتے کی وہ سب بھی ختم ہوچکا تھا۔۔ اس کی دوستیاں بہت غلط لڑکیوں سے ہوگئی تھی۔۔

جن کا لڑکیوں سے میل جیل اور اٹھنا بیٹھنا تھا۔۔۔

سکندر ربانی جو سومیہ کو چھوڑنے کے کچھ سال بعد ذکیہ بیگم سے شادی کر چکے تھے۔۔ ذکیہ دھیمے مزاج کی اچھی خاتون تھیں۔۔۔ مگر سوتیلی ماں سوتیلی کی ٹھہرتی تھی۔۔

انہوں نے ایک دو بار سوہائے سے بات کرنے کی کوشش کی تھی۔۔

جو پہلے خود ہی سوہائے سے بے خبر رہی تھیں۔۔ مگر سوہائے جب گھر واپس آئی تو اس کی حالت دیکھ کر انہیں شدید دھچکا لگا تھا۔۔۔ ملازمین سے حقارت آمیز انداز میں بات

کرنا۔۔ لڑکوں کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر گھر سے چلے جانا۔۔ یہ سب دیکھ ذکیہ بیگم کو احساس ہوا تھا کہ ان کے رب نے انہیں اب تک اولاد کی نعمت سے محروم کیوں رکھا ہوا تھا۔۔

انہوں نے سوہائے اپنے قریب کرنے کی کوشش کی تھی۔۔

لیکن اس کی بدتمیزی پر وہ بھی اس سے سائیڈ پر ہوگئ تھیں۔۔ انہوں نے بھی دوبارہ اسے بلانے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔

سکندر ربانی جب اپنی ایک بہت ہی انمول نعمت کو اس طرح رول کر اپنے رب کو سخت خفا کر چکا تھا۔۔

ذکیہ بیگم نے ہی سکندر ربانی کا دھیان سوہائے کی جانب دلایا تھا۔۔ مگر جب تک سکندر ربانی کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا تب تک ان کی بیٹی ان کی رسائی سے بہت دور جا چکی تھی۔۔ سوہائے کے نزدیک ان کی کسی بات کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی تھی۔۔

وہ جو بولتے تھے سوہائے اس سے الٹ کرتی تھی۔۔

اکثر وہ اسے ڈانٹ کر یا دھمکا کر اپنی بات منواتے تھے۔۔

مگر پھر بھی سوہائے اپنی مرضی کے مطابق کی ان کی بات مانتی تھی۔۔

ذکیہ بیگم نے کئی بار سوہائے کی جانب محبت سے ہاتھ بڑھایا تھا۔۔ مگر سوہائے کو جب اپنی سگی ماں سے پیار نہیں ملا تھا تو اسی بات کو دل میں رکھتے اس نے اپنی سوتیلی ماں کو بھی ہمیشہ نفرت بھری نگاہوں سے دیکھا تھا۔۔۔

جس کے بعد ذکیہ بیگم بھی اس کی جانب دے بہت متنفر ہوگئی تھیں۔۔

سوہائے صرف ان سے نہیں دنیا کے ہر انسان کو نفرت اور حقارت سے ہی دیکھتی تھی۔۔ جو اس کے قریب آنے، محبت سے بات کرنے یا اس پر دھونس جمانے کی کوشش کرتا تھا۔۔

اسے محبت، پیار، خلوص اور رشتوں کے احساس سے بالکل بھی واقفیت نہیں تھی۔۔۔ وہ اس سب کو بس دنیا کا خوبصورت فریب سمجھتی تھی۔۔

اس نے کبھی اپنا خیال نہیں رکھا تھا۔۔

وہ جتنا ہوسکتا تھا برائی کی دلدل میں دھنسنا چاہتی تھی۔۔ مگر نجانے ایسی کونسی طاقت تھی جو اسے ہمیشہ روک لیتی تھی۔۔

جو اسے بچا لیتی تھی۔۔

آج تک اسے کسی لڑکے نے نہیں چھوا تھا۔۔ بہت سے لڑکوں سے اس کی دوستیاں رہی تھیں۔۔ مگر کبھی نہ تو کسی سے اخلاقیات سے گری بات کی تھی۔۔ اور نہ دوسری کو اس لیول پر آنے دیا تھا۔۔

وہ اپنے باپ کو زچ کرنے کے لیے یہ سب کرتی تھی۔۔

اس کا لڑکوں سے دوستیوں میں بھی کوئی خاص انٹرسٹ نہیں تھا۔ ملی اس کی کالج ٹائم سے دوست تھی۔۔ جو اس کی زندگی کی آدھی سے زیادہ بربادی کی وجہ تھی۔۔

ملی کے گھر کا ماحول بھی بہت آزاد تھا۔۔ وہ بھی کچھ اس جیسی بروکن فیملی سے تعلق رکھتی تھی۔۔ سکندر ربانی بہت بار اس کی ملی سے دوسری تڑوانے کی کوشش کر چکے تھے۔۔

مگر ہر بار ناکام ہی رہے تھے۔۔۔

ملی اسے اپنے ساتھ ہر برے فعل میں گھسیٹ لیتی تھی۔۔ اور وہ بھی خوشی خوشی چلی بھی جاتی تھی اس کے ساتھ۔۔ سکندر ربانی کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ ان کی بیٹی اتنی بری جگہ پر ملے گی انہیں۔۔

جبکہ دوسری جانب سومیہ کے سوہائے کے حوالے سے اپنے مطالبات تھے۔۔ جس میں سوہائے کو خطرہ بھی ہو سکتا تھا۔۔

اس سب کو دیکھتے اسی وجہ سے انہوں نے سوہائے کے لیے ایک کل وقتی باڈی گارڈ پلس ڈرائیور کا انتظام کیا تھا۔۔

جو پورا وقت سوہائے کے ساتھ رہنے والا تھا۔۔

سکندر ربانی اپنی بیٹی کی جانب سے برتی اپنی غفلت پر اپنی ہی نگاہوں میں گر چکے تھے۔۔ لیکن اب ان کی زندگی میں پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں تھا۔۔

کیونکہ سوہائے کو دیکھ کر اس کے سدھرنے کے آثار بہت کم تھے۔۔ وہ ان سے صرف ناراض نہیں تھی بلکہ ان سے نفرت کرتی تھی۔۔ اگر اس کا بس چلتا تو کب کی یہ گھر چھوڑ کے جاچکی ہوتی۔۔

اس کی زندگی میں اس کے لیے کچھ بھی اہم نہیں تھا۔۔

اس کا اپنا وجود بھی نہیں۔۔۔

سکندر ربانی اب سنجیدہ ہو کر سوچ رہے تھے کہ سوہائے کی ہر گزرتے دن کے ساتھ بڑھتی بدتمیزیوں کو کیسے کنٹرول کریں۔۔ کافی سوچ بچار کے بعد وہ ایک فیصلے پر پہنچ چکے تھے۔۔

جس سے اب وہ چاہ کر بھی پیچھے نہیں ہٹ سکتے تھے۔۔

نہ کوئی انہیں ہٹا سکتا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ہنیم اپنے کیریئر کا پہلا کیس لے چکی تھی۔ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ مریم کی مدد ضرور کرے گی اور ان ظالموں کا چہرا بے نقاب کرے گی۔۔

مریم کا کیس بہت کمزور تھا۔۔ اور ہنیم نے آج تک کبھی کوئی کیس نہیں لڑا تھا۔۔۔ یہ اس کی لائف کا پہلا تجربہ تھا۔۔

اسماعیل صاحب نے اسے بہت منع کیا تھا ایسی بے وقوفی کرنے سے۔۔۔ مگر ہنیم اپنے فیصلے سے پیچھے نہیں ہٹی تھی۔۔

وہاں جس جس کو بھی اس بارے میں پتا چلا تھا۔۔ اس کے سینئر جونیئر سب اس کا مذاق اڑا رہے تھے۔۔

"تمہیں میں بہت عقلمند سمجھتی تھی ہنیم۔۔ مجھے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ تم اتنی بڑی بے وقوفی کرو گی۔۔ اپنا پہلا ہی کیس ہارنے کے لیے لڑ رہی ہو۔۔۔ جس شخص کے خلاف لڑ رہی ہو نا تم وہ اب تک نجانے کتنے وکیلوں کا کیرئیر کھا چکا ہے۔۔ وہ مقابل کو صرف ہراتا نہیں ذلیل کرتا ہے۔۔"

اس کی کولیک مبشرہ کو جب سے پتا چلا تھا کہ ہنیم مریم کا کیس لڑنے جا رہی ہے۔۔ وہ تب سے اسے سمجھانے کی کوشش کررہی تھی۔۔

مبشرہ ابھی صرف ایک وکیل تھی۔۔ اس نے ابھی تک بار کونسل کا امتحان پاس نہیں کیا تھا۔۔ لائسنس نہ ہونے کی وجہ سے وہ ابھی اپنے کسی بھی کلائنٹ کا کیس عدالت میں نہیں لڑ سکتی تھی۔۔

وہ سب جانتے تھے کہ ہنیم ایک بہت ذہین لڑکی تھی۔۔ جس کا فیوچر بہت برائٹ تھا۔۔ مگر وہ اپنے کیرئیر کے پہلے

ہی مقام پر جو غلط قدم اٹھا رہی تھی۔۔ اس پر پوری زندگی پچھتانے والی تھی وہ۔۔۔ اسماعیل صاحب سمیت سب کا یہی خیال تھا۔۔۔

"مجھے آخر سمجھ نہیں آتی ایسا کون سا شخص ہے جو ذاکر کیانی کا کیس لڑ رہا ہے۔۔۔ اور سب اس سے اتنا ڈر رہے ہیں۔۔ ایسا کیا ہے اس میں کہ کوئی اور وکیل اس کے سامنے ٹک نہیں پاتا۔۔ یہاں تک کہ ایڈووکیٹ اسماعیل بھی ڈر رہے ہیں اس سے۔۔۔"

ہنیم کا دماغ اب گھوم چکا تھا اب۔۔ وہ جاننا چاہتی تھی کہ کون تھا وہ شخص۔۔۔

"اس وقت کا سب سے ڈیمانڈنگ، خطرناک حد تک ذہین، شاطر اور بہت بے باک ایڈوکیٹ ہے وہ۔۔۔ ہارورڈ یونیورسٹی کا ٹاپر رہ چکا ہے۔۔ ہمیشہ مشکل ترین کیسز لیے ہیں اس نے۔۔ جن کے جیتنے کے کوئی چانسز نہیں ہوتے مگر پتا ہی نہیں چلتا وہ مخالف پارٹی کے دیئے ثبوتوں کو اپنے حق میں لے جاتا ہے۔۔ ذاکر کیانی اس کا دوست ہے۔۔۔

اس وجہ سے اس نے یہ کیس لیا ہے۔۔ ورنہ وہ ایسے چھوٹے موٹے کیسز تو لیتا بھی نہیں ہے۔۔"

مبشرہ نے ساری باتیں اس کے سامنے رکھ دی تھیں۔۔ جو سن کر ہنیم کو بہت ڈر لگا تھا۔۔ مگر وہ ایک بار جو فیصلہ کرچکی تھی اس سے پیچھے نہیں ہٹنے والی تھی۔۔

"نام کیا ہے اس کا۔۔۔؟؟"

دروازے سے باہر قدم رکھتے ہنیم نے نجانے کس خیال کے تحت پوچھا تھا۔۔

"ایڈوکیٹ غزوان حیدر۔۔۔"

مبشرہ کے ہونٹوں سے نکلتا نام دروازے میں کھڑی ،ہنیم کو پتھر کر گیا تھا۔۔ اس کا پورا چہرا پسینے سے شرابور ہوا تھا۔۔

"ہنیم تم ٹھیک ہو کیا ہوا تمہیں۔۔؟"

"پپ پورا نام۔۔۔ پورا نام کیا ہے؟؟"

ہنیم کو اپنی آواز بہت دور سے آتی محسوس ہوئی تھی۔۔ اس کا دل بالکل ساکت ہوچکا تھا۔ جبکہ کانوں میں جیسے مبشرہ کے اگلے الفاظ کے خیال سے سوئیاں چبھتی محسوس ہوئی تھیں۔

"یہی پورا نام ہے۔۔۔ غزوان حیدر۔۔ سب لوگ انہیں اسی نام سے پکارتے ہیں۔۔"

مبشرہ کی جانب سے جواب سن کر ہنیم نے اپنا رکا ہوا سانس بحال کیا تھا۔۔۔ ضروری تو نہیں تھا نا کہ اس نام کا پوری دنیا میں صرف ایک ہی انسان ہو۔۔ اور ویسے بھی وہ شخص اس ملک میں نہیں تھا۔۔

ہنیم نے فوراً خود کو سنبھال لیا تھا۔۔

وہ تیزی سے وہاں سے نکل آئی تھی۔۔۔ اتنے وقت کے بعد کانوں نے اس نام کو سنا تھا۔۔ دل کی دھڑکنیں ابھی بھی جگہ پر نہیں آپارہی تھیں۔۔

دو دن بعد اس کیس کی سنوائی تھی۔۔۔ ہنیم اپنا سارا دھیان اس کیس پر ہی لگانا چاہتی تھی۔۔۔ اسے کسی بھی قیمت پر لوگوں کے خیالات کو بدلنا تھا۔۔ ہرانا تھا اس شخص کو۔۔ جس کا نام سن کر اس کے اندر ایک عجیب سی ضد نے انگڑائی لی تھی۔۔

اس نام کے شخص ہمیشہ ہر جگہ اتنے پاور فل کیوں ہوتے تھے۔۔ اسے زندگی کے ہر مقام پر اس نام کے ملنے والے ہر شخص کو ہرانا چاہتی تھی۔۔۔ یہ وعدہ تھا اس کا اپنے آپ سے۔۔

اپنے ہاتھ پر بندھی سیاہ پٹی کو دیکھتے اس نے اپنے حوصلے کو بڑھا دیا تھا۔۔

جب اسی لمحے اس کے نمبر پر اسفر کی کال آئی تھی۔۔۔

"کیسی ہو ہانی۔۔۔۔؟"

اسفر اس کی شیریں آواز سنتے ہی کرسی کی پشت سے سر ٹکاتے پرسکون انداز میں اسے مخاطب کرتے بولا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں آپ کب آئیں گے واپس۔۔۔"

ہنیم نے سرسری سے انداز میں جواب دیا تھا۔۔ مگر اس کا یوں واپس آنے کا پوچھنا۔۔ مقابل کے دل پر بجلیاں گرا گیا تھا۔۔

"تم کہو تو ابھی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے واپس آجاؤں۔۔"

اسفر کا دل اس بات پر عمل کرنے کی دہائی دے رہا تھا۔۔

اس کی بات پر ،ہنیم معصومیت سے مسکرا دی تھی۔۔ اسفر

اس کا بچپن کا دوست تھا۔۔

جو ہمیشہ اس کے ساتھ عزت اور محبت سے پیش آتا تھا۔۔

اس لیے جواب میں وہ بھی اس کے ساتھ ویسے ہی پیش

آتی تھی۔۔ اس سے زیادہ اسفر کے لیے اس کے دل میں

کچھ نہیں تھا۔۔۔

اس کا دل آج بھی ایک انسان کے لیے دھڑکتا تھا۔۔۔

جس کا نام اس سیاہ پٹی کے نیچے چھپا ہوا تھا۔۔۔

اس نے کچھ دیر اسفر سے بات کرکے کال کاٹ دی تھی۔۔۔

اسفر وہیں اسی شہر میں ہوتا تھا۔ وہ اکثر ملتے رہتے تھے۔۔

ابھی وہ ایک ہفتے کے لیے شہر سے باہر گیا ہوا تھا۔۔ تب بھی اس کی آواز سننے کو ترپتے اس نے کال ملا دی تھی۔۔

مگر ہنیم اب تک یہ سمجھ نہیں پائی تھی کہ اسفر کی جانب سے صرف دوستی نہیں تھی۔۔۔

اس کا طوفانی عشق کس قدر شدت بھرا تھا۔۔۔ ہنیم اس بات سے بے خبر تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

سوہائے اپنی ماں کے گھر جانے کے لیے پوری طرح سے تیار تھی۔۔ ہمیشہ کی طرح اس نے مناسب ڈریسنگ نہیں کی تھی۔۔ نیوی بلو کلر کی ٹانگوں سے لپٹی جینز ٹخنوں سے کافی اوپر تھی۔۔ جس کی وجہ سے اس کی سفید دودھیا پنڈلیاں دیکھنے والوں کی آنکھوں کو دلفریب نظارے بخش رہی تھیں۔۔

نیوی بلو ٹاپ پہنے وہ دوپٹے کے تکلف سے عاری اپنے شولڈر کٹ بالوں کو کھلا چھوڑے باہر آگئی تھی۔۔ جہاں اشہب گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا اسی کا منتظر تھا۔۔

سوہائے نے اپنی جانب دیکھتی اس کی نگاہوں میں واضح طور پر ناگواری اترتی محسوس کی تھی۔۔

جس کے ساتھ ہی اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔ تو اپنے باپ کے ساتھ ساتھ وہ اس شخص کو بھی زچ کرنے میں کامیاب رہی تھی۔۔

اشہب نے اسے قریب آتے دیکھ گاڑی کا بیک ڈور اوپن کیا تھا۔۔ مگر سوہائے ایک ادا سے اس کے پاس سے ہوتی فرنٹ سیٹ پر براجمان ہوئی تھی۔۔

جس کے ساتھ ہی اشہب خاموشی کے ساتھ بیک ڈور بند کرتا اس کے برابر ڈرائیونگ سیٹ پر آن بیٹھا تھا۔۔ یہ نکچری شہزادی جو اسے اپنے ملازمین سے بھی نیچے کا درجہ دینے کو تیار نہیں تھی۔۔

اس کے برابر میں آن بیٹھنا خطرے کی گھنٹی بجا گیا تھا۔۔ مگر اشہب بھی ہر خطرے کے لیے اچھے سے تیار تھا۔۔

وہ ایک نظر اس کی جانب دیکھتا اپنی نگاہیں چرا گیا تھا۔

کیونکہ سوہائے کی شرٹ کے آگے کے دو بٹن کھلے ہوئے تھے۔۔۔ غلطی سے کھلے رہ گئے تھے یا اس نے جان بوجھ کر کھولے ہوئے تھے۔۔ وہ اس لڑکی کی بے حیائی کا لیول ابھی سمجھ نہیں پایا تھا۔۔

مگر وہ نیچے کو ڈھلکتی شرٹ کافی کچھ واضح کررہی تھی۔۔۔

سوہائے نے اسے خاموشی سے ڈرائیونگ کرتے دیکھ ہاتھ بڑھا کر انگلش سونگ پلے کیا تھا۔۔۔

یہ اس کی گاڑی تھی۔۔ جس میں ملی نے نجانے کون کون سے فضول انگلش سانگ ڈال رکھے تھے۔۔ ابھی بھی ایسا ہی کوئی سانگ پلے ہوا تھا۔۔

جو کے الفاظ اتنے بے ہودہ اور بے حیائی بھرے تھے کہ سوہائے جیسی بے باک لڑکی کو بھی کو اپنا چہرا لال ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔ اس نے فوراً مڑ کر اشہب کی جانب دیکھا تھا۔۔

جو بنا کوئی ری ایکٹ کیے خاموشی سے گاڑی ڈرائیو کرتا روڈ پر نگاہیں جمائے ہوئے تھا۔۔

"اوہ گاڈ میں ایسے ہی ٹینشن لے رہی ہوں۔۔ اس ملازم کو اگر انگلش آتی ہوتی تو یہ اس وقت میرا ڈرائیور نہ بنا پڑا ہوتا۔۔ ریلیکس سوہی۔۔۔"

زیر لب انگلش میں ہی خود سے ہمکلام ہوتے اس نے خود کو تسلی دی تھی۔۔۔ اشہب کے چہرے پر بھی ایسے کوئی تاثرات نہیں تھے۔۔۔ گانا ابھی بھی چل رہا تھا۔۔

جب حواسوں میں آتے سوہائے نے میوزک ہی آف کردیا تھا۔۔ سانگ کے الفاظ ابھی بھی اس کے کانوں میں گونج رہے تھے۔۔ اس کے ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار

ہوئے تھے۔۔ اس نے گاڑی میں اے سی کی کولنگ ہونے کے باوجود مرر نیچے کر دیا تھا۔۔

وہ اس شخص کو تنگ کرنا چاہتی تھی۔۔ مگر اپنی حرکتوں کی وجہ سے اپنے ہی پسینے چھوٹ گئے تھے۔۔

باہر سے آتی تیز ہوا میں وجہ سے سوہائے کے بال اڑنے لگے تھے۔۔ اس کی کچھ زلفیں اشہب کے چہرے سے بھی ٹکرا رہی تھیں۔۔ مگر اشہب اب بھی خاموشی سے ڈرائیونگ کررہا تھا۔۔

گاڑی میں بیٹھ کر پہلی نظر ڈالنے کے بعد اس نے دوبارہ سوہائے کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔

اب اس کے بالوں کا لمس اور دلفریب خوشبو کافی زیادہ ڈسٹرب کررہی تھی۔۔۔ لیکن وہ کچھ نہیں بولا تھا۔۔ کیونکہ اگر وہ کہتا تو اس لڑکی نے اسے مزید تنگ کرنا تھا۔۔

سوہائے کی گاڑی دیکھ کر ہی دروازے پر کھڑے گارڈ نے فوراً گیٹ کھول دیا تھا۔۔ جہاں پہلے ہی بڑے سے پورچ میں کافی تعداد میں گاڑیاں کھڑی تھیں۔۔

اشہب نے جیسے ہی گاڑی پارک کی سوہائے نے دروازہ کھول کر نیچے اترنا چاہا تھا۔۔ مگر دروازہ لاک دیکھ وہ غصے سے اشہب کی جانب پلٹی تھی۔۔

جو اب بھی اس کی جانب نہیں دیکھ رہا تھا۔۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔۔؟ دروازہ کھولو۔۔۔"

سوہائے حقارت آمیز لہجے میں چلائی تھی اس پر۔۔ جیسے وہ ہمیشہ اپنے ملازمین سے بدتمیزی سے بات کرتی تھی۔۔

"اپنی شرٹ کے بٹن بند کریں۔۔ پھر دروازے کا لاک کھل جائے گا۔۔"

اشہب بہت ہی ٹھنڈے لہجے میں بولتا سوہائے کو گہرا جھٹکا دے گیا تھا۔۔ اس نے پورے راستے ایک بار بھی اس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔

کیا ایک نظر وہ اس کا اتنی گہرائی سے جائزہ لے چکا تھا۔۔

سوہائے تو اس کے تحکمانہ انداز پر غصے سے پاگل ہو اٹھی تھی۔۔

"تم دو ٹکے کے ڈرائیور۔۔۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھ پر حکم چلانے کی۔۔۔۔ آج تک میں نے اپنی باپ کی بھی نہیں سنی۔۔ تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہاری بات مانوں

گی۔۔؟ اپنی اوقات میں رہو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔"

سوہائے کے منہ میں جو کچھ آیا تھا وہ بولتی چلی گئی تھی۔۔

"آپ جب تک میری بات نہیں مانے گی اس گاڑی سے باہر نہیں نکل سکتیں۔۔۔"

اشہب ابھی بھی اسی انداز میں بول رہا تھا۔۔ اس سب کے دوران اس نے ایک بار بھی سوہائے کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔ جو بس اسی بات پر حیران ہوتی رہی تھی کہ اس کے

اتنے سب بول جانے کے باوجود اس شخص کو کوئی فرق کیوں نہیں پڑا تھا۔۔

"میں مر کے بھی تمہاری بات نہیں مانوں گی۔۔ چاہے پوری رات اس گاڑی میں ہی کیوں نہ گزارنی پڑے۔۔"

سوہائے بضد تھی۔۔ جب اشہب کی نظر دور سے آتی سومیہ بیگم پر پڑی تھی۔۔۔ اس نے ایک پل کے لیے سوچا تھا۔۔۔ اور اگلے ہی لمحے سوہائے کی کلائی تھام کر اس کا رخ اپنی جانب موڑتے وہ آنکھیں موندے ہاتھ بڑھا کر اس کی شرٹ کے بٹن بند کر گیا تھا۔۔

چند لمحوں کا کھیل تھا۔۔

وہ شخص ایک بار پھر سے اپنا استحقاق استعمال کر گیا تھا۔۔

سوہائے کا پورا وجود کچھ لمحوں کے لیے سن ہوا تھا۔۔۔

اپنا کام مکمل کرتا وہ سوہائے سے دور ہوا تھا۔۔ جبکہ سوہائے شاک کی کیفیت میں بیٹھی یہ سب دیکھ رہی تھی۔۔۔ اسے اشھب سے ایسی جرأت کی امید بالکل بھی نہیں تھا۔۔ یہ شخص پر بار اس پر ایسا استحقاق کیسے جما لیتا تھا۔۔

"تم۔۔۔"

سوہائے کا ہاتھ اٹھا تھا۔۔ مگر وہ ہوا میں ہی معلق ہوگیا تھا۔ کیونکہ اسی لمحے اشہب نے اپنی مقناطیسی نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

اور وہ اپنی جگہ بالکل ساکت ہوگئی تھی۔۔ ان آنکھوں میں نجانے ایسا کیا تھا۔۔ کہ سوہائے کچھ نہیں کر پائی تھی۔۔

"ہے سوہائے کم آؤٹ ۔۔"

باہر کھڑی سومیہ بیگم نے دروازہ ناک کیا تھا۔۔ انہیں گارڈ نے سوہائے کی آمد سے باخبر کردیا تھا۔۔ اس کے دیر لگانے کی وجہ سے وہ خود ہی اسے لینے نیچے آگئی تھیں۔۔

سوہائے لال آنکھوں سے اشہب کی جانب دیکھتی گاڑی سے اتر گئی تھی۔۔

سومیہ بیگم بہت ہی گرمجوشی کے ساتھ اس کی جانب بڑھی تھیں۔۔ مگر سوہائے نے انہیں ہمیشہ کی طرح گلے لگنے کی اجازت نہیں دی تھی۔۔ وہ نہ تو اپنے باپ کو اپنے پاس آنے دیتی تھی اور نہ ہی ماں کو۔۔۔

وہ ان کے لمس سے بھی نفرت کرتی تھی۔۔۔

سومیہ بیگم نے اذیت بھری نگاہوں سے اپنی بیٹی کو دیکھا تھا۔۔ ان کے لیے یہی کافی تھا کہ وہ ان سے ملنے یہاں آگئی تھی۔۔

اشہب کے بارے میں بھی انہیں اطلاع مل چکی تھی۔۔ ان دونوں کے پیچھے وہ بھی اندر داخل ہوا تھا۔۔ پارٹی کا منظر دیکھ اشہب کو اپنی نگاہوں کا زاویہ بدلنا پڑا تھا۔۔

یہ کہیں سے بھی برتھ ڈے پارٹی کا فیملی فنکشن نہیں لگا تھا۔۔

نہ ہی کوئی مسلم گھرانہ لگ رہا تھا۔۔

ہر طرف عجیب سی لائٹنگ کی گئی تھی۔۔ مرد فل لباس میں ملبوس تھے۔۔ مگر عورتوں کے لباس ان کے وجود کو پوری طرح سے ڈھکنے میں ناکام ہورہے تھے۔۔

اشہب خاموشی سے جاکر ایک سائیڈ پر کھڑا ہو گیا تھا۔۔ وہ ہمیشہ کی طرح اس وقت بھی بلیک لباس میں ملبوس تھا۔۔ وہاں آئے سوٹڈ بوٹڈ مہنگے لباس پہنے کھڑے تمام مردوں میں بھی رف سے حلیے میں کھڑے اشہب کی شخصیت سب سے زیادہ شاندار لگ رہی تھی۔

سوہائے نے مڑ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔ نگاہوں کے اس تصادم پر سوہائے فورا گڑبڑاتی نگاہیں موڑ گئی تھی۔۔

"یہ ہینڈسم کون ہے۔۔ ؟؟ "

اس کی ماموں اور خالہ زاد کزنز کی نگاہیں بھی اشہب کی جانب اٹھی تھیں۔۔ جسے انہوں نے سوہائے کے ساتھ اندر آتے دیکھا تھا۔۔

"تمہارا بوائے فرینڈ تو نہیں ہے۔۔۔ اسے ادھر بلاؤ نا۔۔۔"

اشہب کی پرسنیلٹی سے وہ سب ہی مرعوب ہورہی تھیں۔۔

"بوائے فرینڈ مائی فٹ۔۔۔ ڈیڈ نے میرا ڈرائیور رکھا ہے اسے۔"

سوہائے کے لہجے میں واضح حقارت تھی۔۔۔

"واٹ ڈرائیور۔۔۔ مگر یہ کہاں سے نوکر لگتا ہے۔۔؟ ہاں ڈریسنگ تھوڑی عجیب سی ہے۔۔۔ لیکن ڈرائیور تو یہ کہیں سے بھی نہیں لگتا۔۔۔ تمہارا دیوانہ ضرور لگ رہا ہے۔۔۔ جس طرح بنا رکے تمہیں گھور رہا ہے۔۔۔"

ثمر نے اس کا مذاق اڑایا تھا۔۔۔

جبکہ اس کی بات پر سوہائے اسے ٹھیک سے گھور بھی نہیں سکی تھی۔۔

ثمر کو اس کی بات پر یقین نہیں آیا تھا۔۔ جو پوری پارٹی میں صرف سوہائے پر نگاہیں جمائے ہوئے تھا۔ اس نے ایک بار بھی نگاہیں اٹھا کر کسی اور کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔

سوہائے اس بات سے الجھن ہورہی تھی۔۔

جب سوہائے کو شرارت سوجھی تھی۔۔

"برتھ ڈے گرل بہت اچھا لگ رہا ہے تمہیں۔۔ تو جاؤ اسے ڈانس کی آفر کرو۔۔۔ اتنی خوبصورت لگ رہی ہو۔۔ تمہیں تو آج کوئی انکار نہیں کر پائے گا۔۔۔"

سوہائے اس شخص کی شرافت کا ڈھونگ ختم کرنا چاہتی تھی۔۔ اس لیے اس نے ثمر کو مشورہ دیا تھا۔۔ جو وہاں کھڑی کھڑی اشہب پر فلیٹ ہورہی تھی۔۔

ثمر اس وقت لانگ گاؤن مین ملبوس تھی۔۔ جس میں سے اس کے بازو اور کندھے جھانک رہے تھے۔۔ بالوں کو

جوڑے میں مقید کیے وہ اپنے وجود کے نظارے کرواتی اس وقت پوری محفل کی نگاہوں کا مرکز تھی۔۔

وہاں آیا ہر لڑکا اسے دیکھ کر اپنی آنکھیں سیک رہا تھا۔۔

اسے حیرت ہی اسی بات کی ہوئی تھی کہ اشہب نے ایک بار بھی اس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔

بلکہ اس کی نگاہیں سوہائے سے ہٹ ہی نہیں رہی تھیں۔۔

جیسے زرا سی نظر ہٹنے پر وہ غائب ہو جائے گی۔۔

سوہائے اپنی طرف سے جو ڈریسنگ کر کے آئی تھی۔۔ وہ بھی اچھی نہیں تھی۔۔ مگر وہاں باقی خواتین کے لباس کے آگے اس وقت اس کا بھی کوئی مقابلہ نہیں تھا۔۔

"کیا تم میرے ساتھ ڈانس کرو گے۔۔۔ ؟"

ثمر اپنے بالوں کو کندھے سے پیچھے جھٹکتی ایک ادا کے ساتھ اشہب سے مخاطب ہوئی تھی۔۔

سوہائے دلچسپی بھری نگاہوں سے یہ منظر دیکھ رہی تھی۔۔ اسے پورا یقین تھا کہ ثمر کو آج کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا تھا۔۔ جتنی حسین وہ لگ رہی تھی۔۔

"نہیں۔۔۔"

مگر سوہائے کا منہ حیرت کے مارے اس وقت کھلا جب اشھب نے اپنے سامنے کھڑی ثمر کی جانب دیکھا تک نہیں تھا۔ اس کی نظریں اب بھی سوہائے پر ہی تھیں۔۔ اس نے بہت ہی سہولت کے ساتھ ثمر کے منہ پر انکار کردیا تھا۔۔

ثمر کا چہرا اہانت سے لال ہوا تھا۔۔ کیونکہ اشھب اس سے فاصلے پر ایسے ہوا تھا جیسے وہ کوئی اچھوت شے ہو۔۔ اور اسے ہاتھ لگانے سے وہ ناپاک ہو جائے گا۔۔

"یہ شخص نے میری انسلٹ کی ہے سوہی۔۔۔ یہ خود کو سمجھتا کیا ہے۔۔ ؟ میں ثمر ولید خود چل کر اس کے پاس گئی ہوں۔۔ اور وہ مجھے انکار کررہا ہے۔۔ اس کی اتنی ہمت۔۔۔ چھوڑوں گی نہیں میں اسے۔۔۔"

ثمر کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ جاکر نجانے کیا کر ڈالے۔۔

اس کا موڈ سخت خراب ہوچکا تھا۔۔

سوہائے تو ویسے ہی اس شخص کی چالاکی پر اپنا غصہ قابو نہیں کر پارہی تھی۔۔ اسے اب بھی یہی لگ رہا تھا کہ یہ شخص صرف ڈھونگ کر رہا ہے۔۔

ثمر نے بہت برے موڈ کے ساتھ کیک کاٹا تھا۔۔ وہ بضد تھی کہ سوہائے آج وہیں رکے۔۔ تاکہ اشہب کو بھی ساتھ ہی رکنا پڑے۔۔

سوہائے اسی ارادے سے آئی تھی وہاں۔۔

اس نے دو دن رکنا تھا۔۔

پارٹی ختم ہوچکی تھی۔۔ مہمان واپس جاچکے تھے۔۔ اب وہاں صرف گھر کے ہی لوگ موجود تھے۔۔

اشہب کو سوہائے کے برابر والا کمرہ دیا گیا تھا۔۔ سکندر شاہ کی خاص ہدایت تھی یہ۔۔

وہ اپنے روم میں تھا۔۔ جبکہ سوہائے نیچے سب لوگوں کے ساتھ تھی۔۔

"تمہارے اس ڈرائیور کا بہت ایٹی ٹیوڈ ہے۔۔ جسے اب ختم کرنا ہی پڑے گا۔۔ سمجھتا کیا ہے خود کو۔۔۔"

سوہائے ثمر کے روم میں اس کے بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔

جبکہ ثمر ادھر سے ادھر چکر کاٹتی غصے سے ابل رہی تھی۔۔

"یہ تو اب تک مجھے بھی سمجھ نہیں آیا کہ وہ خود کو کیا سمجھتا ہے۔۔۔"

سوہائے کو اس کا خود پر استحقاق جماتا انداز عجیب سے احساس سے دوچار کر دیتا تھا۔۔

"میں اس کی یہ اکڑ ختم کرنا چاہتی ہوں۔۔ تمہیں میرا ساتھ دینا ہوگا اس میں۔۔"

ثمر نے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

"تم جو بھی کرو میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔ مجھے بھی بس اس سے پیچھا چھڑوانا ہے۔۔ اور ڈیڈ جو اس کی اتنی تعریف کررہے تھے۔۔ انہیں بھی اس کی اصلیت دکھا کر شرمندہ کرنا ہے۔۔"

سوہائے ثمر کے دماغی فتور سے باخبر ہونے کے باوجود اس کا ساتھ دینے کی حامی بھر گئی تھی۔۔

ان دونوں نے مل کر پلان بنایا تھا۔۔۔ جس کے مطابق وہ دھوکے سے اشہب کو روم میں بلا کر اس پر الزام لگانے کا ارادہ رکھتی تھیں۔۔

ثمر نے سوہائے کے روم کے اندرونی سائیڈ دروازے کے پیچھے کھڑے ہوتے۔۔ اسے چلانے کا اشارہ کیا تھا۔۔

اس کا اشارہ ملتے ہی سوہائے اونچی آواز میں چلانا شروع ہو گئی تھی۔۔۔ سوہائے کی چیخیں سنتے ہی اشہب تیزی سے اپنے روم سے نکلا تھا۔۔

اس کے روم کا دروازہ کھلتے دیکھ سوہائے باہر ایک جانب پڑے صوفے کے پیچھے چھپ گئی تھی۔۔۔

اشہب اس کے روم میں داخل ہوچکا تھا۔۔ جو دیکھ دروازے کے پیچھے چھپی ثمر نے دروازہ اندر سے لاک کردیا تھا۔۔

سوہائے جو صوفے کے پیچھے سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔ وہ ثمر کے پلان میں پوری طرح سے شریک تھی۔۔

مگر لاک ہوتا دروازہ اور ان دونوں کے ایک ساتھ ہونے کے خیال سے سوہائے کو بے چینی سی ہوئی تھی۔۔

کیا ثمر کا ساتھ دے کر اس نے ٹھیک کیا تھا۔۔۔؟؟

وہ آج تک ہمیشہ اپنے ساتھ ہی برا کرتی آئی تھی۔۔ کسی اور کے ساتھ یہ اس نے پہلی بار کیا تھا۔۔

کافی دیر گزر چکی تھی مگر ابھی تک اندر سے کوئی آواز نہیں آئی تھی۔۔

کیا واقعی وہ اسی طرح کا انسان تھا کہ تنہائی میں لڑکی کو پاکر بہک گیا تھا۔۔ سوہائے نے نفرت آمیز نگاہوں سے بند دروازے کو دیکھا تھا۔۔

اشہب جو تیزی سے سوہائے کے روم میں آیا تھا۔۔ خالی روم اور پھر دروازہ لاک ہونے کی آواز پر اشہب نے مڑ کر

پیچھے دیکھا تھا۔۔ جہاں کھڑی ثمر کو دیکھ اسے ایک پل میں سارا معاملہ سمجھ میں آگیا تھا۔۔

"میں نے سوچا سب کے سامنے شرما رہے تھے تم۔۔ تو اکیلے مل لیا جائے تم سے۔۔۔"

ثمر نے اپنی جیکٹ کے بٹن کھول کر اسے اتار دیا تھا۔۔ نیچے اس نے بہت ہی باریک سی سلیو لیس ٹی شرٹ پہن رکھی تھی۔۔

اشہب نے چہرا موڑ لیا تھا۔۔ اس نے مٹھیاں اتنی زور سے میچ رکھی تھیں۔۔ جیسے اس لڑکی پر ہاتھ اٹھانے سے خود کو کنٹرول کررہا ہو۔۔

اس کا اگر ایک بار ہاتھ اٹھ جاتا تو اس لڑکی نے دوبارہ نظر نہیں آنا تھا۔۔ وہ آہستہ آہستہ قریب آرہی تھی اس کے۔۔۔ اشہب جا غصہ بڑھ رہا تھا۔۔۔

"کافی لکی ہو تم جو مجھے جیسی لڑکی فدا ہورہی ہے تم پر۔۔۔"

ثمر دلربائی سے بولتی اس کے بہت قریب آن پہنچی تھی۔۔ دونوں کے بیچ فاصلہ بہت کم رہ گیا تھا۔۔

اس نے سوہائے کو یہی کہا تھا کہ وہ صرف اشہب کا ری ایکشن دیکھے گی۔۔ اس کے بہت قریب نہیں جائے گی۔۔ مگر یہاں آکر وہ بھول چکی تھی۔۔

اشہب کی خاندان پر سنیلٹی اسے بھکا رہی تھی۔۔ وہ ایسے ہی اپنے آپ کو لڑکوں کے سپرد کرنے کی عادی تھی۔۔ اس کے لیے یہ بات اتنی بڑی نہیں تھی۔۔

اس نے جیسے ہی اشہب کی شرٹ کو کندھے سے تھامنا چاہا۔۔ اشہب نے الٹے ہاتھ سے اسے پیچھے دھکیلا تھا۔۔۔ اس کے ہلکے سے دھکے پر ثمر لڑکھڑاتی پیچھے جاگری تھی۔۔

"دوبارہ میرے قریب آنے کی کوشش مت کرنا۔۔۔"

اسے اس سرد و سپاٹ لہجے میں وارن کرتا وہ غضبناکی کے عالم میں بولتا ثمر کو سہما گیا تھا۔۔

وہ بولڈ اور نڈر لڑکی۔۔۔ اس شخص کے غصے کے آگے خوفزدہ ہو گئی تھی۔۔۔ کیونکہ اشہب عالم کا غصہ کسی قہر سے کم نہیں ہوتا تھا۔۔

وہ وہاں سے ہٹنے ہی لگا تھا جب باہر دروازے پر زور دے دستک ہوئی تھی۔ اور اگلے ہی لمحے دروازہ کھول کر بہت سے لوگ اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔

وہی سارے بے شرم لوگ جو پارٹی میں اپنی عورتوں کو دوسروں کی بانہوں میں ناچتا دیکھتے رہے تھے۔۔ اور اپنے بانہوں میں غیر عورتوں کو لیے کھڑے تھے۔۔

اس وقت وہ سب غیرت مند بنے اندر آرہے تھے۔۔

اشہب اس نئے ڈرامے پر شدید غصے کے عالم میں پیشانی مسل کر رہ گیا تھا۔۔

ان سب کے بیچ موجود سوہائے کو اس نے قہر آلور نگاہوں سے گھورا تھا۔۔ جو ان سب کو لے کر آئی تھی۔۔ اور اس ڈرامے کا بہت اہم حصہ تھی۔۔

"کیا کر رہے تھے تم ہماری بیٹی کے ساتھ۔۔۔؟؟ "

سوہائے کے ماموں ارشد غصے کے عالم میں دھاڑتے نیچے گری پڑی ثمر کو اٹھا کر اپنے ساتھ لگا گئے تھے۔۔

سوہائے تو ثمر کی حالت دیکھ کر ہی خوفزدہ ہوچکی تھی۔۔ کیونکہ جن نگاہوں سے اشہب اسے دیکھ رہا تھا۔۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ اب خیر اس کی بھی نہیں ہونے والی تھی۔۔

اسے اتنی دیر سے بند پڑا دروازہ دیکھ بہت عجیب فیل ہورہا تھا۔۔ اس لیے اس نے ثمر کے کہے کے خلاف جاکر سب کو بلا لیا تھا۔۔

ثمر نے اسے اتنی جلدی سب کو بلانے کا نہیں کہا تھا۔۔

"آپ کی بیٹی کی حالت بتا رہی ہو گی کہ کیا کررہا تھا میں اس کے ساتھ۔۔۔"

اشہب نے لاپرواہی بھرے انداز میں جواب دیتے اپنی شرٹ کے اس حصے کو اپنے رومال سے صاف کرکے اسے ڈسٹ بن میں پھینک دیا تھا۔ جہاں پر ثمر نے اسے چھوا تھا۔۔۔

ثمر کا چہرا اپنی اس قدر توہین پر لال ہوا تھا۔ اس نے نوٹ کیا تھا کہ اس شخص نے ایک بار بھی ٹھیک سے اس

کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔ پارٹی میں بھی اس نے کسی لڑکی کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔ مگر سوہائے کو وہ ایسے استحقاق سے دیکھتا تھا۔۔ جیسے نجانے وہ اس کی کیا لگتی ہو۔۔۔

ثمر نے سوہائے کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔ کہ وہ اس کے حق میں بولے۔۔۔

"ماموں یہ شخص زبردستی اس روم میں گھسا ہے۔۔ ثمر کو اکیلے دیکھ کر۔۔ اور اب پکڑے جانے پر یہ سارا الزام ثمر پر لگا رہا ہے۔۔ بہت ہی گھٹیا انسان ہے یہ۔۔۔ یہ آخر اس روم میں آیا ہی کیوں۔۔ کیا کام تھا اس کا یہاں۔۔۔"

سوہائے کو تو بس ایک ہی ضد تھی کہ اسے اس شخص کو نکالنا ہے اس جاب سے۔۔ اس لیے ثمر کے پڑھائے گئے تمام الفاظ وہ بولتی چلی گئی تھی۔۔

اشہب کی سرد نگاہوں میں ابھرتا تاثر دیکھ وہ لمحے بھر کو ڈگمگا گئی تھی۔۔ وہ بنا کچھ بولے خاموشی سے اس کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔۔

جیسے اسے رتی برابر بھی پرواہ نہ ہو کہ اس پر کیا الزام لگایا جارہا ہے۔۔۔ سوہائے کو اس شخص کا یہ بے حد کول انداز سخت زہر لگتا تھا۔۔

"تمہاری اتنی ہمت۔۔۔۔"

ثمر کا بھائی آصف اشہب کو مارنے کے لیے آگے بڑھا تھا۔ مگر ابھی وہ فاصلے پر ہی تھا جب اشہب کی جانب سے اٹھتا ہاتھ اسے چند فٹ دور اچھال گیا تھا۔۔۔

"مجھ پر ہاتھ اٹھانے کا سوچنا بھی مت۔۔۔"

اشہب تو اس کا اپنی جانب اٹھتا ہاتھ بھی نہیں دیکھ پایا تھا۔۔ آصف بھی کوئی کمزور لڑکا نہیں تھا۔ مگر اشہب کے آگے اس کی بھی نہیں چل پائی تھی۔۔

"کال کرو سکندر کو۔ بتاؤ اسے کہ کیسا گھٹیا ملازم رکھا ہے اس نے اپنی بیٹی کی حفاظت کے لیے۔۔۔ نکال باہر کرے اسے۔۔"

ارشد صاحب چلائے تھے۔۔۔ اپنے بیٹے کے چہرے سے نکلتا خون دیکھ ان کا پارہ ہائی ہوا تھا۔۔

مگر دوسری جانب پرواہ کسے تھی۔۔۔

سوہائے کا خوف کئی گنا بڑھا تھا۔۔۔ باقی سب بھی آنکھیں پھاڑے دھنگ سے اس انوکھے نوکر کو دیکھ رہے تھے۔۔

ان کے ہاں تو ان کے کسی ملازم کی جرأت نہیں ہوتی تھی ان کے سامنے سر اٹھا کر بات کرنے کی بھی۔۔

سکندر شاہ نے یہ کیسا ملازم رکھا تھا۔۔ سومیہ بیگم نے ہاتھ جب اسی لمحے اس کے موبائل پر سکندر شاہ کی کال آئی تھی۔۔

"سوہی میری جان سب ٹھیک ہے نا۔۔ آپ چیخی کیوں تھیں۔۔ کیا ہوا تھا آپ کو۔۔ اشہب نے کال ہی کاٹ دی۔۔ اب وہ کال پک نہیں کررہا۔۔ آپ ٹھیک تو ہو نا۔۔ اشہب ٹھیک ہے۔۔"

سکندر شاہ بول رہے تھے۔۔ جب کے سوہائے کا دل چاہا تھا اپنا سر پیٹ لے۔۔ اشہب پر اتنا بڑا الزام لگانے اور یہ ڈرامہ کرنے کا تو اسے کوئی فایدہ ہی نہیں ہوا تھا۔۔۔

اس کا باپ تو اس شخص پر خود سے زیادہ بھروسہ کرتا تھا۔۔ سوہائے کو اتنی جلدی اس شخص سے جان چھوٹتی نظر نہیں آرہی تھی۔۔۔

اشہب آگے بڑھا تھا اور سوہائے کا ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں تھامتا وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔

Don't Copy Paste and Share Without My Permission

ثمر اور باقی سب آنکھیں پھاڑے کھڑے اس کا یہ انداز دیکھ رہے تھے۔۔۔

سوہائے خود بھی اس کے ہاتھ پکڑنے پر شاک رہ گئی تھی۔۔

وہ اس کے خطرناک تاثرات سے اس قدر خوفزدہ ہوچکی تھی کہ اس نے ایک بار بھی ہاتھ آزاد کروانے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔

اشہب اسے اپنے ساتھ کھینچتا باہر لے آیا تھا۔۔

سوہائے سکندر جسے آج تک کبھی اپنی کی گئی حرکت پر افسوس نہیں ہوا تھا۔۔ اس وقت وہ شدید شرمندگی محسوس

To Read My Novels Plzz Contact on My Facebook Page "Farwa Khalid Novels".

Also,Subscribe My Youtube Channel "Farwa Khalid Novels".

کررہی تھی۔۔ کیا ملا تھا اسے اتنا گھٹیا الزام لگا کر اس شخص پر۔۔۔۔

"ایک منٹ میری بات سنیں۔۔۔۔"

وہ لوگ ابھی گاڑی کے قریب پہنچے ہی تھے۔۔۔ جب اسی لمحے ثمر نے پیچھے سے بھاگ کر آتے انہیں پکارا تھا۔۔۔

اشہب نے پلٹ کر نہیں دیکھا تھا۔۔ وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھنے ہی لگا تھا جب ثمر نے اس کی جانب کا دروازہ پکڑ کر اسے روک دیا تھا۔۔

"پلیز میری بات سن لیں۔۔۔ آئی نو میں نے بہت گھٹیا حرکت کی ہے۔۔۔ مگر ایسا کرنے کو مجھے سوہائے نے بولا تھا۔۔ وہ چاہتی تھی کہ میں آپ کو بدنام کروں تاکہ اس کے ڈیڈ آپ کو جاب سے نکال دیں۔۔ آئم رئیلی سوری۔۔۔"

ثمر کی بات پر سوہائے نے بے یقینی کے عالم میں اسے گھورا تھا۔۔

"ثمر یہ کیا بکواس کررہی ہو تم۔۔۔؟؟ "

سوہائے کو گہرا شاک لگا تھا۔۔ آج تک اس نے اپنے ہر رشتے سے دھوکا کھایا تھا۔ مگر اسے ثمر سے ایسی امید نہیں تھی۔۔ جو اشہب کو دیکھ کر اس کے پیچھے لٹو ہوئی پڑی تھی۔۔۔

سوہائے اچھے سے سمجھ رہی تھی کہ ثمر کو اشہب سے کوئی عشق محبت نہیں ہوئی تھی۔۔۔ وہ بس اس کی اکڑ ختم کر کے اسے اپنے پیار میں پاگل ہوتے دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔

اس لیے اب یہ مظلومیت کا ڈرامہ کر رہی تھی۔۔۔

"سوہائے پلیز جھوٹ مت بولو۔۔۔ تم نے سب کے سامنے اشہب پر جھوٹا الزام لگایا ہے۔۔ جبکہ تم جانتی تھی کہ تم نے ہی جان بوجھ کر اشہب کو وہاں بلایا ہے۔۔ چیخیں بھی تم تھی میں نہیں۔۔۔ اور وہ سب کرنے پر تم نے ہی مجھے مجبور کیا تھا۔۔"

ثمر بالکل پلٹ گئی تھی۔۔ اپنے الفاظ سے۔۔

سوہائے حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

اشہب نے ایک قہر آلود نگاہ اس پر ڈالی تھی۔۔ اس نے پورے وقت میں ایک بار بھی ثمر کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔ اسے یہی بات تپا رہی تھی اندر سے۔۔۔

اشہب ایک جھٹکے سے دروازہ پکڑ کر اس کی گرفت سے کھینچتا۔۔ زور دار آواز میں بند کر گیا تھا۔۔ سوہائے ثمر کو خونخوار نگاہوں سے گھورتی گاڑی میں آن بیٹھی تھی۔۔۔

اس کی زندگی میں آج تک کوئی ایسا رشتہ نہیں آیا تھا جس پر وہ اعتبار کر سکتی۔۔

ہر کسی نے اسے دھوکا دیا تھا۔۔۔ اس کا استعمال کیا تھا۔۔۔

Don't Copy Paste and Share Without My Permission

ایک لمحے کے لیے اس کی آنکھوں میں آنسو جھلملا گئے تھے۔۔ مگر وہ اس شخص کے سامنے اپنی زرا سی بھی کمزوری ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

چہرا دوسری جانب موڑتے اس نے نامحسوس طریقے سے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔۔۔ وہ اتنی جلدی نہیں روتی تھی۔۔ مگر اس وقت اسے شدید غصہ آیا ہوا تھا۔۔۔ اپنے اتنی آسانی سے بے وقوف بنائے جانے پر۔۔۔

اس نے چہرا موڑا ہوا تھا۔۔۔ جب اشہب نے اس کی جانب ٹشو بڑھایا تھا۔۔

"آنسو پونچھ لیں اپنے۔۔۔"

اشہب کی آواز میں گہرا طنز تھا۔۔ جیسے وہ اس کا مذاق اڑا رہا ہو۔۔

سوہائے نے مڑ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

جو اس وقت اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔ اس کا چہرا خطرناک حد تک سنجیدہ تھا۔ مگر سوہائے کو اس کی آنکھیں مسکراتی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔

وہ اس کی حالت سے خذ اٹھا رہا تھا۔۔

مقابل کا منہ توڑ دینے والی سوہائے اس وقت شدید انسلٹ فیل کر رہی تھی اس شخص کے سامنے۔۔

جو اس کا مذاق بنا رہا تھا۔ مگر وہ کچھ نہیں کر پا رہی تھی۔۔

"ایڈیٹ۔۔۔۔"

سوہائے زیر لب بڑبڑائی تھی۔۔۔

"آپ کی ساری دوستیں ایسی ہی ہیں۔۔ کیا زندگی میں کبھی کوئی ڈھنگ کا کام نہیں کیا۔ ایک دوست کلب میں پہنچا دیتی ہے تو دوسری۔۔۔"

اشہب نے بار ادھوری چھوڑ دی تھی۔۔

جبکہ سوہائے کا چہرا غصے کے مارے لال ہوا تھا۔

"سٹاپ اٹ۔۔۔ اپنی حد میں رہو تم ڈرائیور۔۔۔۔ تم کتنے گھٹیا ہو یہ بات تو میں سب کے سامنے لا کر رہوں گی۔۔۔ تم نے آج گاڑی میں جو میرے ساتھ کیا تھا۔۔ اگر میں ڈیڈ کو بتا دوں تو وہ تمہیں ایک سیکنڈ کے اندر اس نوکری سے فارغ کریں گے۔۔۔"

سوہائے غصے سے بپھری اسے دھمکی دے گئی تھی۔۔

جب اسی لمحے اشہب نے پورچ میں گاڑی روکتے زور دار بریک لگائی تھی۔۔ جس کی آواز خاموشی فضا میں کافی شور پیدا کر گئی تھی۔۔۔

"کیا کیا تھا میں نے۔۔۔ آپ کے ساتھ۔۔۔۔؟؟ "

اشہب فرصت سے اس کی جانب دیکھتے بولا تھا۔۔۔ اس کی نگاہیں اس کے بٹنوں پر ہی تھیں۔۔ جو اس نے اپنے ہاتھوں سے بند کیے تھے۔۔

اس کی نگاہوں پر بولڈ سی سوہائے اپنے وجود میں سمٹ سی گئی تھی۔۔۔

یہ شخص بالکل بھی شریف نہیں تھا۔۔۔ اسے سو فیصد یقین ہوا تھا۔۔۔ وہ صرف ڈھونگ کررہا تھا۔۔ مگر انتہائی شاطر انسان تھا وہ۔۔۔

"کیا بتائیں گی آپ اپنے ڈیڈ کو۔۔۔۔؟"

اشہب پوری طرح اس کی جانب مڑا ہوا تھا۔۔ جبکہ سوہائے کچھ نہیں بول پائی تھی۔۔۔ وہ اس کا منہ توڑنا چاہتی تھی۔۔ مگر اس کے الفاظ لبوں پر آ ہی نہیں پا رہے تھے۔۔۔

اس نے دروازہ کھولنا چاہا تھا۔۔ جو اس وقت بھی لاک دیکھ

اس نے لال پڑتے چہرے کے ساتھ مڑ کر اشہب کی جانب

دیکھا تھا۔۔۔

جس کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔ یہ لڑکی اس

سے خوفزدہ ہو رہی تھی۔۔ یہ کافی خوش کن تھا۔۔

"نہیں ابھی ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔۔۔"

اس کا اشارہ ابھی بھی سوہائے کی شرٹ کے بٹنوں کی جانب

ہی تھا۔۔۔

اس کی مسکراہٹ اتنی دلفریب تھی کہ سوہائے اپنی نگاہیں نہیں ہٹا پائی تھی۔۔۔

وہ مسمرائز سی اسے تکے گئی تھی۔۔

اشہب کو جیسے اپنی وجاہت کا اچھے سے علم تھا۔۔ اس لڑکی کے ٹھٹھکنے پر اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر دروازہ ان لاک کیا تھا۔۔۔

جبکہ سوہائے لال پڑتے چہرے کے ساتھ دروازہ کھولتی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔

اشہب کی نگاہوں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ہنیم نے دن رات ایک کردیئے تھے اس کیس کو جیتنے کے لیے۔۔ وہ ہر طرح سے ثبوت اور گواہ اکٹھے کرنے کی کوشش میں لگی ہوئی تھی۔۔

وہ ان لوگوں تک پہنچ چکی تھی جو مریم اور ذاکر کی نکاح کے گواہان میں شامل تھے۔۔ مگر ان لوگوں نے ذاکر کیانی کے خوف سے صاف انکار کردیا تھا۔۔ مریم کے ریلیٹو ہونے کے باوجود اسے پہنچانے سے بھی انکار کردیا تھا۔۔۔

پیسا ہر شے پر بھاری پڑ رہا تھا۔ لوگوں کے ضمیر تک بک چکے تھے۔۔۔

وہ انسانیت بھول کر صرف پیسے کے پیچھے پاگل ہو رہے تھے۔ جہاں پر مریم اور اس کے بچے کا ٹیسٹ کروایا گیا تھا۔ وہ لیبارٹری والے بھی پوری طرح سے ذاکر کیانی کے انڈر تھے۔ ہنیم جان چکی تھی کہ مریم بالکل بے قصور تھی۔ مگر اس کے باوجود وہ مریم کے لیے کچھ نہیں کر پارہی تھی۔۔۔

اسماعیل صاحب نے بھی اس کی مدد سے صاف انکار کردیا تھا۔۔۔ کوئی بھی سنیئر وکیل اس کی مدد کرکے ایڈووکیٹ غزوان حیدر سے دشمنی نہیں بنانا چاہتا تھا۔۔۔

اس لیے سب لوگ ہی سائیڈ پر ہوگئے تھے۔۔۔ اب اس وقت ہنیم کی بے وقوفی پر ماتم ہی کررہے تھے۔۔

جو اتنی ذہین اور قابل ہونے کے باوجود اپنا کیرئیر داؤ پر لگا رہی تھی۔۔

مگر ہنیم کو اس وقت وہ سب لوگ برے لگ رہے تھے۔۔

وہ صرف اپنا فایدہ دیکھ رہے تھے۔۔۔ جن کے دل احساس سے عاری تھے۔۔

وہ اتنی ڈی موٹیویٹ ہونے کے باوجود ہمت نہیں ہارنا چاہتی تھی۔۔۔

وہ ابھی بھی پورے حوصلے کے ساتھ یہ کیس لڑنے کو تیار تھی۔۔

آج اس کیس کی پہلی سنوائی تھی۔۔

ہنیم اپنی اسسٹنٹ وکیل کے ساتھ کورٹ روم میں داخل ہوئی تھی۔۔۔ اس نے کافی حد تک کیس کو سمجھ لیا تھا۔۔ اگر اس کے پاس ثبوت نہیں تھے تو وہ اتنی پر یقین ضرور تھی کہ وہ ذاکر کیانی کے منہ سے کچھ نہ کچھ ضرور اگلوا لے گی۔۔۔

مگر باقی سب کا یہی کہنا تھا کہ ذاکر کا وکیل غزوان حیدر اسے ذاکر تک پہنچنے ہی نہیں دے گا۔۔۔

یہی تو پاور تھی غزوان حیدر کی۔۔۔ وہ اپنے مخالف وکیل کو ہی الجھا دیتا تھا۔ کہ اگلا بندہ بولنے کے قابل ہی نہیں رہتا تھا۔۔

ہنیم مریم کو تسلی دے رہی تھی کہ وہ اس کو انصاف دلا کر رہے گی۔۔۔

سنوائی میں تھوڑا سا ٹائم رہتا تھا۔ جب ذاکر کیانی اپنے وکیل غزوان حیدر کے ساتھ اندر داخل ہوا تھا۔۔

ہنیم کی اس جانب پشت تھی۔۔ وہ نہیں دیکھ پائی تھی انہیں۔۔۔

جج صاحب کے آتے ہی سماعت شروع کی گئی تھی۔۔

"مائے لارڈ میرے موکل پر بہت ہی بے بنیاد الزام لگایا گیا ہے۔۔ جس کے خلاف نہ تو کوئی ثبوت ہیں اور نہ گواہ۔۔"

غزوان حیدر نے بہت ہی کانفیڈنس کے ساتھ بولنا شروع کیا تھا۔۔

ہنیم جو اپنی فائل اٹھاتی اسی جانب مڑ رہی تھی۔۔۔ اس گھمبیر بھاری لہجے اور آواز پر اس کو گہرا جھٹکا لگا تھا۔۔۔

یہ دلفریب اور مغرور لہجہ۔۔۔ ایسے تو ایک ہی انسان بات کرتا تھا۔۔

وہ اب بھی بول رہا تھا۔۔

ہنیم اپنی جگہ پتھر کی ہوئی تھی۔۔۔ اس سے ہلا بھی نہیں جارہا تھا۔۔۔ اس کا چہرا لٹھے کی مانند سفید پڑ چکا تھا۔۔

وہ شخص اس سے کچھ فاصلے پر ہی کھڑا تھا۔۔۔

ہنیم کا پورا وجود ہولے ہولے لرزنے لگا تھا۔۔۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ لمحہ اس کی زندگی میں اتنی جلدی آجائے گا۔۔

وہ اپنی بات مکمل کر چکا تھا۔۔

اب اس سمیت سب لوگ، ہنیم کے بولنے کے منتظر تھے۔۔۔

جو سفید یونیفارم پر سیاہ کوٹ پہنے۔۔ سر پر سیاہ حجاب اور ماسک لگائے پتھر کا بت بنی کھڑی تھی۔۔

اپنی پوری ہمت مجتمع کرتے اسے نے پلٹ کر اس دشمن جاں کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جب ہنیم کی بڑی بڑی غلافی آنکھوں سے آنسو ٹوٹ کر اس کے گال پر آن گرا تھا۔۔

وہ وہی تھا۔۔

وہی بھوری آنکھیں، اعنابی سیاہی مائل لب، صحت مند سرخ و سفید چہرا، تیکھے مغرور نقوش، کشادہ روشن پیشانی پر چمکتا سیاہ تل اور ہلکی ہلکی شیو۔۔۔

وہ ہمیشہ سے بہت خوبصورت تھا۔۔ مگر اب تو اس کی وجاہت اور سحر انگیزی میں مزید اضافہ ہوچکا تھا۔۔

وہ اس وقت سفید پینٹ شرٹ کے اوپر سیاہ کوٹ پہنے اپنی چھا جانے والی دلفریب شخصیت کے ساتھ ہنیم کی ہستی فنا کر گیا تھا۔۔

وہ بھول چکی تھی کہ وہ اس وقت کہاں کھڑی ہے۔۔ کتنے اہم کیس کے لیے آئی ہے۔۔۔ جس کیس کی خاطر وہ اپنے دن رات کا فرق بھولے ہوئے تھے۔۔ جسے کسی بھی قیمت پر جیتنا تھا اسے۔۔ مریم کو انصاف دلانا تھا۔۔

اس وقت اسے سب بھول چکا تھا۔۔

اس کا سر بری طرح چکرایا تھا۔۔ اس نے اپنا سر دونوں ہاتھوں کی تھامتے آنکھیں سختی سے میچ لی تھیں۔۔

وہ اس شخص سے کچھ فاصلے پر ہی کھڑی تھی۔۔۔ سامنے بیٹھا جج اس کے بولنے کا منتظر تھا۔۔۔

باقی سب لوگ کرسیوں پر کافی فاصلے پر بیٹھے تھے۔۔

کسی کو بھی ہنیم کی کیفیت سمجھ نہیں آئی تھی۔۔ مگر اس کے سامنے کھڑا غزوان حیدر اس لڑکی کے کانپتے وجود اور غیر ہوتی حالت دیکھ تشویش کا شکار ہوا تھا۔۔

وہ اس کی مخالف تھی۔۔

اس کے اپوزیشن میں کھڑے وکیلوں کا یہی حال ہوتا تھا۔۔

مگر سنوائی کے اختتام پر۔۔

ایسا پہلی بار ہورہا تھا کہ اسے دیکھ کر ہی یہ لڑکی حال سے بے حال ہوگئی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اپنے حواس کھو کر زمین بوس ہوتی۔۔

غزوان نے اس کے پاس جاتے اسے تھام لیا تھا۔۔۔

آنکھیں موندے،ہنیم نے آخری منظر یہی دیکھا تھا کہ

غزوان حیدر اس کے اوپر جھکا ہوا ہے۔۔۔

اپنے کمر پر اس کے مضبوط ہاتھ کا لمس محسوس ہوا تھا۔۔

غنودگی میں جاتے ہوئے بھی اس نے غزوان کا ہاتھ اپنی کمر

سے ہٹانا چاہا تھا۔۔

وہ اس شخص کی زرا سی عنایت بھی نہیں چاہتی تھی۔۔

مگر اس سے پہلے ہی بے ہوش ہوتے اس کا ہاتھ بے جان ہوتے ایک جانب گر گیا تھا۔۔

مگر غزوان حیدر اس کے عمل کو اچھے سے سمجھ گیا تھا۔۔ وہ لڑکی اسے خود سے دور کررہی تھی۔۔ وہ اس کا چہرا تو نہیں دیکھ پایا تھا۔۔

لیکن اس کی آنکھوں میں ٹھہرے آنسوؤں کے ساتھ چھپی ناگواری وہ ضرور محسوس کر گیا تھا۔۔۔

اس کی نگاہیں ان غلافی پلکوں پر جم سی گئی تھیں۔۔ یہ آنکھیں وہ کیسے بھول سکتا تھا۔ وہ کچھ نہیں بھولا تھا۔۔۔ اس لڑکی کے حوالے سے کچھ بھی نہیں بھولا تھا۔۔

اس کی گرفت اس لڑکی کے وجود پر کمزور ہوئی تھی۔۔

جب اگلے ہی لمحے جلدی سے ہنیم کی اسٹنٹ اور مریم آگے بڑھ کر اسے غزوان سے تھام گئے تھے۔۔ ہنیم کو فوراً وہاں سے لے جایا گیا تھا۔۔

آج کی سنوائی شروع ہونے سے پہلے ہی ختم ہوگئی تھی۔۔

"کیا دہشت ہے یار تمہاری۔۔۔؟ میں نے سنا تھا کہ ہمارے مقابل کافی کمزور اور کوئی نئ وکیل ہے۔۔ مگر اتنی کمزور ہوگئ کہ تمہیں ایک نظر دیکھ کر ہی بے ہوش ہو جائے گی۔۔۔ اس بات کا اندازہ نہیں تھا مجھے۔۔۔"

ذاکر غزوان کے پیچھے اس کے آفس میں آتے بولا تھا۔۔

جبکہ غزوان اس وقت اسے کچھ الجھا الجھا سا لگا تھا۔۔ سب لوگ یہی سمجھ رہے تھے کہ شاید وقت برباد ہوئے جانے پر وہ غصے میں ہے۔۔۔

وہ اپنے وقت کا بہت خیال رکھتا تھا۔۔ ایک سیکنڈ بھی فضول میں کسی کے لیے ضائع نہیں کرتا تھا۔۔

آج سنوائی ہی ملتوی ہوگئی تھی۔۔ مگر اس کے خاموش ہونے کی وجہ یہ نہیں بلکہ اس لڑکی کی آنکھوں میں چھپی ناگواری تھی۔۔

اس کا خود سے دور دھکیلے جانا۔۔ وہ پوری طرح سے حواسوں میں نہیں تھی۔۔ پھر بھی اسے دور دھکیل رہی تھی۔۔

وہ یہ سب برداشت نہیں کر پارہا تھا۔۔

وہ خود چاہے کچھ بھی کرتا مگر وہ ناگواریت نہیں بھول پارہا تھا۔۔ کیا وہ واقعی اتنا بڑا بن گیا تھا۔۔

"کیا نام ہے اس نئ ایڈوکیٹ کا۔۔ ؟؟ "

اسے اب بھی لگ رہا تھا کہ شاید اسے کوئی غلط فہمی ہوئی ہو۔۔۔

غزوان نے پر سوچ انداز میں ذاکر سے پوچھا تھا۔ وہ اچھے سے جانتا تھا کہ ذاکر اب تک اتنا تو پتا کروا چکا ہو گا۔۔

"ہنیم ربانی۔۔۔۔"

ذاکر نے بتایا تھا۔۔ وہ بالکل ریلیکس تھا۔۔ جانتا تھا مقابل کوئی بھی ہو غزوان حیدر کو ہرا پانے کا حوصلہ نہیں رکھتا تھا۔۔ اور اب تو اسے پورا یقین ہو چکا تھا کہ وہ یہ کیس جیت چکا ہے۔۔

ہنیم ربانی اسے بہت ہی ڈرپوک اور کمزور لڑکی لگی تھی۔۔

یہ نام سنتے ہی غزوان نے چہرا اٹھا کر غائب دماغی سے اس کی جانب دیکھتے آنکھیں سختی سے میچ لی تھیں۔۔

اس کا شک ٹھیک نکلا تھا۔۔۔

وہ وہی تھی۔۔۔

تو وقت آگیا تھا ماضی سے ٹکرانے کا۔۔۔

ذاکر اس سے نجانے کیا کیا بات کر رہا تھا۔۔ مگر غزوان حیدر اب بھی اس نام میں اور ان ناگواریت سے لبریز بند ہوتی آنکھوں کے تصور میں کھویا کچھ بھی بولنے کی کنڈیشن میں نہیں تھا۔۔۔

اس نے پیشانی مسلی تھی۔۔۔

دل عجیب بے کل سا ہوا تھا۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"ہنیم کیا ہوا آپ کو۔۔۔؟؟"

ہنیم نے آنکھیں کھولیں تو خود کو اپنے آفس کے صوفے پر پایا تھا۔۔ مریم بھیگتی آنکھوں کے ساتھ اس کا ہاتھ تھامے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

وہ ہنیم کی اس حالت کا زمہ دار خود کو سمجھ رہی تھی۔۔ ہنیم نے اس کیس کا بہت زیادہ پریشر لے رکھا تھا۔۔ وہ کسی قیمت پر یہ کیس نہیں ہارنا چاہتی تھی۔۔

وہ مریم کو انصاف دلانے چاہتی تھی۔۔ ایک ماں کو اس کی اولاد واپس لوٹانا چاہتی تھی۔۔۔

ہنیم نے مریم کی بات پر غائب دماغی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ جب کورٹ روم کا منظر اس کی نگاہوں میں دوڑ گیا تھا۔۔

اذیت کا طوفان تھا جو اس کے پورے وجود میں سرایت کر گیا تھا۔۔

اسے تو اب تک یہی لگتا آیا تھا کہ وہ اس شخص کو بھول چکی ہے۔۔ مگر نہیں وہ تو دل کی مسند پر آج بھی پوری شان و شوکت کے ساتھ براجمان تھا۔۔

ہنیم کو خود پر بہت غصہ آیا تھا۔۔ اتنے سال خود کو اتنا مضبوط بنانے کے بعد وہ اس شخص کے سامنے آتے ہی اتنی کمزور کیوں پڑ گئی تھی۔۔۔

"آئم سوری مریم۔۔ پتا نہیں مجھے کیا ہوگیا تھا۔۔ کچھ سمجھ ہی نہیں آیا۔۔۔"

ہنیم مریم کے سامنے سخت شرمندہ تھی۔۔ وہ جانتی تھی سب لوگ اس کا مذاق اڑا رہے ہونگے۔۔ سب نے ہی اسے روکا تھا۔۔ مگر وہ کسی بات نہیں مان رہی تھی۔۔

"کیسی بات کررہی ہیں آپ۔۔ آپ کی تو بہت احسان مند ہوں میں۔۔ آپ جیسا وکیل تو یہاں کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔۔ جو اپنے نفع اور نقصان سے بے پرواہ ہوکر صرف میری مدد کررہی ہیں۔۔"

مریم عقیدت بھرے انداز میں اس کے دونوں ہاتھ تھامے بولی تھی۔

اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ اسے بہت کم امید تھی کہ اس کی اولاد اسے مل پائے گی۔۔۔

ذاکر کیانی کی پہنچ سے تو وہ ویسے بھی واقف تھی۔۔ اور اوپر سے غزوان حیدر کی پاور کا اندازہ بھی ہو چکا تھا اسے۔۔

اس کے جیتنے کے چانسز بہت کم تھے۔۔

مگر اسے ہنیم پر پورا بھروسہ تھا۔۔ وہ دل سے اس کے لیے لڑ رہی تھی۔۔ کامیابی کے چانسز نکل بھی سکتے تھے۔۔۔

ہنیم اپنے آفس سے نکل آئی تھی۔۔ اس وقت اسے تنہائی چاہیے تھی۔۔ برسوں کے بعد اس کے زخم کو ادھیڑا گیا تھا۔۔

اذیت بہت زیادہ تھی۔۔۔

وہ جیسے ہی اپنی گاڑی کی جانب بڑھی تھی۔۔ دور سے اسے غزوان حیدر اردگرد موجود بہت سارے لوگوں کے بیچ ذاکر کیانی کے ساتھ چل کر آتا دکھائی دیا تھا۔۔

ذاکر کیانی بہت زیادہ خوش لگ رہا تھا۔۔ اسے پوری امید تھی کہ وہ جیت جائے گا۔۔

جو دیکھ ،ہنیم کا دل جل اٹھا تھا۔۔ وہ کسی قیمت پر ظلم کی جیت نہیں ہونے دینا چاہتی تھی۔۔

اسے ان لوگوں کو ہرانا تھا۔۔

غزوان حیدر پر نظر پڑتے اس کا یہ عزم کئی گنا بڑھ گیا تھا۔۔ پورے وجود میں ایک عجیب سا احساس سرایت کر گیا تھا۔۔ اس شخص سے بھی تو اس کے بہت سارے حساب نکلتے تھے۔۔ جو سب اب پورے کرنے تھے۔۔۔

غزوان حیدر کے غرور میں اب پہلے سے زیادہ اضافہ ہوچکا تھا۔ہنیم اس شخص کو اپنی نگاہوں میں رکھتی گاڑی میں آن بیٹھی تھی۔۔

جب اسی لمحے اس کا موبائل ایک مخصوص رنگ ٹون کے ساتھ بج اٹھا تھا۔۔

"انو جان آئی مس یو سو مچ۔۔۔"

اپنی جان سب پیاری انو جان کی آواز سنتے ہی ہنیم کا لہجہ ایک بار پھر سے نم ہوا تھا۔۔۔

"کیا ہوا انو کی جان۔۔۔ میری ہنی رو کیوں رہی ہے۔۔۔؟؟"

انو جان تو اس کی آواز سن کر ہی تڑپ اٹھی تھیں۔۔

"انو جان وہ وہ لوٹ آئیں ہیں۔۔۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا انہیں۔۔۔ بہت پاس سے۔۔ وہ میرے بہت قریب تھے۔۔۔"

ہنیم سسکتے ہوئے بول رہی تھی۔۔ جبکہ اس کی بات پر انو جان اپنی جگہ بالکل ساکت ہوئی تھی۔۔۔

وہ کتنے ہی لمحے کچھ بول ہی نہیں پائی تھیں۔۔

ان کے دل میں ایک ہوک سی اٹھی تھی۔۔۔

اتنا عرصہ گزر گیا تھا۔۔ اسے تکے ہوئے۔۔۔

"میری وجہ سے آپ اپنے بیٹے سے نہیں مل سکتیں۔۔ آئم سوری انو جان۔۔۔ میں بہت بری ہوں نا۔۔۔"

ہنیم ان کی اذیت اور تکلیف سے بہت اچھی طرح واقف تھی۔ ایک ماں اتنا عرصہ اپنے بیٹے سے جدا تھی۔۔ صرف اس کی وجہ سے۔۔

ہنیم کئی بار کوشش کر چکی تھی کہ وہ اپنے تایا جان سے بات کرکے ان کی سزا کم کرسکے۔۔ مگر میر اعظم ربانی اس حوالے سے کوئی بات ہی نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔

وہ اپنے بیٹے کی حرکت پر سخت خفا تھے۔۔

ان کے مطابق وہ خود ان سب کو چھوڑ کر گیا تھا۔۔ اب لوٹے گا بھی اپنی مرضی سے۔۔۔

ان میں سے کسی کو بھی میر غزوان حیدر ربانی سے کسی قسم کا کوئی بھی رابطہ رکھنے کی اجازت نہیں تھی۔۔

اور ،ہنیم خود کو اس سب کا قصور وار سمجھتی تھی۔۔

لیکن غلط تو اس کے ساتھ بھی بہت زیادہ ہوا تھا۔۔

جس کا کوئی ازالہ نہیں ہو سکتا تھا۔۔

وہ آج بھی وہ دن یاد کرتی تھی تو اس کا دل اذیت سے بھر جاتا تھا۔۔

جس دن وہ شخص اس کے ارمانوں کا خون کر کے گیا تھا۔۔۔

پیر اعظم ربانی کا لاڈلا اور چہیتا بیٹا ان کی لاڈلی بھتیجی کو شادی والی رات ہی چھوڑ کر چلا گیا تھا۔۔۔

پورے خاندان کے سامنے اس کی ذات کا تماشا بنا کر گیا تھا۔۔۔

ہنیم کو میر غزوان کا اپنے دادا کو بھیجے گئے خط کے الفاظ آج بھی یاد تھے۔۔۔

"آپ کے فیصلے کو مانتے میں نے مجبوراً یہ نکاح کیا ہے۔۔ میں اس رشتے کو نبھا نہیں سکتا تھا۔۔ خود سے سات سال چھوٹی بچی کو کبھی اپنی بیوی کی حیثیت سے قبول نہیں

کر سکتا۔۔ میرا ایک معیار تھا جس پر وہ لڑکی پوری نہیں اترتی۔۔ آپ کا حکم میں مان چکا تھا اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔"

وہ اس کے معیار کی نہیں تھی۔۔

ہنیم کے دل میں پر یہ بات خنجر کی طرح پیوست ہوئی تھی۔۔

میر غزوان حیدر نے اسے ہمیشہ اگنور کیا تھا۔۔۔ وہ ایک گھر میں ہونے کے باوجود ایک دوسرے کو بہت کم مخاطب کرتے تھے۔۔۔

ہنیم اس کے روڈ انداز سے خوف کھاتی تھی۔۔ وہ کم ہی کسی سے فری ہوتا تھا۔۔۔ حد درجہ مغرور انسان تھا وہ۔۔۔۔

مگر غزوان حیدر اس بات سے انجان تھا کہ وہ لڑکی اس کی شخصیت کے سحر میں جکڑی کب سے اسی کی منتظر تھی۔۔

لیکن میر نے اسے اپنے معیار سے ہی گرا دیا تھا۔۔

ہنیم بے پناہ محبت کی باوجود اب کبھی بھی اس شخص کے پاس نہیں جانا چاہتی تھی۔۔

وہ اپنی انو سے شروع سے ہی ان کے لاڈلے بیٹے میر کے بارے میں سنتی آئی تھی۔۔ وہ اس کے بارے میں ہر بات

سے واقف تھی۔۔ وہ اچھے سے جانتی تھی کہ میر کو کیا پسند اور کیا ناپسند تھا۔۔

اسے ملک کا سب سے بڑا وکیل بننے کا شوق تھا۔ اور وہ یہ بھی چاہتا تھا کہ اس کی بیوی بھی اس کی طرح ایک کامیاب وکیل بنے۔۔

ہنیم کو اسفر سے یہ پتا چلا تھا کہ

غزوان اپنی کسی کلاس فیلو کو پسند کرتا تھا۔ جو بہت ہی کانفیڈنٹ اور سٹرانگ لڑکی تھی۔۔ وہ بھی اس کی طرح وکیل بن رہی تھی۔۔ اسی وجہ سے میر غزوان کو اپنے گھر

کی سات پردوں میں چھپی لڑکی بیوی کے روپ میں کسی صورت قبول نہیں تھی۔۔۔

جو اس کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر نہ چل سکے۔۔ جو اس کے جیسا نہ سوچ سکے۔۔۔ جس سے اس کی مینٹل آپروچ ایک جیسی نہ ہو۔۔۔

وہ اسے بہت ساری وجوہات کی بنا پر رد کر کے گیا تھا۔۔۔

ہنیم بس یہ چاہتی تھی کہ وہ واپس لوٹ آئے۔۔

مگر وہ اب کبھی بھی اس شخص کے پاس لوٹ کر نہیں جانا چاہتی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"پیر سائیں آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔۔ آج اتنے چپ چپ کیوں ہیں۔۔۔"

اپنے شوہر کا سنجیدہ چہرا دیکھ زینت بیگم نے پیر اعظم کو مخاطب کیا تھا۔۔

"اپنے بچوں کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔۔ کیا ہو گا ان کا مستقبل۔۔ آج پہلی بار محسوس ہو رہا ہے کہ اپنی معصوم ہانی کو اپنے سخت اصولوں کی بھینٹ چڑھا کر اچھا نہیں کیا میں نے۔۔"

اپنے کسی بھی فیصلے پر دوسری بار نہ سوچنے والے پیر اعظم ربانی اپنے اڑیل بیٹے کی ضد کے آگے ڈھیلے پر چکے تھے۔۔۔ اپنی بھتیجی کی زندگی تو داؤ پر لگائی ہی تھی۔۔ مگر ساتھ ہی اعرصہ اپنے لخت جگر سے بھی دور رہے تھے۔۔۔ وہ دونوں چلتے ہوئے اس بڑے سے ربانی ہاؤس کے بڑے سے ٹیرس پر آگئے تھے۔۔

جب اسی لمحے ان کی نظر سامنے وائٹ پیلس کے لان میں نظر آتی دانیہ پر پڑی تھی۔۔۔ اس کی نگاہوں کے تعاقب میں جیسے ہی انہوں نے دوسری جانب دیکھا وائٹ پیلس کے

Don’t Copy Paste and Share Without My Permission

پورچ میں رکتی گاڑی سے نکلتے عالم کو دیکھتے وہ ٹھٹھک چکے تھے۔۔۔

دانیہ کا اس طرح وائٹ پیلس میں موجود ہونا ان کے لیے حیرت کی بات تھی۔۔

"یہ سب کیا ہے۔۔۔؟؟ "

اعظم ربانی نے سوالیہ نگاہوں سے زینت بیگم کی جانب دیکھا تھا۔۔

جو خود اس بات سے حیران تھیں۔۔۔ دانیہ کے چہرے پر شال کا پلو تھا۔۔۔ مگر عالم کو دیکھتے ہی اس نے ہٹا دیا تھا۔۔

وہ تیزی سے اس کے قریب آتی سلام کر گئی تھی۔۔ اس کے چہرے پر چھایا محبت کا احساس ان دونوں میاں بیوی کو ایک نئے خطرے سے آگاہ کر گیا تھا۔۔

عالم بھی بہت اچھے سے پیش آرہا تھا اس کے ساتھ۔۔

وہ شاید ان دونوں کو ٹیرس پر کھڑے دیکھ چکا تھا۔۔

"کوثر کو کال کر کے اسے دانیہ کی شادی طے کرنے کا حکم دیں۔۔ یہ مجھے دوبارہ عالم کے آس پاس نہیں دیکھنی چاہیے۔۔۔ معاملات مزید بگڑ سکتے ہیں۔۔"

اعظم ربانی نے زینت بیگم کو ہدایت دی تھی۔۔۔

وہ خاندان میں اب مزید کوئی بگاڑ پیدا ہوتے نہیں دیکھ سکتے تھے۔۔ اس لیے پہلے ہی وہ احتیاطی تدابیر اختیار کررہے تھے۔۔۔

وہ عالم کو مزید خود سے دور نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔۔

وہ ان سے جتنا بھی خفا سہی مگر اعظم ربانی کے دل میں اس کے لیے بہت زیادہ محبت تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

سوہائے صبح یونی جانے لگی تھی جب اسے پتا چلا تھا کہ یونی میں بھی پورا وقت یہ شخص اس کے ساتھ رہے گا۔۔

جو سن کر سوہائے کا پارہ مزید چڑھ گیا تھا۔۔ یہ شخص اس کی جان کا عذاب بن گیا تھا۔۔

سوہائے پنک کلر کی سلیو لیس لانگ شرٹ کے نیچے پنڈلیوں سے کافی اوپر ٹانگوں سے چپکی جینز پہنے اپنے وجود کی نمائش کرواتی بالوں کو کھلا چھوڑے دوپٹے سے عاری۔۔۔ اشھب عالم کی نگاہوں میں ناگواری بھر گئی تھی۔۔

وہ گاڑی کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا ہوا تھا۔۔ اس کے قریب پہنچنے پر بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا تھا۔۔

"آج کا دن ایسے کھڑے گزارنا ہے۔۔۔ مجھے دیر ہورہی ہے۔۔ جلدی کرو۔۔"

سوہائے اسے ایسے ہی کھڑے دیکھ خفگی سے بولی تھی۔۔

"آپ ایسے نہیں آسکتیں۔۔۔ آپ کو چینج کرنا پڑے گا۔۔
"

وہ سینے پر بازو باندھے اسے سر سے پیر تک گھورتے ہوئے بولا تھا۔۔

"کیا مطلب۔۔۔ کہنا کیا چاہتے ہو تم۔۔؟ میں اب تمہاری مرضی سے ڈریسنگ کروں گی۔۔۔؟ ڈرائیور ہو تم میرے۔۔ شوہر نہیں۔۔ ہٹو آگے سے دیر ہورہی ہے مجھے۔۔۔"

سوہائے کو اس شخص کے دھونس بھرے انداز سے تپ چڑھی تھی۔۔ وہ یہ سب برداشت نہیں کرتی تھی۔۔

"جب تک آپ کوئی ڈھنگ کا لباس پہن کر نہیں آئیں گی۔۔ آپ کہیں نہیں جاسکتیں۔۔۔"

وہ اب بھی اپنی بات پر قائم تھا۔۔

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔۔ آج تک میں نے اپنے باپ کی کبھی نہیں سنی۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے تمہاری سنوں گی۔۔ ایک نوکر کی۔۔ نہیں لے کر جانا مت جاؤ۔۔ میں خود چلی جاؤں گی۔۔"

سوہائے اپنے پرس سے موبائل نکالتی کوئی نمبر ڈائل کر گئی تھی۔۔

"ہیلو سنی۔۔ مجھے۔۔۔"

ابھی وہ بول ہی رہی تھی کہ اشہب نے اس کے ہاتھ سے موبائل چھین کر آف کرتے اپنی پاکٹ میں رکھ دیا تھا۔۔

"واٹ ربش۔۔۔۔"

اس کی اس حرکت پر سوہائے غصے سے پاگل ہوئی تھی۔۔

اس کا ہاتھ اٹھا تھا۔۔ اس سے پہلے کہ وہ اشہب ہے چہرے پر نقش چھوڑتا اشہب نے اس کی کلائی راستے میں ہی جکڑتے اسے اٹھا کر اپنے کندھے پر ڈالا تھا اور تیز قدموں سے اندر کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

"یہ کیا کررہے ہو تم۔۔؟؟ تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی مجھے اٹھانے کی۔۔۔"

سوہائے مسلسل چلا رہی تھی۔۔ اس کا چہرا غصے سے لال ہوچکا تھا۔۔ یہ شخص مسلسل اسے زچ کررہا تھا۔۔

تنگ اس نے کرنا تھا مگر اس بار اس کے ساتھ الٹ ہی ہورہا تھا۔۔

اشہب نے اسے لاکر اس کے روم میں اتار دیا تھا۔۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے۔۔؟ میں ابھی ڈیڈ کو بتاتی ہوں۔۔۔"

سوہائے کا بس نہیں چل رہا تھا اس شخص کا قتل کر دے۔۔

آخر وہ اس پر اتنا استحقاق کیوں جماتا تھا۔۔۔ وہ تیزی سے

باہر جانے لگی تھی جب اشہب نے اس کی کلائی تھام کر اسے اپنے مقابل کیا تھا۔۔۔

"آپ کیوں چاہتی ہیں کہ ہر ایرا غیرا شخص آپ کو دیکھے۔۔ آپ کے حسن کو اپنے بری نگاہوں سے میلا کرے۔۔ آپ نے کبھی ایسا فروٹ کھانا پسند کیا ہے جس پر مکھیوں کا جھنڈ لگا ہو۔۔ ہر کوئی اپنے میلے ہاتھوں سے اس فروٹ کو چھو کر دیکھ رہا ہو۔۔ نہیں نا۔۔ تو پھر آپ کیوں ویسی لڑکی بننا چاہتی ہیں۔۔ جس کے پاکیزہ حسن کو ہر مرد چھوئے اور سراہے۔۔۔ اسے اپنی بری نگاہوں سے میلا

کرے۔۔ اپنی ویلیو سمجھیں۔۔ آپ ہر ایک کے آگے پیش کیے جانے کے لائق نہیں ہیں۔۔ آپ خاص ہیں۔۔ اپنے مقام کو سمجھیں۔۔۔"

اشہب جو کم ہی کبھی اس سے بات کرتا تھا۔۔ جب کرتا تھا تو اس کا لہجہ اچھا بالکل بھی نہیں ہوتا تھا۔۔

وہ اس وقت اس کے ہاتھ تھامے کھڑا۔۔ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے اسے سمجھاتا سوہائے سکندر کے دل کی دنیا زیر و بم کر گیا تھا۔۔

وہ ساکت سی کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

اس شخص کی مقناطیسی آنکھیں اسے پھر سے مسمرائز کر گئی تھیں۔۔ وہ اپنی بات مکمل کرتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔

جبکہ سوہائے تو پتھر کی بنی اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائی تھی۔۔۔ کتنے عقیدت اور احترام بھرے انداز میں وہ اسے سمجھا کر گیا تھا۔۔

اس طرح تو آج تک اسے کبھی کسی نے نہیں سمجھایا تھا۔۔

سوہائے سکندر کا دل اچانک سے بہت شدت سے دھڑک اٹھا تھا۔۔

"اوہ گاڈ۔۔۔"

Don't Copy Paste and Share Without My Permission

اس نے بے اختیار اپنے دل پر ہاتھ رکھتے خود کو سنبھالا تھا۔۔

"سوہائے تم کسی پر ٹرسٹ نہیں کر سکتی۔۔ یہاں کوئی تمہارا نہیں ہے۔۔ ہر ایک سے صرف دھوکا ہی ملے گا تمہیں۔۔ اس دنیا میں تمہارا خیر خواہ کوئی نہیں ہے۔۔ سو پلیز ریلیکس۔۔۔

یہ شخص تو سب سے بڑا دھوکا ہے۔۔۔۔"

سوہائے سکندر سرپھری ضرور تھی۔۔ مگر دل کے معاملے میں پاگل نہیں تھی۔۔۔

To Read My Novels Plzz Contact on My Facebook Page "Farwa Khalid Novels".

Also,Subscribe My Youtube Channel "Farwa Khalid Novels".

"کیا یہ واقعی ایک ڈرائیور ہے۔۔؟؟ کیسے پتا لگاؤں میں اس بات کا۔۔۔ ڈرائیور تو ایسے کبھی نہیں ہوتے۔۔۔ وہ زرا بھی ڈرتا اور گھبراتا نہیں ہے میرے قریب آنے سے۔۔ آخر کون ہے یہ شخص۔۔؟؟ "

سوائے کا دماغ ماؤف ہورہا تھا۔۔۔

وہ اس شخص کی بات نہیں ماننا چاہتی تھی۔۔ مگر دل کے اندر کہیں نہ کہیں اس کی بات ٹھیک لگ رہی تھی اسے۔۔۔

آج تک کبھی کسی نے اس طرح سمجھایا ہی نہیں تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

سوہائے نے اشہب کی بات ماننے کا فیصلہ کرتے آج مناسب ڈریس زیب تن کیا تھا۔۔۔ وہ یونی اتنے دنوں بعد یونی آئی ہوئی تھی۔۔ اشہب ہمیشہ کی طرح اس کے آس پاس ہی تھا۔۔ وہاں موجود اکثر لڑکیاں اشہب کی جانب متوجہ ہورہی تھیں۔۔

مگر یہاں بھی اس شخص نے نظریں اٹھا کر کسی کی جانب بھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔ اس کی نگاہوں کا فوکس صرف اور صرف سوہائے ہی تھی۔۔۔

جس نے آج خلافِ معمول پنک کیپری اور فل سلیوز والی شرٹ پہن رکھی تھی۔۔ چھوٹا سا مفلر گلے میں جھول رہا تھا۔۔ اور بالوں کو اب بھی کھلا ہی رکھا گیا تھا۔۔

مگر جو بھی تھا وہ پہلے سے کافی قابلِ قبول حلیے میں تھی۔۔

"یہ کون ہے۔۔۔؟؟"

ملی کی نگاہیں بھی اشہب پر ٹھہری تھیں۔۔۔ وہ سیاہ لباس میں لگتا ہی اتنا پیارا تھا کہ کوئی بھی اس کی سحر انگیز شخصیت سے مرعوب ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔۔۔

"میرا ڈرائیور۔۔۔۔"

سوہائے ملی کو بھی ثمر کی طرح اس اشہب میں انٹرسٹڈ دیکھ سنجیدگی سے بولی تھی۔۔

"ڈرائیور تو کہیں سے نہیں لگ رہا۔۔۔"

ملی اسے مسلسل سوہائے کی جانب دیکھتے پاکر عجیب سے انداز میں مسکرائی تھی۔۔۔

"مطلب۔۔۔؟"

سوہائے اسے یک ٹک اشہب کی جانب دیکھتے پاکر بولی تھی۔۔

"تمہارا کوئی عاشق لگ رہا ہے۔۔۔"

ملی ہر معاملے میں ہی بہت تجربہ کار تھی۔۔۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔ بہت زیادہ سرپھرا انسان ہے یہ۔۔۔
"

سوہائے صاف انکاری ہوئی تھی۔۔

"اکڑ تو بہت زیادہ لگ رہی ہے۔۔ پر لکھوا لو مجھ سے محبت کرتا ہے تم سے۔۔۔"

ملی نے محبت میں دھوکا کھایا ہوا تھا۔۔۔ اسی لیے اب وہ محبت اور دھوکے میں بہت اچھے سے فرق جان لیتی تھی۔۔

"تمہارا دماغ خراب ہے ملی۔۔۔"

سوہائے ماننے سے انکاری تھی۔۔۔ وہ زیادہ دیر اشہب کی جانب نہیں دیکھ پائی تھی۔۔۔ جو اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

"سچ کہہ رہی ہوں۔۔۔ آزما کر دیکھ لو۔۔۔"

ملی کی بات سوہائے کو عجیب سے احساس سے دوچار کر گئی تھی۔۔۔

ملی نے فوراً سے پلان بھی تیار کرلیا تھا۔۔

"تم بس ایک بار اس کی نگاہوں سے اوجھل ہوجاؤ۔۔ دیکھنا وہ پاگل ہوجائے گا۔۔۔"

ملی اسے مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔۔۔

سوہائے اب ملی کی بات مان کر دیکھنا چاہتی تھی۔۔

جب اسی لمحے اشہب کال آجانے پر پلٹا تھا۔۔۔ اور وہی وہ لمحہ تھا جب ملی کے اشارے پر سوہائے وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔

اشہب کال پر بات کرتے جیسے ہی پلٹا سامنے سوہائے نہیں تھی۔۔۔ ملی اپنی جگہ پر ہی موجود تھی۔۔

اس نے ایک نگاہ چاروں جانب دوڑائی تھی۔۔

سوہائے کہیں نہیں تھی۔۔۔

سوہائے اپنے ڈپارٹمنٹ کی اس تین پورشن والی بلنڈنگ کے چھت پر تھی۔۔۔ اور وہیں سے ملی کے مطابق اس شخص کی بے تابی دیکھنا چاہتی تھی۔۔

مگر اس کا منہ وہیں اتر گیا تھا جب اشہب اسے وہاں نہ پاکر بھی بہت ہی زیادہ ریلیکس ہی کھڑا رہا تھا۔۔

اس شخص کو اس کی زرا برابر بھی پرواہ نہیں تھی۔۔۔

"ملی کا تو دماغ ہی خراب ہے۔۔۔ اور میں بھی اس کی باتوں میں آکر یہ فضول تجربہ کرنے نکل پڑی۔۔۔ ایڈیٹ۔۔۔"

سوہائے کو بہت زیادہ غصہ آیا تھا۔۔۔

آدھا گھنٹہ گزر جانے کے باوجود اس شخص کے کان پر جوں تک نہیں رینگی تھی۔۔

سوہائے کا پارہ چڑھ گیا تھا۔۔

وہ فوراً نیچے گئی تھی۔۔۔

"اب آگیا یقین۔۔۔ یہ شخص صرف اپنی ڈیوٹی کر رہا ہے۔۔ مجھ جیسی لڑکی سے محبت کوئی پاگل ہی ہو گا جو کرے گا۔۔۔"

سوہائے کا موڈ بہت بری طرح خراب ہو چکا تھا۔۔

"چلو مجھے گھر چلنا ہے۔۔۔"

وہ اس کے پاس جاکر اسے کہتی تیز قدموں سے آگے کی جانب بڑھی تھی۔۔۔ اس نے ہائی ہیل پہن رکھی تھی۔۔

جب تیز چلنے کی وجہ سے اچانک اس کا پیر مڑا تھا۔۔۔ جوتے کی سٹریپس نکل گئی تھیں۔۔۔ اور ساتھ ہی تکلیف کے عالم میں سوہائے سے کھڑے ہونا بھی مشکل ہوا تھا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ درد سے بلبلاتی وہیں نیچے بیٹھ جاتی۔۔۔ اشہب فورا اس کے قریب گیا تھا۔۔۔

اسے کمر سے تھام کر اپنے سہارے سیدھا کیا تھا۔۔

اس نے جس استحقاق سے سوہائے کو چھوا تھا ملی سمیت وہاں موجود بہت سارے سٹوڈنٹس شاک رہ گئے تھے۔۔۔

سوہائے نے آج تک کبھی کسی بھی لڑکے کو اپنے قریب نہیں آنے دیا تھا۔۔

مگر اشہب کے اسے کمر سے چھونے پر بھی سوہائے نے کوئی ری ایکشن نہیں دیا تھا۔۔ بلکہ وہ اس کے سینے پر ہتھیلی رکھے مزید اس کے قریب ہوئی تھی۔۔۔

"مجھے بہت درد ہورہا ہے۔۔۔ مجھ سے پاؤں ہلایا نہیں جارہا۔۔۔"

سوہائے کی آنکھوں سے تکلیف کے مارے آنسو نکل آئے تھے۔۔

"ریلیکس۔۔۔۔"

اشہب اسے بانہوں میں اٹھائے وہیں پاس موجود بینچ کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔ وہ جس طرح تکلیف سے لال ہورہی تھی۔۔۔ پارکنگ تک لے جاتے اس نازک دوشیزہ کی حالت غیر ہوجانی تھی۔۔

اسے بینچ پر بیٹھاتے اشہب خود اس کے قدموں میں آن بیٹھا تھا۔۔ وہ قدرے کم رش والا حصہ تھا۔۔۔

مگر جو لوگ وہاں موجود تھے وہ حیرت زدہ سے انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔

سوہائے اس کے یوں اپنے سامنے زمین پر بیٹھنے سے حیران ہوئی تھی۔۔۔

جو اب اس کا پیر اپنے گھٹنے پر رکھتا اسے سینڈل سے نکال کر معائنہ کررہا تھا۔۔۔ کہنے کو وہ صرف ڈرائیور تھا۔۔ مگر اس کا جو ایٹی ٹیوڈ سوہائے نے دیکھا تھا۔۔۔ وہ عام بالکل بھی نہیں تھا۔۔۔ اس شخص سے اس طرح قدموں میں بیٹھنے کی توقع بالکل بھی نہیں کی تھی سوہائے نے۔۔۔

اس کے گداز ملائم پیروں کی نرماہٹیں اشہب کے دل میں ایک عجیب سا احساس پیدا کر گئی تھیں۔۔

اس کی گرفت سوہائے کو اپنے پیر پر مضبوط ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

"پلیز مجھے درد ہو رہا ہے۔۔۔"

سوہائے آنسوؤں بھری آنکھوں سے اس کی جانب دیکھتے بولی تھی۔۔۔ اشہب نے بھی اس کی آنکھوں میں جھانکتے اسے پھر سے اپنے سحر میں جکڑا تھا۔۔۔

پیر کو ہلکا سا جھٹکا دیتے وہ اس کی موچ نکال گیا تھا۔۔۔

جبکہ سوہائے اس کی آنکھوں کے سحر میں اس طرح کھوئی ہوئی تھی کہ اسے درد کا احساس بھی نہیں ہوا تھا۔۔۔

اسے ہوش تو تب آیا جب اشہب نے اس کی جانب سے اپنی نگاہوں کا زاویہ بدلہ تھا۔۔۔

وہ اب اس کے پیر پر اپنا رومال باندھ رہا تھا۔۔۔

سر نیچے کرنے کی وجہ سے اس کے ماتھے پر بال آن گرے تھے۔۔۔ اس کی چوڑی پیشانی پر بکھرے سیاہ بال سوہائے کے دل میں ہلچل پیدا کر گئے تھے۔۔۔

اس نے بے اختیار اپنی نگاہیں پھیری تھیں۔۔۔

"اب بھی درد ہورہا ہے۔۔۔؟"

اشہب نے بہت ہی نرم لہجے میں پوچھا تھا۔۔ اس کی نگاہیں سوہائے کے چہرے پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔

"نہیں۔۔۔"

سوہائے نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔

ان دونوں کو ہی پرواہ نہیں تھی کہ کون کس طرح ان کی جانب دیکھ رہا ہے۔۔۔

اشھب نے اس کے دونوں بازو پکڑ کر اسے کھڑا کیا تھا۔

سوہائے کسی بے جان گڑیا کی طرح خود کو اسی کے سہارے چھوٹ چکی تھی۔۔۔

یہ شخص اس جیسی پاگل لڑکی کو بہت زیادہ ڈسٹرب کر رہا تھا۔۔۔ اور وہ ہو بھی رہی تھی۔۔۔

وہ جو اپنے ماں باپ سمیت کسی کو اپنے قریب نہیں آنے دیتی تھی۔۔۔ وہ اس شخص کے لمس اور خوشبو کی عادی ہو رہی تھی۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ یہ اس کے لیے خطرناک بات تھی۔۔ مگر وہ خود کو روک نہیں پا رہی تھی۔۔۔ وہ کسی مضبوط ڈور سے بندھی اس کی جانب کھینچی چلی جا رہی تھی۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ہنیم آج پوری تیاری کے ساتھ ایک بار پھر سے کمرہ عدالت میں آن پہنچی تھی۔۔۔ کچھ دیر بعد غزوان حیدر اور ذاکر کیانی بھی وہاں پہنچے تھے۔۔۔

غزوان کی نگاہوں نے بے اختیار اس لڑکی کو ڈھونڈا تھا۔۔۔ جو اسے سامنے ہی کھڑی نظر آئی تھی۔۔ سیاہ کوٹ پہنے سر

کو سیاہ سکارف سے ڈھکے وہ اس کی جانب رخ موڑنے سے بھی گریزاں تھی۔۔۔

اس کی گھبراہٹ وہ دور سے ہی محسوس کر سکتا تھا۔۔

مگر اگلے ہی لمحے غزوان نے اس کی جانب سے نگاہیں پھیر لی تھیں۔۔۔

ہنیم وہاں موجود تمام لوگوں کی استہزایہ نگاہیں خود پر محسوس کررہی تھی۔۔ جو سب ہی اس کی اس دن والی کنڈیشن سے اچھی طرح واقف تھے۔۔۔ اس کا غزوان حیدر

کے بولتے ہی بے ہوش ہو جانا۔۔ وہاں سب کے آگے اس کا مذاق بنا گیا تھا۔۔

غزوان حیدر نے آج پھر پہلے بولنا شروع کیا تھا۔۔ ہنیم نے ایک بار بھی نگاہ اٹھا کر اس کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔

اس کا دل مسلسل دھڑک رہا تھا۔۔ ماتھے پر پسینے کی بوندیں نمایاں ہو چکی تھیں۔۔

مگر وہ اپنی مٹھیاں سختی سے میچے پورے حوصلے کے ساتھ کھڑی تھی۔۔۔ آج اسے کسی قیمت پر ہمت نہیں ہارنی

تھی۔۔ وہ آج خود پر جمی مریم کی امید بھری نگاہوں میں
ناامیدی نہیں بھرنا چاہتی تھی۔۔۔

"یور آنر ان محترمہ کا کہنا ہے کہ ان کا نکاح ہوا ہے ذاکر
کیانی کے ساتھ۔۔ وہ ان کے بچے کی ماں ہیں۔۔۔ اور اس
بچے کو پیدا ہوتے ہی ذاکر کیانی نے چھین لیا ہے ان
سے۔۔۔

مگر وہ اب تک اس فرضی نکاح نامے کے پیپرز تک جمع
نہیں کروا پارہیں۔۔۔ کیا میں جان سکتا ہوں آپ جس
فرضی نکاح کی بات کررہی ہیں وہ کس تاریخ کو کیا گیا

تھا۔۔ وہ نکاح کس نے پڑھوایا تھا۔۔ اور اس میں آپ کی طرف سے کونسے گواہان تھے۔۔ یا نکاح کے پیپرز کی طرح گواہان اور نکاح خواں بھی غائب ہوچکے ہیں۔۔۔ وہ بھی صرف فرضی ہی ہیں آپ کے الزام کی طرح۔۔۔"

غزوان حیدر مریم سے سوال کررہا تھا۔۔

مریم نے چہرا موڑ کر بے بسی کے ساتھ ہنیم کی جانب دیکھا تھا۔۔

اس کا تو ہر گواہ ہی گواہی دینے سے مکر چکا تھا۔۔

ذاکر کیانی مسکراتی طنزیہ نگاہوں کے ساتھ مریم کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

مریم کی خاموشی اسے مجرم قرار دے رہی تھی۔۔

"یور آنر یہ وہ رپورٹس ہیں جو صاف ظاہر کرتی ہیں کہ مریم کا ذاکر کیانی کے بیٹے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔۔ وہ بچہ ذاکر کیانی اور ان کی وائف امبرین کا ہے۔۔۔ جسے مریم بی بی اپنے لالچ کے ہاتھوں مجبور ہوکر ان سے پیسے ہتھیانے کی خاطر یہ الزام لگا رہی ہیں۔۔۔"

غزوان حیدر مضبوط لہجے میں بول رہا تھا۔ واضح طور پر یہ سارا کیس اس کے ہاتھ میں تھا۔۔۔

ہنیم اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔۔۔

"یور آنر میں ذاکر کیانی سے کچھ سوال کرنا چاہتی ہوں۔۔"

ہنیم جج صاحب کی جانب سے اجازت ملتے ہی ذاکر نیازی کی طرف بڑھی تھی۔۔۔

جبکہ غزوان حیدر اس مترنم دلفریب لہجے پر اس کی جانب پلٹا تھا۔ دھیما شیریں لہجہ۔۔۔ پہلی بار کوئی اتنے مدھر

سروں اور میٹھے لہجے میں بولنے والی وکیل سے پالا پڑا تھا اس کا۔۔

یہ مدھر سر وہ پہلے بھی سن چکا تھا۔۔

آج تک اس نے بہت تجربہ کار اور منجھے ہوئے وکیلوں کے مخالف کیس لڑا تھا۔۔۔

ہر بار وہ جیتا تھا۔۔ آج پہلی بار ایک بالکل فریش غیر تجربہ کار لڑکی کے مخالف تھا۔۔ جو دیکھنے میں ہی بہت نازک اندام سی تھی۔۔

اور اس کے ساتھ بہت ہی گہری ڈور سے بندھی ہوئی بھی تھی۔۔ لیکن وہ دونوں اس کے باوجود ایک دوسرے کے لیے اجنبی ہی تھے۔۔ یا شاید اجنبی بن رہے تھے۔۔۔

غزوان کو یہ نیا تجربہ کافی دلچسپی کن لگا تھا۔۔

"مریم بی بی کو کب سے جانتے ہیں آپ۔۔۔"

ہنیم نے پہلا سوال کیا تھا۔۔ غزوان خاموشی سے کھڑا ذاکر کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

وہ آج تک کبھی ایسا کیس نہیں لڑا تھا۔۔ جس کی کسی کے ساتھ زیادتی ہو۔۔۔

ذاکر اس کا بچپن کا دوست تھا۔۔ جسے وہ بہت اچھی طرح جانتا تھا۔۔۔ ذاکر ہمیشہ سے بہت اچھی نیچر کا شریف انسان رہا تھا۔۔ باپ کی جانب سے کھلی چھوٹ ہونے کے باوجود اس نے کبھی کوئی غلط کام نہیں کیا تھا۔۔

اب بھی ذاکر نے اسے پورا یقین دلایا تھا کہ وہ بے قصور ہے۔۔

مگر غزوان یہ نہیں جانتا تھا کہ ذاکر اب بدل چکا تھا۔۔ وہ اپنی پاور کے دم پر نہ صرف سارے گواہان کو خوفزدہ کر چکا

تھا۔ بلکہ لیبارٹری میں لاکھوں کی حساب سے پیسے دے کر ریپورٹس تبدیل کروا گیا تھا۔۔۔

"میں اس لڑکی کو نہیں جانتا۔۔ پتا نہیں کیوں یہ مجھ پر اتنا گھٹیا الزام لگا رہی ہے۔۔"

ذاکر کیانی مریم کو پہچاننے سے بھی انکاری ہوا تھا۔ مریم کی آنکھوں سے آنسو نکلے تھے۔۔

"مگر اسی لڑکی کو پورے ایک سال آپ کے گھر میں دیکھا گیا ہے۔۔ جب آپ اسے جانتے ہی نہیں ہیں تو وہ آپ کے گھر میں کیا کررہی تھی۔۔۔"

ہنیم نے اگلا سوال داغا تھا۔۔ ذاکر نے غزوان کی جانب دیکھا تھا جو خاموشی سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔۔

اس وقت ہنیم کے بولنے کا موقع تھا۔۔

"جھوٹ ہے یہ۔۔۔ یہ لڑکی کبھی میرے گھر نہیں آئی۔۔"

ذاکر کو ہنیم اس وقت زہر سے بری لگی تھی۔۔ وہ اسے عام سا سمجھ کر دھمکانہ بھول گیا تھا۔۔

مگر یہ لڑکی تو بہت اونچی شے نکلی تھی۔۔۔

"یور آنر یہ کچھ تصاویر ہیں۔۔ آپ خود دیکھ لیں کے مسٹر ذاکر کیانی کتنا سچ بول رہے ہیں۔۔"

ہنیم کے اشارے پر پروجیکٹر پر تصاویر دکھائی گئی تھیں۔۔

جو کیانی ہاؤس میں ہوئے کچھ فنکشنز کی تصویریں تھیں۔۔

ان میں کافی جگہوں پر مریم دکھائی دے رہی تھی۔۔

ایک جگہ وہ ذاکر کے ساتھ بھی کھڑی تھی۔۔ وہ سب دیکھ

جہاں مریم کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری تھی وہیں ذاکر کا

چہرا گھبراہٹ کے عالم میں زرد ہوا تھا۔۔

یہ ساری تصویریں لوکل نیوز پیپرز سے لی گئی تھیں۔۔۔

اتنے سارے ثبوت مٹاتے وہ اس طرف تو دھیان ہی نہیں

دے پایا تھا۔۔

"مگر ضروری تو نہیں کہ جو لوگ ہمارے گھر کے فنکشن میں موجود ہوں۔۔ ان سے ہمارا اتنا گہرا رشتہ بھی ہو۔۔ اکثر ہم جوائنٹ فیملی میں رہتے اپنے خاندان کے لوگوں سے واقف بھی نہیں ہوتے۔۔ کجا کہ فنکشن میں آئے لوگوں سے۔۔۔ اس میں کوئی خاص بات نظر نہیں آ رہی مجھے۔۔ اور نہ ہی ان تصویروں سے میرے مؤکل پر کسی قسم کا کوئی شک جاتا ہے۔۔۔"

غزوان حیدر فوراً میدان میں آیا تھا۔۔ جبکہ اس کی کہی بات

کہ ہم تو اپنے خاندان کے لوگوں سے بھی واقف نہیں

ہوتے۔۔ ہنیم کے دل میں چبھ کر رہ گئی تھی۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو مسلسل اگنور کرتے اجنبی بنے

ہوئے تھے۔۔ مگر غزوان کی یہ بات ہنیم کے بہت سارے

زخم ادھیڑ گئی تھی۔۔۔

"بالکل ٹھیک کہا آپ نے مسٹر غزوان۔۔۔ اکثر ہم ایک

چھت کے نیچے رہتے ہوئے بھی ایک دوسرے کے لیے

اجنبی ہی رہتے ہیں۔۔۔"

ہنیم پہلی بار نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھتے اس پر یہ طنز کرنے سے خود کو نہیں روک پائی تھی۔۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے کافی قریب کھڑے تھے۔۔۔

غزوان با آسانی اس کی آنکھوں میں چمکتے موتی دیکھ سکتا تھا۔۔

یہ وہ لمحہ تھا جو غزوان حیدر کو وہاں موجود ہر شے فراموش کرنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔

وہ آج تک کبھی کسی کے آگے نہیں ہارا تھا۔۔۔ مگر یہ لڑکی اسے اچھا خاصہ ڈسٹرب کر گئی تھی۔۔۔

غزوان کا اٹھایا گیا پوائنٹ کافی ویلڈ تھا۔۔ ذاکر کو حوصلہ ملا تھا۔۔

"آپ کے بیٹے کی پیدائش کونسے ہاسپٹل میں ہوئی اور کونسی ڈاکٹر تھیں۔۔۔؟؟"

ہنیم نے اب بھی ہمت نہیں ہاری تھی۔۔ وہ بنا ثبوتوں کے بھی اس کیس کو ختم نہیں ہونے دے رہی تھی۔۔

ذاکر نے فوراً سے نام بتایا تھا۔۔ کیونکہ وہ اس ڈاکٹر کو بھی اچھے خاصے پیسے کھلا چکا تھا۔۔۔

"یور آنر میں اس ڈاکٹر کو پیش کرنا چاہوں گی یہاں۔۔

کیونکہ ڈاکٹر کا کہنا تو کچھ اور ہی ہے۔۔۔"

ہنیم کے کہتے کی وہاں داخل ہوتے ڈاکٹر کو دیکھ ذاکر کیانی

کے ہوش اڑ گئے تھے۔۔۔

جبکہ مریم نے حیرت و بے یقینی کے عالم میں ڈاکٹر کی جانب

دیکھا تھا۔۔ اس ڈاکٹر کے پاؤں تک پکڑے تھے اس نے۔۔

مگر وہ اس کے حق میں گواہی دینے کے لیے تیار نہیں ہوئی

تھی۔۔

اب اس کا اچانک یہاں آجانا مریم کے لیے بہت زیادہ خوش کن تھا۔۔

ڈاکٹر نے وہاں آتے ہی ذاکر کیانی کی ساری پول کھول کر رکھ دی تھی۔۔

ذاکر کیانی مسلسل مدد طلب نگاہوں سے غزوان کی جانب دیکھ رہا تھا۔ جو اس کی جانب متوجہ نظر ہی نہیں آرہا تھا۔۔۔ اس کا سارا دھیان تو ہنیم ربانی کی جانب تھا۔۔

"جج صاحب یہ شخص جھوٹ بول رہا ہے۔۔۔ مریم کا علاج میرے پاس ہی ہوتا رہا ہے۔۔۔ یہ شخص اسے اپنی بیوی کی

حیثیت سے لاتا رہا ہے میرے پاس۔۔۔ مریم کافی کمزور تھی۔۔ اس بے ضمیر انسان نے ڈیلوری کے وقت یہ تک بول دیا تھا کہ ماں کی جان کی کوئی پرواہ نہیں ہے اسے۔۔ بچہ ہر قیمت پر محفوظ رہنا چاہیے۔۔ اس شخص نے یہ چیک دے کر میرے ضمیر کو خریدنے کی کوشش کی ہے۔۔ مگر میرے رب نے مجھے کسی بے گناہ کے ساتھ ہوتے اتنے بڑھ ظلم سے بچا لیا۔۔"

ڈاکٹر خاموش ہوئی تھی۔۔ پورے کمرے میں گہرا سناٹا چھا گیا تھا۔۔

"کیا آپ کے پاس اس حوالے سے کوئی ثبوت ہے۔۔۔"

غزوان کی قہر آلود نگاہوں اپنے بہترین دوست پر تھیں۔۔

جو اس کے ساتھ بہت بڑا دھوکا کر چکا تھا۔۔

اگر واقعی ذاکر نے یہ سب کیا تھا تو وہ ذاکر کو کسی قیمت پر

نہیں چھوڑنے والا تھا۔۔

وہ لندن سے پانچ سال بعد لوٹا تھا۔۔ اب یہاں آئے اسے

ایک سال تو ہوچکا تھا۔۔ جس دوران اس نے اپنی قابلیت

سے اپنا بہت بڑا نام بنا لیا تھا۔۔ مگر اب وہ کسی قیمت پر اپنی

ساکھ خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

ذاکر اس کا بچپن سے بہت اچھا دوست تھا۔ پہلی بار اس نے کسی انسان پر ٹرسٹ کرکے اس کی بتائی ہر بات مانی تھی۔۔ کچھ ریزنز کی وجہ سے وہ اس کیس میں زیادہ انوالو نہیں ہوا تھا۔۔ جس کا اندازہ اب اسے ہورہا تھا۔۔

یہ کیس اس کے اسسٹنٹ نے ہی سنبھالا ہوا تھا۔ اور عدالت میں اس کیس کی نمائندگی وہ خود کررہا تھا۔۔

اسے اس وقت شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہورہا تھا۔۔ جبکہ ذاکر کی حالت اس وقت بہت زیادہ خراب ہوچکی تھی۔۔

اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ یہ چھوٹی سی وکیل اس کیس کو ایسے پلٹ دے گی۔۔

کیس جو پہلے بالکل ایک طرفہ لگ رہا تھا۔۔ اب اس میں واضح طور پر تبدیلی آچکی تھی۔

غزوان حیدر اتنا حوصلہ اور قابلیت رکھتا تھا کہ وہ اس مقام پر بھی کیس کو اپنی جانب موڑ سکے۔۔۔ مگر یہ چھوٹی سی لڑکی اپنے لفظوں اور انداز سے اس بار اسے اپنے آگے ڈھیر کر گئی تھی۔۔۔

وہ بہت کوشش کے باوجود اپنے حواسوں کو قابو میں نہیں رکھ پایا تھا۔۔۔

جج نے ہنیم اور غزوان کو اگلی تاریخ دے دی تھی۔۔ جس میں وہ اپنی جانب سے سارے ثبوت اور گواہ پیش کرنے والے تھے۔۔

فیصلہ بھی اسی دن ہونا تھا۔۔

عدالت برخاست ہوتے ہی مریم خوشی خوشی بھاگتی ہوئی آئی تھی اور ہنیم کے سینے سے جالگی تھی۔۔

"تھینکیو سو مچ۔۔۔ آپ جو میرے لیے کر رہی ہیں میں وہ احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گی۔۔۔"

مریم کو اب پوری امید تھی کہ اس کا بچہ اس کے پاس لوٹ آئے گا۔۔

غزوان نے مڑ کر ہنیم کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جس نے اس عدالت کی پوری کاروائی میں ایک سے دو بار ہی نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

مگر غزوان کا دھیان تو بار بار بھٹک کر اسی کی جانب جارہا تھا۔۔

سب لوگ حیرت سے غزوان حیدر کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔ جو اس کیس میں اتنا انٹرسٹڈ لگ ہی نہیں رہا تھا۔۔

آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا تھا۔۔ وہ کبھی اپنے کسی مخالف وکیل کو جیت کے اتنے قریب آنے ہی نہیں دیتا تھا۔۔

"غزوان پلیز میری بات سنو۔۔۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔۔ وہ میں۔۔۔"

ذاکر اب بھی اسے یقین دلانے کی کوشش کررہا تھا۔۔

"شٹ اپ۔۔۔۔ تم اتنے گھٹیا نکل سکتے ہو مجھے اندازہ نہیں تھا۔۔۔"

غزوان کو بہت زیادہ غصہ آرہا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں کے سامنے بار بار،ہنیم ربانی گھوم رہی تھی۔۔۔

"غزوان وہ ڈاکٹر جھوٹ بول رہی ہے میں ثابت کر سکتا ہوں۔۔"

ذاکر کیانی پھر سے پلاننگ بنا چکا تھا۔۔۔

"ابھی چلے جاؤ یہاں سے بعد میں بات کرتا ہوں تم سے۔۔۔"

غزوان نے اسے وہاں سے بھیج دیا تھا۔۔

وہ پرسوچ انداز میں آنکھیں موندے کرسی کی پشت سے سر ٹکائے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

اس کا دل آج بہت زیادہ بے چین ہو رہا تھا۔۔ کچھ سوچتے اس نے اپنی انو جان کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔

اس کی ماں جن سے وہ بے حد محبت کرتا تھا۔۔ مگر وہ اس سے سخت ناراض تھیں۔۔۔ وہیں نہیں اس کے سب اپنے سخت ناراض تھے اس سے۔۔۔

غزوان نے نمبر ڈائل کیا تھا مگر دوسری جانب سے پک نہیں کیا گیا تھا۔۔۔ وہ ہر روز نمبر ٹرائے کرتا تھا مگر ان میں سے کوئی بھی اس سے بات کرنے کو تیار نہیں تھے۔۔

اس نے کیا بھی تو ایسے ہی تھا۔۔۔ سب کا ناراض ہونا بنتا تھا۔۔۔ اپنی پیشانی مسلتا وہ آفس سے اٹھ گیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"ماموں مجھے آپ سے بات نئ کرنی۔۔۔"

عالم جیسے ہی ڈرائینگ روم میں داخل ہوا ارسل منہ بسورتا ماں کے آنچل میں چھپ گیا تھا۔۔وہ اس وقت جم خانے سے بھرپور ورزش کے بعد آرہا تھا۔۔اس کے کسرتی بازو اور صحت مند وجود دیکھ کر ارسل کے گال خفگی سے پھول گئے تھے۔۔۔

"ماموں سے کیا گستاخی سرزد ہو گئی۔۔کہ ان کا پیارا بیٹا ان سے بات نہیں کرے گا۔۔۔"

عالم ایک سیکنڈ کے لیے بھی اپنی لاڈلے کا خود سے ناراض ہونا نہیں دیکھ پایا تھا۔۔۔

"آپ نے بولا تھا مجھے بھی ایسی ہی باڈی بنا کر دیں گے۔۔ مگر آپ نے نہیں بنا کر دی۔۔۔"

ارسل منہ پھلائے بولتا اب عالم کی گود میں آن بیٹھا تھا۔۔وہ زیادہ دیر اپنے ماموں سے دور نہیں رہ پاتا تھا۔۔۔ جبکہ ارسل کی ناراضگی کی وجہ جان کر عالم اور خنساء اپنی مسکراہٹ نہیں روک پائے تھے۔۔

"یہ باڈی آپ کے لیے ہی تو بنا رہا ہوں۔۔۔ جب آپ بڑے ہونگے تو میں آپ کو دے دوں گا۔۔۔۔"

عالم نے اس کے پھولے گالوں کو چومتے محبت سے کہا تھا۔۔

جبکہ خنساء ان دونوں ماموں بھانجے کا پیار دیکھتی مسکرا دی تھی۔۔اس کی توجہ بے اختیار موبائل کی جانب گئی تھی۔۔۔

اسے پھر سے اسی نمبر سے کالز آ رہی تھیں۔۔

اس نے آج ایک ہفتے کے بعد موبائل آن کیا تھا۔۔۔عالم کے سامنے اس نے جان بوجھ کر موبائل خراب ہونے کا بہانہ کیا تھا۔۔ جس کی وجہ سے وہ اس کا نیا فون لے آیا تھا۔۔۔اور آج سم نیو موبائل میں ڈالتے ہی اسے پھر سے کالز آنا شروع ہو گئی تھیں۔۔

وہ موبائل اٹھاتی وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔بالکنی میں آتے اس کی نم ہوتی نگاہیں سکرین پر جگمگاتے نمبر پر تھیں۔۔

اگر عالم دیکھ لیتا کہ کس نمبر سے اسے کالز کی جارہی ہیں تو اس نے اس شخص کو دوبارہ کالز کرنے کے قابل نہیں چھوڑنا تھا۔۔۔

اور خنساء شدید ناراضگی کے باوجود اس شخص کو کچھ ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔

اس کا بھائی اس سے بہت محبت کرتا تھا۔۔اسے اذیت دینے والے کو اتنی آسانی سے بخشنے والا نہیں تھا۔۔۔۔

فون کب سے بج بج کے اب بند ہو چکا تھا۔۔ مگر خنساء ابھی بھی ویسے ہی کھڑی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

سوہائے اوندھے منہ اپنے بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔۔۔ وہ بہت زیادہ بور ہو چکی تھی۔۔ ملی آج کل اپنے نئے بوائے فرینڈ کے ساتھ کچھ زیادہ ہی بزی تھی۔۔۔ اس کے پاس سوہائے کو دینے کے لیے بالکل بھی ٹائم نہیں تھا۔۔۔

سوہائے کے پاس ایک اکلوتی وہی دوست تھی۔۔ ثمر سے تو ویسے ہی وہ بہت بری طرح بدظن ہو چکی تھی۔۔۔ اس لیے اب اس

کے پاس بور ہونے کے سوا کچھ نہیں تھا۔۔۔اس کے سارے میل فرینڈز جو اس نے صرف سکندر ربانی کو تنگ کرنے کے لیے بنائے تھے۔۔۔ان سب سے بھی اس کا دل اُچاٹ ہو گیا تھا۔۔۔وہ سب اب بلاک ہو چکے تھے۔۔۔

وہ ایسی ہی تھی بہت جلد اس کا دل چیزوں اور انسان دونوں سے اکتا جاتا تھا۔۔۔وہ زیادہ دیر کسی کو بھی اپنے قریب نہیں رکھ سکتی تھی۔۔۔

اسے خود بھی اپنی ان عادات سے ڈر بھی لگتا تھا۔۔۔لیکن آج تک اسے کسی کی جانب سے اتنی محبت اور توجہ ملی ہی نہیں تھی کہ

وہ کسی کی بن کر رہتی۔۔اس دنیا میں مطلب پرستی اور دھوکے کے سوا اسے کچھ نہیں ملا تھا۔۔۔

سوہائے بلو جینز کے اوپر کریم کلر کا ٹاپ پہنے نیچے آگئی تھی۔۔۔

جہاں اس وقت زکیہ بیگم کے میکے سے مہمان آئے ہوئے تھے۔۔۔جو سوہائے کو ایک آنکھ نہیں بھاتے تھے۔۔۔۔خاص کر ان کا بھانجا صمد۔۔۔جو اسے اتنی عجیب نگاہوں سے دیکھتا تھا کہ سوائے کا دل چاہتا تھا اس کا منہ توڑ دے۔۔۔

اس وقت بھی وہ سامنے ہی براجمان تھا۔۔۔

"ارے کیسی ہیں آپ۔۔۔؟"

صمد اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔۔ سوہائے سے ملنے کے لیے۔۔۔ باقی کوئی بھی ان دونوں کی جانب متوجہ نہیں تھا۔۔۔ سوہائے جیسے ہی اسے اگنور کر کے اس کے پاس سے گزرنے لگی۔۔۔ تو صمد نے اس کی کلائی اپنی گرفت میں لیتے اسے روک کر اپنی جانب کھینچنا چاہا تھا۔۔۔

جب اس کی اس حرکت پر سوہائے غصے سے پاگل ہوتی ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے منہ پر جڑ گئی تھی۔۔۔

یہ سب کچھ اتنا اچانک ہوا تھا کہ وہاں بیٹھے باقی لوگ ساکت رہ گئے تھے۔۔۔ کسی نے صمد کی حرکت نہیں دیکھی تھی۔۔۔ مگر سوہائے کی حرکت سب کی نگاہوں میں آچکی تھی۔۔۔۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے سوہائے۔۔۔ گھر آئے مہمانوں کا تو لحاظ کر لیا کرو۔۔۔ یہ سب تمہارے باپ کے نوکر نہیں ہیں جو تم ان کے ساتھ ایسے بی ہیو کرو گی۔۔۔"

ذکیہ بیگم اپنے گھر میں آئے اپنی بھانجے کی ایسی انسلٹ پر غصے سے بپھرتے بولی تھیں۔۔۔

"آئندہ اس گھر میں اپنے اس کمینے بھانجے کو مت بلانا تم۔۔۔ورنہ تمہیں بھی اٹھا کر باہر پھینکوا دوں گی۔۔۔"

سوہائے صمد کو ایک جانب کھڑے ہو کر مسکراتے دیکھ تپ اٹھی تھی۔۔۔کیونکہ اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ یہ لوگ صمد کے لیے اس کا رشتہ لے کر آئے ہوئے تھے۔۔۔

"شٹ اپ۔۔۔بہت ہو گئی تمہاری بدتمیزی اب دفع ہو جاؤ اپنے کمرے میں۔۔۔اس گھر میں کون آئے گا اور کون نہیں یہ میں ڈیسائیڈ کروں گا۔۔۔"

کب سے خاموش کھڑے سکندر ربانی بھی بول پڑے تھے۔۔

جنھوں نے ایک بار بھی اپنی بیٹی سے یہ نہیں پوچھا تھا کہ اس نے اسے تھپڑ مارا کیوں تھا۔۔۔جو ہمیشہ کی طرح اب سب کے ساتھ مل کر اس پر الزامات کی برسات کرنے کو تیار ہو گئے تھے۔۔۔

"نہیں جاؤں گی میں یہاں سے۔۔۔جب تک یہ لوگ نہیں نکلیں گے۔۔۔"

سوہائے سکندر ربانی کی بات پر مزید طیش میں آئی تھی۔۔۔

"ہم تو بہت پیار سے سوہائے بیٹی کا رشتہ لے کر آئے تھے۔۔۔ مگر ان کو دیکھ کر تو لگ رہا ہے بہت زیادہ نفرت کرتی ہیں ہم سے۔۔۔۔
"

صمد کی ماں جو اندر ہی اندر سوہائے کی اس بدتمیزی پر اسے کوس رہی تھی۔۔۔بظاہر بہت شریں لہجہ رکھتے مخاطب کیا تھا۔۔

"واٹ۔۔۔رشتہ مائی فٹ۔۔۔اس کمینے پر تھوکنا پسند نہ کروں شادی کرنا تو بہت دور کی بات ہے۔۔۔تم سب کی ہمت کیسے ہوئی میرے بارے میں ایسا سوچنے کی بھی۔۔۔۔"

سوہائے یہ بات سن کر ہی آپے سے باہر ہوئی تھی۔۔۔ مگر اس کی حد سے بڑھتی یہ بدتمیزی سکندر ربانی برداشت نہیں کر پائے تھے۔۔

"سوہائے۔۔۔۔"

ان کا ہاتھ سوہائے پر اٹھا تھا۔۔۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ سوہائے کو پڑتا۔۔۔ کسی نے وہاں آتے ان کے ہاتھ کو اپنی آہنی گرفت میں لیتے سوہائے تک پہنچنے سے روک لیا تھا۔۔۔

سوہائے سمیت سب نے مڑ کر دیکھا تھا۔۔۔ سامنے کھڑے اشہب کو دیکھ سوہائے بے یقین ہوئی تھی۔۔۔

اشہب کے چہرے پر اس وقت اپنے غصے کی شدت پر قابو پاتے بہت ہی خطرناک تاثرات تھے۔۔۔اس نے سکندر ربانی کا ہاتھ جس بری طرح پیچھے جھٹکا تھا وہ ان سب کے لیے بہت حیرانی کی بات تھی۔۔۔اور اس سے بھی زیادہ حیرت کی بات یہ تھی کہ اسے دیکھ کر سکندر ربانی گڑبڑا سے گئے تھے۔۔۔

جیسے ان کی کوئی چاری پکڑی گئی ہو۔۔۔

"ہمارے واپس آنے تک ان لوگوں کو یہاں سے فارغ کر دیجیے گا۔۔۔اور آئندہ یہ یہاں نظر نہیں آنے چاہیے۔۔۔"

اس کا انداز کافی تحکمانہ تھا۔۔۔اس نے کہا تو بہت آہستہ آواز میں

تھا مگر قریب کھڑے ہونے کی وجہ سے اس کی تھوڑی بہت بات

سوہائے کے کان میں بھی پڑ چکی تھی۔۔۔

جو اسے ششدر کر گئی تھی۔۔۔

وہ اتنے لوگوں کے سامنے بنا جھجھکے سوہائے کا ہاتھ تھامے اسے وہاں

سے لے گیا تھا۔۔۔اس کے بھیچے ہونٹ اور کنپٹی کی ابھری رگیں

اس کے شدید غصے میں ہونے کا پتا دے رہی تھیں۔۔۔۔

سوہائے بنا کوئی مزاحمت کیے اس کے انداز پر دھنگ ہوتی اس کے ساتھ کھینچی چلی گئی تھی۔۔۔باہر آکر اشہب نے اس کے لیے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول دیا تھا۔۔۔

جو دیکھ سوہائے سکتے سے باہر نکلی تھی۔۔۔

"کون ہو تم۔۔۔۔؟"

اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ نکالتی وہ اس کی جانب پلٹی تھی۔۔۔جو اس کے پیچھے ہی کھڑا تھا۔۔دونوں کے درمیان بہت کم فاصلہ تھا۔

سوائے کی کمر گاڑی کے ساتھ ٹکی ہوئی تھی۔۔۔

"سوہائے سکندر کا ڈرائیور۔۔۔"

اب اس کے تنے نقوش ڈھیلے پڑ چکے تھے۔۔۔

اس کی بات پر سوہائے نے زور سے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

"تم ابھی اس گھر کے سربراہ سکندر ربانی کو حکم جاری کر کے آ رہے ہو۔۔۔جو کسی کی نہیں سنتے وہ اتنی خاموشی سے تمہاری بات کیسے سن گئے۔۔۔"

سوہائے کی حیرت کم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔۔

"میں نے نارمل بات کہی ہے حکم نہیں دیا۔۔۔۔"

اشہب اس کی بات ماننے سے ہی انکاری تھا۔۔۔سوہائے سمجھ گئی تھی کہ یہ شخص اسے کچھ نہیں بتائے گا۔۔۔اس لیے وہ خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔۔۔"مجھے

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"کیسی ہو سوہی۔۔۔؟؟"

سوہائے ملی کے ساتھ چلتی کلاس سے باہر آ رہی تھی جب عقیل ان کے راستے میں آیا تھا۔۔۔

کافی دلربانہ انداز میں سوہائے کو مخاطب کیا گیا تھا۔۔

ملی تو اسے دیکھتے ہی اس کے سینے سے جا لگی تھی۔۔ مگر سوہائے نے اس کا مصافحہ کے لیے بڑھایا گیا ہاتھ بھی نہیں تھاما تھا۔۔۔

وہ اسے اگنور کرتی آگے کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔

"سوہی پلیز ایک بار میری بات تو سن لو۔۔۔"

وہ تیز قدموں سے چلتا پھر سے اس کے راستے میں آیا تھا۔۔

جبکہ خاموشی سے ان کے پیچھے چلتے اشہب کی آنکھوں میں ناگواریت سی دوڑ گئی تھی۔۔

"مجھے تمہاری کوئی بات نہیں سننی۔۔۔ہٹو میرے راستے سے۔۔"

سوہائے اس پر چلائی تھی۔۔ اردگرد موجود سٹوڈنٹس بھی متوجہ ہوئے تھے۔۔۔

عقیل کو اس کے اس طرح چلانے پر شدید انسلٹ محسوس ہوئی تھی۔۔

"لگتا ہے پچھلی بار کا مارا تھپڑ بھول چکی ہو تم۔۔۔ جو اس طرح بات کر رہی ہو۔۔۔ میں امریکہ چلا گیا تھا۔۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ تمہیں بھول گیا ہوں۔۔ تمہارے اس

باپ سے تمہیں خرید کر اپنے بستر کی زینت نہ بنایا تو میرا نام بھی عقیل احمد نہیں۔۔۔"

عقیل انتہائی سختی سے سوہائے کی کلائی تھام کر اسے اپنے جانب کھینچنے کی کوشش کررہا تھا۔ وہ اسے اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کررہا تھا۔

لیکن سوہائے مسلسل انکار کررہی تھی۔۔

عقیل اس کا کلاس فیلو اور ملی کا کزن تھا۔۔۔ جس کی شروع میں تو سوہائے سے اچھی خاصی دوستی تھی۔۔ وہ بظاہر کافی

گڈلکنگ انسان تھا۔ مگر اندر سے انتہائی گھٹیا اور مکروہ کردار کا مالک تھا۔

سوہائے کو شروع میں وہ بہت پسند آیا تھا۔۔جس طرح وہ سوہائے کو ریسپیکٹ دیتا تھا۔

مگر بعد میں اسے پتا چلا تھا کہ وہ کس کماش کا انسان تھا۔

ہر روز وہ کسی نئی لڑکی کو اپنے فلیٹ پر لے کر جاتا تھا۔۔۔

کچھ اپنی مرضی سے جاتی تھیں۔۔ اور کچھ کو وہ زبردستی اٹھا کر لے جاتا تھا۔۔۔

وہ بہت امیر باپ کا بیٹا تھا۔۔ اس لیے آج تک کوئی اس کا گریبان نہیں پکڑ پایا تھا۔۔

وہ سوہائے کے بے پناہ حسن کے آگے لٹو تھا۔۔ وہ اسے بھی ایسے ہی استعمال کرنا چاہتا تھا۔۔ مگر سوہائے جتنی بھی بگڑی ہوئی سہی مگر اس حد تک گرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔

عقیل کے ڈیڈ اس کے ڈیڈ کے بزنس رائیولز میں سے تھے۔۔ عقیل نے اسے دھمکی دی تھی کہ اگر وہ اس کے

Don't Copy Paste and Share Without My Permission

ساتھ نہ گئی تھی اس کے ڈیڈ کی ساکھ تباہ کر کے رکھ دے گا وہ۔۔۔

سوہائے کسی قیمت پر نہیں جانا چاہتی تھی۔۔۔ ایک پارٹی میں ان دونوں کے بیچ لڑائی ہوئی تھی۔۔۔

جب عقیل نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا تھا۔۔ اس پارٹی میں سکندر ربانی بھی موجود تھے۔۔۔ اگر وہ آگے آکر عقیل کا منہ توڑ دیتے تو شاید سوہائے ان کی پچھلی ہر خطا معاف کر دیتی۔۔

مگر انہوں نے ایسا کچھ نہیں کیا تھا۔۔۔

بلکہ الٹا ان سب کے آگے معذرت کرتے سوہائے کو بری طرح ڈانٹتے اپنے ساتھ لے آئے تھے۔۔۔

اس دن کے بعد سے سوہائے کو اپنے باپ سے مزید نفرت ہوگئی تھی۔۔ جس نے اپنا کاروبار بچانے کی خاطر اس کی عزت نفس کا خیال نہیں کیا تھا۔۔

سوہائے کے ساتھ اب تک اتنا برا ہوچکا تھا کہ اسے اب دنیا کا ہر انسان دھوکے باز ہی لگتا تھا۔۔

اسے سب سے ہی نفرت تھی۔۔ اسے اشہب بھی دھوکے باز ہی لگ رہا تھا۔۔

اشہب نے ایک نظر اپنی کلائی کی تکلیف پر اذیت کا شکار

ہوتی سوہائے کی جانب دیکھا تھا۔۔ اس کے چہرے پر جیسے

خون اتر آیا تھا۔۔۔

وہاں یونی کے گارڈز بھی ایک جانب کھڑے ہو چکے تھے۔۔

کیونکہ عقیل کی پاور اتنی زیادہ تھی کہ کوئی اس کے پاس

آکر اسے روکنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔

اگر وہ ایسا کرتا تو عقیل نے اس پر گولیاں چلانے سے بھی

گریز نہیں کرنا تھا۔۔

وہ کچھ وقت کے لیے ملک سے باہر گیا ہوا تھا۔۔ اب آتے ساتھ ہی اسے نے اپنا پہلا شکار سوہائے کو اپنے شکنجے میں لینا چاہا تھا۔

مگر وہ اس بات سے باخبر تھا کہ سوہائے سکندر اب اکیلی نہیں تھی۔۔ کوئی تھا اس کی حفاظت کرنے والا۔۔

اشہب آگے بڑھا تھا اور ایک زور دار مکہ عقیل کے منہ پر جڑتے اس کا جبڑا ہلا کر رکھ دیا تھا۔۔

عقیل اس وار کے لیے بالکل بھی تیار نہیں تھا۔۔ اس کی گرفت سوہائے کی کلائی پر ہلکی پڑی تھی۔۔ اور اگلے ہی لمحے وہ منہ کے بل نیچے جا گرا تھا۔۔

سوہائے جو اتنی دیر میں یہی سمجھ رہی تھی کہ اشہب بھی عقیل سے ڈر کر پیچھے ہٹ چکا ہے۔۔ اسے یوں آکر عقیل کا منہ توڑتے دیکھ وہ حیرت زدہ ہوئی تھی۔۔

"آپ ٹھیک ہیں۔۔۔؟؟"

ساکت سی کھڑی سوہائے کو تھام کر اپنے قریب کرتے

اشہب نے دھیرے سے اس کے ہونٹوں پر اٹکے بالوں کو

انگلیوں سے تھام کر کانوں کے پیچھے اڑستے پوچھا تھا۔۔

اتنے سارے لوگوں کے سامنے بنا جھجھکے وہ اسے بانہوں

کے گھیرے میں لیے کھڑا ہوا تھا۔۔۔

سوہائے اس شخص کے سب کے سامنے ایک بار پھر ایسے

استحقاق پر شاک ہوتی کچھ بول ہی نہیں پائی تھی۔۔ اسے

بہت ہی نرمی کے ساتھ ریلیکس کرتا وہ عقیل کی جانب پلٹا

تھا۔۔

جو جسامت میں اس سے کم نہیں تھا۔۔ اس کا چہرا بتا رہا تھا کہ وہ کس قدر غصے اور شاک میں ہے۔۔ اسے بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ کوئی اس پر بھی ہاتھ اٹھا سکتا ہے۔۔

اشہب کا سوہائے کو یوں بانہوں میں لینا وہاں کھڑے ہر شخص کو دھنگ کر گیا تھا۔۔

ان میں سے چند ایک کو ہی پتا تھا کہ اشہب سوہائے کا ڈرائیور ہے۔۔ لیکن اس وقت وہ بھی اشہب کو ڈرائیور ماننے کو تیار نہیں تھے۔۔۔

"مجھ پر ہاتھ اٹھا کر اپنی اور اپنے خاندان کی بربادی کو آواز

دے دی ہے تم نے۔۔۔"

عقیل کے ہونٹ سے خون نکل رہا تھا۔۔۔ وہ اشہب کو

مارنے کے لیے دوبارہ آگے بڑھا تھا۔۔۔ لیکن اب کی بار

بھی وہ اشہب کی دہشت کے آگے کچھ نہیں کر پایا تھا۔۔۔

اشہب کا مارنے والا اگلا پنچ اس کی چیخیں نکال گیا تھا۔۔

وہ زمین پر منہ کے بل گرتا اب کی بار اپنی پاکٹ سے گن

نکال گیا تھا۔۔۔

"مجھ پر ہاتھ اٹھایا ہے تم نے۔۔۔ اب تو تمہیں زندگی میں پچھتانے کا موقع بھی نہیں ملے گا۔۔۔"

اس کے ہاتھ میں موجود گن دیکھ سب لوگ پیچھے کی جانب بھاگے تھے۔۔۔ جبکہ سوہائے اپنی جگہ ساکت سی کھڑی خوف کے عالم میں اشہب کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

"سوہائے روکو اپنے ڈرائیور کو۔ وہ پاگل تو نہیں ہوگیا۔۔۔ عقیل مار دے گا اسے۔۔۔"

ملی جو پہلے آرام سے کھڑی سوہائے کا تماشا بنتے دیکھ رہی تھی۔۔۔ اب اچانک اسے ہوش آیا تھا۔۔۔ اپنے کزن کو خطرے میں دیکھ کر۔۔۔

"رک جاؤ پلیز۔۔۔۔"

سوہائے بمشکل چلا پائی تھی۔۔۔ مگر اشہب اس وقت اتنے غصے میں آچکا تھا کہ اس نے غور ہی نہیں کیا تھا۔۔۔

عقیل نیچے گرا گن کا رخ اسی کی جانب کیے ہوئے تھا۔۔ لیکن اس کی جانب بڑھتے اشہب کی آنکھوں میں خوف نام کو نہیں تھا۔۔۔

"جب بات عورتوں اور عزتوں پر آتی ہے۔۔۔ تو ہماری نظر میں زندگی کی کوئی قیمت نہیں رہتی۔۔۔"

اشہب اس پر حملہ آور ہوا تھا۔۔۔ اسی لمحے عقیل نے گولی چلا دی تھی۔۔۔ جو اشہب کے بازو پر جاکر لگی تھی۔۔۔

نجانے کتنی جانب سے چیخیں بر آمد ہوئی تھیں۔۔۔ وہاں کھڑے سٹوڈنٹس سب تماشا دیکھ رہے تھے۔۔ کچھ یونیورسٹی کی انتظامیہ سے رابطہ کرنے کی کوشش کررہے تھے۔۔

سوہائے خود کو بمشکل اپنے قدموں پر کھڑا کیے ہوئے تھی۔۔۔

آج تک کبھی کوئی اس کے لیے ایسے نہیں لڑا تھا جیسے یہ شخص کررہا تھا۔۔

اشہب گولی لگنے کے باوجود پیچھے نہیں ہٹا تھا۔۔ اس کے ہاتھ سے پسٹل کھینچتا اسے دور اچھال چکا تھا۔۔ اور پھر اس کے عقیل کی اتنے لوگوں کے سامنے اپنے زخمی بازو کے باوجود جو درگت بنائی تھی۔۔۔

اس کی پوری یونی گواہ تھی۔۔۔

وہاں بہت ساری وہ لڑکیاں بھی کھڑی تھیں۔۔ جنہیں عقیل کے بلیک میل کرکے استعمال کیا تھا۔۔

وہ تو بھول ہی چکی تھیں کہ انہیں انصاف ملے گا کبھی۔۔ مگر آج انہیں لگ رہا تھا کہ ان کے رب نے اس شخص کو ان سب کے لیے فرشتہ بنا کر بھیجا ہے۔۔۔

جو بظاہر تو صرف سوہائے کے لیے لڑ رہا تھا۔ لیکن وہ کئی لڑکیوں کی نجات کا راستہ بنا گیا تھا۔۔۔

"آئندہ میری یا کسی اور لڑکی کی جانب دیکھنے کی بھی کوشش نہیں کرو گے تم۔۔۔"

اس کی آنکھوں پر آخری پنچ مارتے وہ اٹھ گیا تھا۔۔۔۔

اشہب کا پورا بازو لہولہان ہو چکا تھا۔۔۔

مگر اس کے چہرے کا قہر کم نہیں ہوا تھا۔۔۔ جبکہ سوہائے تو اس کے لفظ۔۔۔ میری لڑکی پر ہی اٹک کر رہ گئی تھی۔۔

عقیل بالکل بے سدھ ہوچکا تھا۔۔۔

ملی مسلسل عقیل کے فادر سے رابطہ کرنے کی کوشش کررہی تھی۔۔ مگر اشہب کے خوف سے کوئی بھی عقیل کے پاس نہیں گیا تھا۔۔

اشہب سوہائے کی جانب آیا تھا۔۔۔

اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھامے وہ اسے لیے وہاں سے نکل آیا تھا۔۔۔ سوہائے کسی بے جان گڑیا کی طرح اس کے ساتھ چلتی جارہی تھی۔۔

اس کی نگاہیں اشہب پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔

یہ شخص ہر بار اس کا محافظ کیسے بن جاتا تھا۔۔ کبھی اس سے کوئی سوال نہیں کرتا تھا۔۔

یہاں اگر اس کے ڈیڈ ہوتے تو اسی پر الزام لگاتے۔۔ کہ عقیل سے دوستی کیوں کی تھی اس نے۔۔۔ اب بھگتے خود ہی یہ سب۔۔

مگر اشہب نے تو ایسا کچھ نہیں کیا تھا۔۔۔

وہ زخمی بازو ہونے کے باوجود پہلے اس کی سائیڈ کا دروازہ کھول گیا تھا۔۔

سوہائے اس کا خون آلود بازو دیکھ اندر تک لرز اٹھی تھی۔۔

مگر اس وقت اشہب کا چہرا جس قدر غضبناک ہورہا تھا۔۔

اسے اشہب کو مخاطب کرتے ہوئے بھی خوف محسوس ہورہا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

غزوان بہت زیادہ لو فیل کررہا تھا۔۔ وہ ایک ہی ملک میں رہ کر اپنوں سے مزید دور نہیں رہ سکتا تھا۔۔۔

اس لیے ہر شے کو فراموش کرتے اس نے واپس ربانی ہاؤس جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ ویسے بھی اگلی تاریخ میں ابھی ایک ہفتہ تھا۔۔ وہ اس پر آرام سے کام کر سکتا تھا۔۔۔

غزوان اپنے دل کو پوری طرح سے راضی کرتے۔۔ اگلے ہی دن اپنے پیاروں سے ملنے کے لیے نکل آیا تھا۔۔

Don't Copy Paste and Share Without My Permission

کافی لمبا سفر طے کر کے اس نے ربانی ہاؤس میں قدم رکھا تھا۔۔ جس کی رونقیں آج عروج پر تھیں۔۔ پوری حویلی کو بہت ہی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔۔

شاید حویلی میں کوئی تقریب منعقد کی گئی تھی۔۔

غزوان حیدر جیسے ہی اندر داخل ہوا تیزی سے باہر نکلتی ہنیم سیدھی اس کے سینے سے آن ٹکرائی تھی۔۔ تصادم اتنا زور دار تھا کہ ہنیم اپنی جگہ پر لڑکھڑا گئی تھی۔۔۔

اس نے خود کو سیاہ شال میں لپیٹ رکھا تھا۔۔

اس کے چہرے سے شال کا پلو پھسل گیا تھا۔۔ غزوان جس نے اس کے گرد اپنے بازو کا گھیرا بنا رکھا تھا۔۔

وہ اتنے عرصے بعد اس سیاہ شال میں چھپا بے پناہ حسن دیکھ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پایا تھا۔۔

جو آنکھیں میچے، لرزتے کانپتے ہونٹوں کے ساتھ، ستواں چھوٹی سی ناک میں چمکتی نتھ پہنے، گلابی صحت مند گال اور ماتھے پر بکھری نرم و گداز زلفیں۔۔۔

غزوان حیدر نے بے پناہ حسن دیکھا تھا۔۔۔

مگر اس پاکیزگی کے پیکر میں اسے ایک عجیب سی کشش محسوس ہورہی تھی۔۔ اسی لمحے ہنیم نے اپنی غلافی پلکوں کو واں کرتے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

وہ بنا دیکھے ہی سمجھ گئی تھی کہ وہ کس کے حصار میں ہے۔۔

اس شخص کو اپنے اتنے قریب دیکھ ہنیم کا دل شدت سے دھڑک اٹھا تھا۔۔۔

مگر اگلے ہی لمحے اسے دونوں ہاتھوں سے خود سے دور دھکیلتی وہ اس کا حصار توڑتی وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔۔

غزوان کتنے ہی لمحے وہاں کھڑا اس خالی جگہ کو تکے گیا تھا۔۔

کون تھی یہ لڑکی۔۔۔ وہ بہت اچھے سے جانتا تھا۔۔۔

اس کے دل کی دنیا میں طوفان سا برپا ہوا تھا۔۔

ہنیم یہی سمجھتی تھی کہ وہ مغرور انسان تو ابھی تک اپنے خاندان کے لوگوں تک سے واقف نہیں ہے۔۔ اس کو بھلا کیسے پہچان پاتا۔۔۔

لیکن اگر وہ اس وقت پلٹ کر غزوان کی جانب دیکھ لیتی تو اس بات کا جواب اسے اچھے سے مل جانا تھا۔۔۔

غزوان نے جیسے ہی اندر قدم رکھا۔۔ سب لوگوں کو ڈرائینگ روم میں بیٹھے پایا تھا۔۔

اعظم ربانی بھی وہیں براجمان تھے۔۔۔

اس کی انو جان اور گھر کے باقی افراد بھی سامنے ہی موجود تھے۔۔

اتنے عرصے بعد اپنے لال کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ ان کی تڑپ میں کئی گنا اضافہ ہوا تھا۔۔۔

انو جان اس وقت بھول چکی تھیں کہ ان کے اس عمل سے پیر سائیں غصے میں آسکتے ہیں۔۔۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھی

تھیں اور جا کر اپنے بیٹے کے چوڑے سینے سے آن لگی تھیں۔۔

غزوان نے بھی پر سکون انداز میں آنکھیں موندے اپنی ماں کا ممتا بھرا لمس محسوس کیا تھا۔۔۔

اعظم ربانی وہاں سے اٹھتے بنا ایک لفظ بھی بولے اپنے روم کی جانب بڑھ گئے تھے۔۔

یہ اسی بات کا ثبوت تھا کہ وہ اس سے شدید ناراض تو تھے مگر انہیں اس کے یہاں آنے اور سب سے ملنے سے کوئی اعتراض نہیں تھا۔۔

وہ بھی اندر سے اس کے لیے بہت زیادہ تڑپ رہے تھے۔۔

مگر غزوان نے ان کی معصوم بھتیجی کے ساتھ جو کیا تھا وہ نہیں بھول سکتے تھے وہ۔۔۔

نہ ہی اس وقت تک معاف کرسکتے تھے۔۔ جب تک ہنیم نہ کر دیتی۔۔۔

"کیسا ہے میرا بچہ۔۔۔؟؟ ہمیں اتنی بڑی سزا دیتے ہوئے ایک پل کے لیے بھی ترس نہیں آیا ہم پر۔۔۔ اتنے ناراض ہوگئے تھے کہ اتنے سالوں میں ایک بار بھی پلٹ کر آنا ضروری نہیں سمجھا۔۔۔"

زینت بیگم اس کا ماتھا چومتی اپنے دل کو اپنے جگر کے ٹکڑے کے واپس آنے کا یقین دلانے لگی تھیں۔۔

غزوان ان سب کی آنکھوں میں آنسو دیکھ اپنی جگہ بہت زیادہ ندامت کا شکار ہوا تھا۔۔

وہ سب لوگ اس کے اپنے تھے۔۔ جنہیں اپنی ضد کی وجہ سے اس نے اتنے سال تکلیف دی تھی۔۔

لیکن اپنی ضد سے ہٹا تو وہ اب بھی نہیں تھا۔۔

یہ بات وہ سب ہی جانتے تھے کہ غزوان کی ضد کتنی شدید ہوتی تھی۔۔

وہ اگر ایک فیصلہ کر لیتا تھا تو اس سے پلٹنا بہت مشکل ہوتا تھا اس کے لیے۔۔۔

اس کا اتنے سال خاندان سے دور رہنا اسی بات کا ثبوت تھا۔۔۔

اعظم ربانی اس بات سے واقف تھے۔۔

اسی لیے وہ اب بھی اس سے خفا تھے۔۔ مگر وہ اپنی بیوی کو اب مزید ان کی اکلوتی اولاد سے دور نہیں رکھنا چاہتے تھے۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ربانی ہاؤس کے بڑے سے ڈرائینگ روم میں اس وقت سب لوگ موجود تھے۔۔۔ میر غزوان حیدر ربانی اپنے مخصوص مغرور اور گھمنڈی انداز میں اپنے دادا جان کے مدمقابل براجمان تھا۔۔

دونوں کے چہروں پر ہی اپنے فیصلوں کو لے کر چٹانوں جیسی سختی تھی۔۔

سب لوگ اپنی اپنی جگہ ڈرے ہوئے تھے کہ پھر سے کچھ ایسا نہ ہو جائے کہ غزوان کو ان سے الگ ہونا پڑے۔۔۔

"تم نے اس لڑکی سے شادی نہیں کی۔۔"

اعظم صاحب نے اس کے آنے کے بعد پہلی بار اسے مخاطب کیا تھا۔۔

ہنیم کے علاوہ وہاں سب لوگ ہی موجود تھے۔۔ اسفر بھی وہاں آیا ہوا تھا۔۔۔ جسے دیکھ کر غزوان کو زیادہ آگ لگی تھی۔۔۔

وہاں کوئی یہ نہیں جانتا تھا کہ غزوان کا نام تک سننے سے انکاری ہنیم ربانی اس وقت اس کا فیصلہ سننے کے لیے وہاں ایک جانب چھپی کھڑی تھی۔۔

وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ اب بھی کتنی غیر اہم تھی وہ اس شخص کے لیے۔۔ اس کے کہنے پر کسی نے بھی غزوان کے سامنے اس کے حوالے سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔ وہ یہی سمجھ رہی تھی کہ اس کے بارے میں غزوان کچھ نہیں جانتا تھا۔۔۔ اور نہ ہی جاننے کا خواہشمند لگا تھا کسی کو۔۔

وہ شخص کمال کی اداکاری کرنا جانتا تھا۔۔۔

جس میں آج کل کوئی بھی اسے پکڑ نہیں پایا تھا۔۔

"ابھی نہیں کی مگر بہت جلد کرنے والا ہوں۔۔۔"

غزوان حیدر کی اکڑ آج بھی ہنوز قائم تھی۔۔۔

اس کے جواب پر سب لوگوں نے افسوس بھری نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔ جو ایک بار پھر اپنے باپ سے ٹکرا رہا تھا۔۔

اسفر بھی سامنے بیٹھا خون آشام نگاہوں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا۔۔ پیر سائیں کے اس اکلوتے بگڑے ہیٹے کی عقل ٹھکانے لگا دے۔۔ جو اپنی ضد میں نجانے کتنی زندگی کے ساتھ کھیل رہا تھا۔۔۔

یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ ہنیم سے بے پناہ محبت کرتا ہے۔۔ یہ شخص اس کے راستے میں رکاوٹ بن کر کھڑا ہوگیا تھا۔۔

بھائی مانتا تھا وہ اسے۔۔ مگر غزوان حیدر نے ہنیم سے نکاح کرکے اس کی پیٹھ میں خنجر کھونپا تھا۔۔

"تم اب بھی غیر لڑکی کو اس خاندان میں لانا چاہتے ہو۔۔"

اعظم ربانی خود پر بہت زیادہ کنٹرول کیے ہوئے تھے۔۔

"میری نظر میں اب بھی سب ویسا ہی ہے۔۔ کچھ نہیں بدلہ۔۔۔ میں اب بھی وہی میر غزوان حیدر ربانی ہوں۔۔۔

جو اپنی زندگی کا فیصلہ اپنی مرضی سے کرتا ہے۔۔ آپ اچھے سے جانتے ہیں کہ میں کبھی بھی کوئی زبردستی کا فیصلہ نہیں مانوں گا۔۔ میرے نزدیک اس نکاح کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔۔۔ نہ کبھی اس لڑکی کو قبول کروں گا میں۔۔ میں نے پہلے بھی آپ کو بتایا تھا کہ مجھے اپنے معیار کی لڑکی چاہیے۔۔۔ وہ لڑکی میر غزوان حیدر ربانی کے معیار پر پورا نہیں اترتی۔۔۔ آپ جب چاہیں گے میں اسے طلاق دینے کو تیار ہوں۔۔۔ اب مزید اس حوالے سے کوئی بات نہیں کروں گا میں۔۔ نہ میں چاہتا ہوں آپ میں سے کوئی اس

لڑکی کے حوالے سے میرے سامنے کوئی ذکر کریں۔۔۔

آپ سب میرے لیے بہت قیمتی ہیں۔۔ میں دوبارہ آپ

لوگوں سے دور نہیں ہونا چاہتا۔۔"

غزوان حیدر بے رحمی اور سفاکی کی انتہا کرتا وہاں موت کا

سا سناٹا کر گیا تھا۔۔۔ آج تک اس خاندان میں طلاق کا نام

بھی نہیں لیا گیا تھا۔۔۔ اور وہ دینے کی بات کر رہا تھا۔۔

اسفر کے چہرے پر ایک ایک امید جاگی تھی۔۔۔ وہ ہنیم کو

طلاق دے دے تو اس کا راستہ صاف ہو سکتا تھا۔۔۔

Don't Copy Paste and Share Without My Permission

سب نے اعظم ربانی کی جانب دیکھا تھا۔۔ جن کی زرد پڑتی رنگت ان سب کو خوفزدہ کر گئی تھی۔۔۔

ہنیم اپنے زخموں سے چور دل کو سنبھالتی وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔۔ وہاں کوئی نہیں جانتا تھا کہ ہنیم نے غزوان کی ساری باتیں سن لی ہیں۔۔۔

اور اس معصوم پر پھر سے قیامت ٹوٹ چکی تھی۔۔۔۔

"بہت برے ہیں آپ۔۔ بہت ظالم۔۔۔ کبھی معاف نہیں کروں گی آپ کو۔۔۔ اگر مجھے اپنانا نہیں تھا تو میرے دل

To Read My Novels Plzz Contact on My Facebook Page "Farwa Khalid Novels".

Also,Subscribe My Youtube Channel "Farwa Khalid Novels".

میں کیوں آئے۔۔۔ کیوں نکاح کیا مجھ سے۔۔ ایسا کیا کروں کے آپ کے معیار کی بن جاؤں۔۔۔"

وہ بیڈ پر اوندھے منہ گری تکیے کو دبوچے بری طرح روتی اس ستمگر سے سوال کر رہی تھی۔۔

جو نہ تو اس کی کوئی بات سن رہا تھا اور نہ کبھی اس کے کسی بھی سوال کا جواب دینے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

اس کے لیے وہ نہ ہونے کے برابر تھی۔۔

اس کی باتیں سن کے ہنیم کا دل مزید بے کل ہوچکا تھا۔۔

وہ خود کو اس معاملے میں پتھر کرنا چاہتی تھی مگر نہیں کر پارہی تھی۔۔۔

وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کی قسمت آنے والے وقت میں اس کے لیے کیا لکھنے والی تھی۔۔ مگر اسے اتنا ضرور پتا چلا چکا تھا کہ اب اس کی زندگی میں خوشی کو کوئی عمل دخل نہیں ہونے والا تھا۔۔۔

جو شخص اس کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش اور خوشی تھا وہی نہیں تھا تو اس زندگی نے اب ہمیشہ کے لیے بے رنگ ہی رہنا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

اشہب سوہائے کو گھر ڈراپ کر کے خود وہاں سے چلا گیا تھا۔ سوہائے اسے پورا راستہ ہاسپٹل جانے کا کہتی آئی تھی۔۔ مگر اس شخص نے اس کی ایک بات نہیں سنی تھی۔۔۔

سوہائے اس وقت عجیب سی بے چینی کا شکار تھی۔۔ اس کی وجہ سے یہ سرپھرا شخص خود کو اتنی بڑی مصیبت میں پھنسا چکا تھا۔۔

عقیل کوئی چھوٹا موٹا بندہ نہیں تھا کہ جسے پیٹنے کے بعد کچھ نہ ہوتا۔۔۔ اس کا باپ اب اشہب کے ساتھ کیا کرنے والا تھا۔۔ وہ سوچ کر ہی سوہاۓ کا دل کانپ گیا تھا۔۔

وہ مسلسل اشہب کے نمبر پر کال کر رہی تھی۔۔ مگر اس کا نمبر بھی بند تھا۔۔

آج تک سوہاۓ نے کبھی کسی کی اتنی فکر نہیں کی تھی۔۔ خود کی بھی نہیں جتنی وہ اس وقت اس شخص کے لیے پریشان ہو رہی تھی۔۔

کیونکہ آج تک کبھی کسی نے اسے ویسے ٹریٹ ہی نہیں کیا تھا جیسا وہ شخص کرتا تھا۔۔۔

اس نے آج جس طرح سوہائے کے لیے عقیل کو پیٹا تھا۔۔

سوہائے چاہ کر بھی اسے بھلا نہیں پا رہی تھی۔۔

"میں کیوں اتنا سوچ رہی ہوں۔۔۔ مجھے کیوں اس شخص کی اتنی فکر ہو رہی ہے۔۔۔؟ جو کرنا ہے کرے۔۔ بھاڑ میں جائے میری طرف سے۔۔۔ ایسی بھی کیا ہیروپنتی کے بندہ اپنی تکلیف کا بھی احساس نہ کرے۔۔۔"

سوہائے خود پر حیران ہورہی تھی کہ آخر وہ اس شخص کی فکر کر ہی کیوں رہی تھی۔

پھر اپنے دل کو اس بات کا یقین دلاتے کہ اس شخص نے اس کی وجہ سے گولی کھائی ہے اور اپنے لیے اتنی بڑی مصیبت مول لی ہے۔۔ اس نے خود کو تسلی دی تھی۔۔

کہ اس سے اوپر فکر کرنے کی وجہ اور کوئی نہیں تھی۔۔

یہ الگ بات تھی کہ دل ان سب باتوں پر بھی پوری طرح مطمئن نہیں ہو پایا تھا۔۔

شام سے رات ہونے کو آئی تھی۔۔ مگر سوہائے کو ابھی تک اشہب کے بارے میں کچھ پتا نہیں چلا تھا۔۔

سکندر ربانی بھی کسی کام کے سلسلے میں اپنی وائف کے ساتھ ملک سب باہر گئے ہوئے تھے۔۔۔

پورے گھر میں اس وقت سوہائے اور ملازمین ہی تھے۔۔

سوہائے اس وقت بلیک کلر کی نائیٹی میں ملبوس تھی۔۔ جس کی شرٹ سلیو لیس ہونے کے ساتھ ساتھ کافی شارٹ بھی تھی۔۔۔ اس کے نیچے سلک کا ٹراؤزر۔۔ اور ساتھ ہی

شیفون کا گاؤن تھا۔۔ جس نے کچھ حد تک اس کے دلکش سراپے کو کور کر رکھا تھا۔۔

بال ہمیشہ کی طرح کھلے ہوئے تھے۔۔

سوہائے روم سے نکلی تھی۔۔۔

جب اچانک اپنے حلیے کا خیال آتے واپس آکر اس نے ایک جانب الماری میں رکھی شال اٹھا کر اپنے گرد اوڑھ لی تھی۔۔

یہ شال اسے سکندر ربانی کے ہی ریلیٹو کی جانب سے گفٹ میں ملی تھیں۔۔

جس کا استعمال آج پہلی بار کر رہی تھی وہ۔۔

"وہ ڈرائیور آگیا کیا۔۔۔؟؟"

سوہائے نے نیچے آتے وہاں سے گزرتی ملازمہ سے اپنے مخصوص اکھڑ انداز میں پوچھا تھا۔۔

"جی بی بی جی وہ تو کب کے آچکے ہیں۔۔۔"

اشہب گھر کے اندر نہیں رہتا تھا۔۔ بالکل سکندر ہاؤس کے گیٹ کے اندرونی سائیڈ پر بنی انیکسی میں رہتا تھا وہ۔۔۔

جو بہت ہی اچھے سے بنائی گئی تھی۔۔ ہر طرح کی آسائش موجود تھی وہاں۔۔۔

ملازمین کے لیے گھر کے پچھلے حصے میں الگ کوارٹرز تھے۔۔ مگر اشہب کو ان سب میں برتری دی گئی تھی۔۔ انیکسی میں صرف وہی رہتا تھا۔۔

سوہائے تیزی سے اس جانب بڑھی تھی۔۔

باہر بہت زیادہ ٹھنڈ تھی۔۔۔ جس کے لیے وہ شال کافی کار آمد ثابت ہورہی تھی۔۔۔ موسم بھی کافی زیادہ ابر آلود تھا۔۔۔

سوہائے کو ننھے ننھے قطرے اپنے چہرے پر گرتے محسوس ہوئے تھے۔۔

سوہائے نے انیکسی کے اندر قدم رکھا تھا۔۔۔

دروازہ بند تھا مگر لاک نہیں تھا۔ اس لیے وہ آرام سے اندر آگئی تھی۔۔۔

اس نے ناک نہیں کیا تھا۔۔۔

جس کا احساس اسے اندر آکر شدت سے ہوا تھا۔۔۔

کیونکہ سامنے ہی وہ شرٹ لیس کھڑا صرف بلیک ٹراؤزر میں ملبوس تھا۔ اس کے بازو پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔۔

وہ بنا کسی بات کا لحاظ کیے اس پوری جگہ کو اپنی جاگیر تصور کرتی سیدھی اس کے بیڈروم میں آن دھمکی تھی۔۔۔

"کہاں چلے گئے تھے تم۔۔۔؟؟ "

سوہائے نے اندر آتے سوال کیا تھا۔۔

اشہب ہاتھ میں سیگریٹ دبائے صوفے پر براجمان آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔۔

سوہائے کی آواز پر اس نے آنکھیں کھول کر حیرانی سے اس لڑکی کی جانب دیکھا تھا۔۔ جس میں واقعی شرم نام کو کچھ نہیں تھا۔۔۔

سوہائے نے آج تک شال کبھی نہیں اوڑھی تھی۔۔۔ اسی وجہ سے اتنی بڑی شال سنبھالنے کا پتا بھی نہیں تھا اسے۔۔

اس کے ایک کندھے سے شال کے ساتھ اس کا گاؤن بھی پیچھے ڈھلکا ہوا تھا۔۔

جس میں سے اس کا دودھیا کندھا صاف دکھائی دے رہا تھا۔۔

دھلا دھلایا حسین چہرا، صراحی دار نازک سی گردن سے ٹکراتے براؤن بال اور اوپر سے اس لڑکی کی لاپرواہی۔۔۔

وہ اسے شریف انسان نہیں سمجھتی تھی۔۔

لیکن پھر بھی اس حلیے میں وہاں آن دھمکی تھی۔۔

"آپ یہاں کیوں آئی ہیں۔۔۔ ؟ چلی جائیں یہاں سے۔۔۔ "

اشہب نے بہت ہی نرمی کے ساتھ اسے جانے کا کہا تھا۔۔

سوہائے کو باحفاظت گھر پہنچانے کے بعد ہاسپٹل جانے تک اس کا کافی خون بہہ چکا تھا۔۔

جس کی وجہ سے اس وقت وہ شدید کمزوری محسوس کررہا تھا۔۔

اس میں ابھی اس بگڑی مغرور دوشیزہ سے بحث کرنے کی ہمت نہیں تھی۔۔۔ جو اس وقت سیاہ نائٹ میں اپنے دلنشین

وجود کی نمائش کرواتی بے پناہ حسین لگتی کسی بھی زاہد و عابد کا ایمان ڈگمگا سکتی تھی۔۔۔

اور اشہب اچھے سے جانتا تھا کہ وہ اتنا زاہد و عابد بالکل بھی نہیں تھا اس لڑکی کے معاملے میں۔۔۔

"کیوں جاؤں میں یہاں سے۔۔۔؟؟ یہ جگہ میری ملکیت ہے۔۔ تم مجھے یہاں سے جانے کا نہیں کہہ سکتے۔۔ تم ڈرائیور ہو میرے۔۔ میرے ہر سوال کا جواب دینے کے پابند ہو۔۔ اسی لیے پوچھ رہی ہوں۔۔ کہاں تھے تم۔۔۔؟؟"

سوہائے اس کی بات پر تپ کر خفگی سے آگے بڑھی تھی۔۔۔

اس کی شال دوسری جانب سے بھی ڈھلک چکی تھی۔۔

اشہب نے بے اختیار اپنے ماتھے سے پسینہ صاف کیا تھا۔

یہ لڑکی اس کے لیے کسی آزمائش سے کم نہیں تھی۔۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھتا سوہائے کے بالکل سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔۔

سوہائے بنا شرٹ کے اس کے کسرتی مضبوط سینے اور کندھوں کو دیکھتی گڑبڑا سی گئی تھی۔۔

مگر اس نے چہرے پر ایسا کچھ بھی ظاہر نہیں ہونے دیا تھا۔۔

"آپ پلیز یہ شال اتار دیں۔۔۔"

اس کے سوال کے جواب میں اشہب کے منہ سے جو الفاظ نکلے تھے۔۔ سوہائے نے ہونقوں کی طرح اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

وہ جب اسے شریف انسان مان لیتی تھی۔۔

وہ پھر کوئی نہ کوئی ایسی حرکت کر دیتا تھا۔۔ کہ سوہائے کو پھر سے اپنے خیالات بدلنے پڑتے تھے۔۔۔

"واٹ۔۔۔۔؟؟ "

سوہائے نے اس کو گھورتے پوچھا تھا۔۔۔

"اس کا کوئی فایدہ نہیں ہے۔۔۔ یہ چھپا نہیں رہی بلکہ مزید عیاں کر رہی ہے۔۔۔"

اشہب نے بے باکی بھرے انداز میں اس کو سر سے پیر تک گھورا تھا۔۔۔

وہ ہمیشہ اسے بہت غور سے دیکھتا تھا۔۔ مگر آج اس کی آنکھوں میں عجیب سا خمار تھا۔۔۔

وہ چند قدم آگے بڑھا تھا۔۔۔ سوہائے الٹے قدموں پیچھے ہٹی تھی۔۔۔

اس نے چہرا جھکا کر دیکھا تھا۔۔۔ تو اسے اشہب کی بات سمجھ میں آئی تھی۔۔۔ وہ بولڈ اور کانفیڈنٹ لڑکی۔۔۔ جس کے مطابق اسے شرمانا اور کسی سے بھی خوف کھانا نہیں آتا تھا۔۔ جس کی جانب پہلے بھی کئی لڑکے پسندیدگی بھری نگاہوں سے دیکھ چکے تھے۔۔ مگر اسے کسی سے بھی کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔۔

اس وقت اشہب کی خمار آلود نگاہیں اسے بری طرح کنفیوز کررہی تھیں۔۔

یہ شخص اس وقت اسے اپنے حواسوں میں بالکل بھی نہیں لگا تھا۔۔۔ گھبراہٹ کے عالم میں سوہائے نے شال ٹھیک کرنا چاہی تھی مگر وہ اسے سنبھال نہیں پائی تھی۔۔۔ وہ کافی بڑی شال تھی۔۔۔

اوپر ہونے کے بجائے وہ پوری طرح سے اس کے کندھے سے ہٹ گئی تھی۔۔ اور ساتھ ہی اس کے باریک گاؤن کو بھی نیچے کھسکا گئی تھی۔۔

سوہائے روہانسی ہوئی تھی۔۔

کیونکہ اشہب اس کے انتہائی قریب کھڑا گہری نگاہوں سے اس دلچسپ منظر سے لطف اندوز ہورہا تھا۔۔

سوہائے کو اس شخص کی بے شرمی پر اپنا پورا چہرا لال ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ اس نے شال ہٹا دی تھی۔۔۔ اور جلدی سے گاؤن کو پکڑ کر اپنے کندھوں پر ٹھیک کیا تھا۔۔

وہ پیچھے ہوتی دروازے کے ساتھ آن لگی تھی۔۔۔ وہ اس وقت اس کے بیڈ روم میں کھڑی تھی۔۔۔ اس کا دل بہت بری طرح کانپ گیا تھا۔۔۔

آج تک پہلے کبھی اس کے ساتھ ایسا نہیں ہوا تھا۔

سوہائے گاؤن کو اپنے گرد ایسے لپیٹ رہی تھی جیسے وہ واقعی اسے چھپا لے گا۔

"آپ کچھ پوچھ رہی تھیں مجھ سے۔۔۔؟؟ "

اس کی خود ہو چھپانے کی ناکام کوشش کو بغور دیکھتے اشہب نے اپنی بے باک نگاہوں کا زاویہ اب بھی نہیں بدلہ تھا۔۔

لیکن سوہائے کی غیر ہوتی حالت اسے مزا دے رہی تھی۔

"آپ گھبرا رہی ہیں مجھ سے۔۔۔ ؟ "

اشہب کو آہستہ آہستہ اپنا درد کم ہوتا محسوس ہوا تھا۔

اس لڑکی کی قربت پر ایک سرور سا تھا جو اس کے اندر سرایت کررہا تھا۔

"نن نہیں۔ میں کیوں گھبراؤں گی۔۔۔"

سوہائے دروازے کے ساتھ لگی خود کو اب بھی کانفیڈنٹ ظاہر کررہی تھی۔ مگر اس کا چہرا اس کا ساتھ بالکل بھی نہیں دے رہا تھا۔۔۔

"آپ یہاں میری خیریت دریافت کرنے آئی تھیں۔۔۔"

ہاتھ بڑھاتے اشہب نے دروازہ اندر سے لاک کردیا تھا۔۔

سوہائے نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔

"کک کیا کرنے لگے ہو تم۔۔؟؟ "

سوہائے کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اس کی حالت اتنی غیر کیوں ہورہی تھی۔۔ یہ شخص اسے ہراساں کررہا تھا مگر وہ کچھ بول کیوں نہیں پارہی تھی۔۔ اسے اس شخص کا ایسا کرنا برا کیوں نہیں لگ رہا تھا۔۔

"وہی جو آپ سمجھ رہی ہیں۔۔"

اشہب نے اپنا چہرا اس کے چہرے کے قریب کیا تھا۔۔

سوہائے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔

اشہب پے خماری طاری ہورہی تھی۔۔۔ اس کے حواس اس کا ساتھ چھوڑ رہے تھے۔۔۔ وہ اس وقت خود کو اس لڑکی کے رحم و کرم پر چھوڑنا چاہتا تھا۔۔۔

"درد میں ہوں۔۔۔ میرا درد کم کرسکتی ہیں آپ۔۔۔"

اس کی سانسوں کی مہک اپنی سانسوں کے نہایت قریب محسوس کرتے وہ بہک رہا تھا۔۔۔

جبکہ سوہائے شاک کی کیفیت میں کھڑی اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

"کک کیا مطلب۔۔۔ یہ کیا کررہے ہو تم۔۔ دور رہو مجھ سے۔۔۔؟؟"

سوہائے اس کے کندھوں پر دونوں ہاتھوں کا دباؤ ڈالتے اسے پیچھے دھکیل رہی تھی۔۔۔

جب اشہب نے اس کی کلائیوں کو اپنی گرفت میں لیتے پیچھے دروازے پر ٹکا دیا تھا۔۔۔

وہ بالکل بے بس ہوئی تھی۔۔

وہ ایک بازو سے پوری طرح اسے قابو کیے کھڑا تھا۔

سوہائے کو اس لمحے وہ حواسوں میں نہیں لگا تھا۔ اسے اپنے یہاں آنے پر شدید پچھتاوا ہو رہا تھا۔

رات کو اس طرح اکیلے اس شخص کے روم میں آنا۔ وہ بھی اس حلیے میں۔

وہ اسے بہت شریف انسان سمجھی تھی۔۔ مگر یہ شخص تو کچھ اور ہی نکلا تھا۔

لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اشہب صرف باقی لڑکیوں کے لیے شریف تھا اس کے لیے بالکل بھی نہیں۔۔۔

"اتنا شریف النفس نہیں ہوں میں۔۔ مس سوہائے سکندر۔۔۔ اور آپ بہت حسین ہیں۔۔۔"

اس کی گردن کو ہاتھ کی پشت سے چھوتا وہ اس کی نرماہٹیں محسوس کرتا مسکرایا تھا۔۔۔ اس کے صبر کا بہت میٹھا پھل ملنے والا تھا اسے۔۔۔

"یہ کیا کررہے ہو تم۔۔۔ ؟ میں تمہیں جان سے مار دوں گی۔۔ میں ابھی جاکر ڈیڈ کو بتاتی ہوں تم کتنے گھٹیا انسان ہو۔۔"

سوہائے اس کی گرفت سے آزاد ہونے کی تگ ودو کررہی تھی۔۔

"ایسا مت کیجئے گا۔۔۔ ورنہ نتائج کی زمہ دار آپ ہونگی۔۔ "

اشہب نے اس کے گلابی ہونٹوں کو تکتے وارن کیا تھا۔۔

سوہائے کے وجود کی مہک اسے پاگل کررہی تھی۔۔ وہ گہرے گہرے سانس لیتی اپنے دلفریب حلیے کے ساتھ اشہب کے دل پر قیامت برپا کر رہی تھی۔۔

وہ خود پر بہت مشکل سے ضبط کیے کھڑا تھا۔۔۔

لیکن یہ لڑکی اس کا ضبط توڑنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

اس کا یہ انداز دیکھ سوہائے کی آنکھوں میں چھائی بے یقینی اشہب کے خمار میں اضافہ کر رہی تھی۔۔

"تم بہت ہی بے شرم اور گھٹیا انسان ہو۔۔ دنیا والوں کے سامنے ناٹک کرتے ہو شرافت کا۔۔ مگر تمہاری اصل حقیقت یہ ہے۔۔۔"

سوہائے کو اس شخص کا یہ روپ شاک میں مبتلا کر گیا تھا۔۔

وہ غصے سے چلائی تھی۔۔۔

اشھب کی نگاہیں تو اس کے مسلسل حرکت کرتے ہونٹوں پر تھیں۔۔۔ وہ ایسی گستاخیاں کسی کی برداشت نہیں کرتا تھا۔۔۔ مگر یہ لڑکی اپنی انتہا کی بدتمیزیوں کے باوجود اسے اچھی لگ رہی تھی۔۔

"ثمر ٹھیک کہہ رہی تھی۔۔۔ تم نے ضرور اس کے ساتھ۔۔۔"

سوہائے ابھی مزید بول رہی تھی جب اس کے الفاظ کو بریک لگانے کے لیے اپنے ختم ہوتے ضبط کے ساتھ اشھب اس کے ہونٹوں پر جھکا تھا۔۔۔

اور سوہائے کو سمجھنے کا ایک بھی موقع دیئے بغیر وہ اس کے لبوں کی گدازیت کا احساس اپنے ہونٹوں سے محسوس کرتا سوہائے کے چودہ طبق روشن کر گیا تھا۔۔

"کبھی کسی کے ساتھ کچھ نہیں کیا۔۔۔ جو کروں گا آپ کے ساتھ کروں گا۔۔ ڈونٹ وری۔۔۔ اور آئندہ اس حلیے میں اپنے کمرے سے مت نکلیئے گا۔۔۔ ورنہ میں کوئی لحاظ نہیں کروں گا۔۔ آج اتنے میں چھوڑ رہا ہوں ۔ آئندہ یہ مہلت نہیں ملے گی۔۔۔"

To Read My Novels Plzz Contact on My Facebook Page "Farwa Khalid Novels".

Also,Subscribe My Youtube Channel "Farwa Khalid Novels".

اس کے پھولے گالوں پر اپنے ہونٹوں کا شدت بھرا لمس چھوڑتا وہ دروازہ ان لاک کرتا باہر نکل آیا تھا۔۔۔ اس نے سوہائے کے اتنے قریب آکر خود کو کیسے روکا تھا کہ وہی جانتا تھا۔۔

مگر وہ کوئی بھی ایسی ویسی گستاخی نہیں کر سکتا تھا۔ اگر وہ اپنی کرنے پر آتا تو اس پاگل لڑکی نے مزید پاگل ہو جانا تھا۔۔

جبکہ سوہائے بے یقینی کے عالم میں کھڑی کتنے ہی لمحے اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائی تھی۔۔۔

اس کا چہرا غضبناک حد تک لال ہوچکا تھا۔۔ دل اس بری طرح سے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر نکل آئے گا۔۔

اسے اپنے ہونٹوں پر اب بھی اس کے ہونٹوں کا لمس محسوس ہورہا تھا۔۔ گال جل رہا تھا اس کی شدت پر۔۔۔

وہ بھلا اسے ایسے کیسے چھو سکتا تھا۔۔ وہ جتنی بھی بولڈ ظاہر کرتی خود کو۔۔ مگر آج تک اس نے کسی شخص کو اپنے قریب نہیں آنے دیا تھا۔۔

لیکن یہ شخص تو بنا کسی اجازت کے یہ سب کر گیا تھا۔

سوہائے کو لگا تھا شاید وہ اپنے حواسوں میں نہیں ہے۔۔۔ مگر اس شخص کی بولتی نگاہیں اور وہ بے باکی۔۔۔

سوہائے کے دل کی دنیا اتھل پتھل ہوئی تھی۔۔۔

"یہ شخص آخر خود کو سمجھتا کیا ہے۔۔۔"

سوہائے تیزی کے ساتھ روم سے نکلی تھی۔۔ وہ کہیں نہیں تھا۔۔ مگر باہر اب تیز بارش شروع ہوچکی تھی۔۔۔ بادلوں کی گھن گرج ماحول کو خوفناک بنا رہی تھی۔۔۔

وہ یہاں اب ایک سیکنڈ نہیں رک سکتی تھی۔۔ شدید خوف کے باوجود اپنی شال اٹھاتی وہ وہاں سے نکل گئ تھی۔۔۔ وہ اس سے لڑنا چاہتی تھی۔۔ مگر وہ اس وقت کچھ نہیں کر پائی تھی۔۔ کسی سے نہ ڈرنے والی اس وقت اشہب سے شدید خوف محسوس کررہی تھی۔۔۔

اسے اب بس اپنے ڈیڈ کا انتظار تھا۔۔

اس شخص کو اب کسی قیمت وہ برداشت کرنے والی نہیں تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ربانی ہاؤس میں اعظم ربانی کے بھتیجے عون ربانی کی شادی تھی۔۔ جو اعظم ربانی کی بھانجی اور اسفر کی بہن ثوبیہ ربانی سے طے پائی تھی۔۔

عون سے پہلے غزوان کی شادی ہونی تھی۔۔ مگر غزوان نے انکار کردیا تھا۔۔ وہ ابھی شادی کے لیے تیار نہیں تھا۔۔ غزوان کو ابھی بھی اعظم ربانی اپنی جانب سے ٹائم دے رہے تھے۔۔ وہ اب بھی چاہتے تھے کہ غزوان طلاق والے فیصلے پر نظر ثانی کرے۔۔۔۔

وہ نہ تو اپنے بیٹے کو اس گستاخی کے بعد دور بھیجنے کا حوصلہ رکھتے تھے۔۔۔ اور نہ ہی ہنیم کو کسی اور کے ہاتھ سونپ سکتے تھے۔۔۔

وہ جانتے تھے کہ اگر ان کا بیٹا اپنی ضد چھوڑ دے تو اس سے بہتر جوڑ ہنیم کے لیے کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔

ہنیم نے بے شک ان کے سامنے کبھی کچھ نہیں بولا تھا۔۔۔ مگر اعظم ربانی بھی باقی گھر والوں کی طرح ہنیم کی غزوان سے بے پناہ محبت سے واقف تھے۔۔۔

ایک غزوان ہی تھا جو کسی کی سننے کو تیار ہی نہیں تھا۔۔ وہ ہیرے کو گنوا کر ساری زندگی پچھتانے کا فیصلہ کر رہا تھا۔۔۔

"انو جان مجھے سمجھ نہیں آ رہا ان میں سے کیا پہنوں۔۔ پلیز آپ ہی ہیلپ کر دیں۔۔"

ہنیم کے پیرنٹس کی ڈیتھ ہو چکی تھی۔۔۔ اس لیے وہ انو جان اور تایا جان کو ہی اپنے ماں باپ کا درجہ دیتی تھی۔۔۔ ہنیم سب سے زیادہ انو جان سے اٹیچ تھی۔۔ وہ بہت زیادہ چھوٹی تھی جب اس کے پیرنٹس کی ڈیتھ ہوئی تھی۔۔ اسے انو جان نے ہی پالا تھا۔۔

اسی وجہ سے وہ ان کے دل کے بہت زیادہ قریب تھی۔۔۔

اور اب تو اس کی فراخ دلی کی وجہ سے ان کے دل میں

اس کے لیے محبت مزید بڑھ گئی تھی۔۔

جب اس نے میر غزوان حیدر کے واپس لوٹنے اور پہلے کی

طرح اس گھر میں رہنے پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔۔ وہ

ایسے ظاہر کررہی تھی کہ جیسے وہ اس بندے کو جانتی ہی نہ

ہو۔۔ اور نہ ہی وہ اس کے نزدیک کوئی اہمیت رکھتا ہو۔۔

مگر انو جان اچھے سے جانتی تھیں کہ وہ اندر سے کس قدر

تکلیف میں تھی۔۔

خاندان کے لوگوں کے بیچ یہی قصہ چل رہا تھا کہ کیا غزوان حیدر اب ہنیم کو اپنائے گا یا اب کی بار ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آزاد کردے گا۔۔۔

یہ ساری چہ مگوئیاں، ہنیم کی تکلیف میں مزید اضافہ کر دیتی تھیں۔۔۔

"ارے میری لاڈو جو بھی پہنے گی اسے پیارا ہی لگے گا۔۔۔ "

انو جان نے محبت سے اس کی موہنی صورت کو چوما تھا۔۔۔

"نہیں میں آپ کو پہن کر دکھاتی ہوں۔۔ آپ نے مجھے بتانا ہے کہ دونوں میں زیادہ پیارا کونسا ہے۔۔"

ہنیم کہنے کو تو ایک ایڈوکیٹ بن چکی تھی۔۔ مگر اپنے بڑوں کے آگے آج بھی وہ چھوٹی سی بچی بن جاتی تھی۔۔۔

انو جان اس کی بات پر مسکراتیں اثبات میں سر ہلا گئی تھیں۔۔

"کیسا لگ رہا ہے یہ۔۔۔؟"

ہنیم نے بارات کے فنکشن کے لیے مہرون کلر کا ڈریس چوز کیا تھا۔۔ جس کے ساتھ پہننے کے لیے اس کے پاس مہرون

نگینوں کا بہت ہی خوبصورت سیٹ تھا۔ اور دوسرا گولڈ کا سیٹ تھا جو اس کی دادی جان نے اسے گفٹ کیا تھا۔۔۔

دونوں ہی اس سوٹ کے ساتھ بہت اچھے لگ رہے تھے اس لیے وہ کنفیوز تھی۔۔۔

اس وقت اس نے مہرون سیٹ پہن رکھا تھا۔۔۔

وہ مرر کے سامنے سے اٹھی تھی۔۔۔

بلیک کلر کے روایتی شلوار سوٹ میں لمبے بالوں کی چٹیا کمر پر ڈالے، کانوں میں بڑے بڑے جھمکے اور نازک گردن پر

گلوبند کی صورت وہ ہار پہنے ،ہنیم نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔۔۔

اتنے سے سنگھار نے اس کی سادگی بھرے حسن کو چار چاند لگا دیے تھے۔۔ اس سے پہلے کہ انو کچھ بولتیں اچانک سے دروازہ کھول کر غزوان اندر داخل ہوا تھا۔۔۔

ہنیم اور انو اپنے دھیان میں تھیں۔۔۔ انہیں اس لمحے کچھ سمجھ ہی نہیں آئی تھی۔۔

جبکہ غزوان جو انو سے کوئی بات کرنے آیا تھا۔۔۔ہنیم پر نظر پڑتے وہ بھی بھول چکا تھا۔۔۔

جو آنکھیں پھاڑے، حیرت سے واں ہوتے لبوں کے ساتھ اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔ انو جان بھی ان دونوں کے یوں اچانک ایک دوسرے کے سامنے آنے پر گھبرا گئی تھیں۔۔

انہیں لگا تھا کہ غزوان واپس چلا جائے گا۔۔ مگر حیرت انگیز طور پر وہ نہ تو واپس گیا تھا نہ ہی اس نے،ہنیم کی جانب سے نظریں ہٹائی تھیں۔۔

چاہنے کے باوجود وہ اس دلفریب منظر سے اپنی آنکھوں کو محروم نہیں کر پایا تھا۔۔۔

ہنیم تیزی سے اپنا دوپٹہ سر پر جماتی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔

"آپ کو ناک کر کے آنا چاہیئے تھا۔۔۔"

انو جان نے بیٹے کو سرزنش کی تھی۔۔

جو ابھی تک اسی منظر میں کھویا ہوا تھا۔۔

"یہ لڑکی۔۔۔۔؟"

غزوان ان کی بات کو نظر انداز کرتے،ہنیم کے بارے میں کچھ پوچھنے ہی والا تھا۔۔۔ مگر زینت بیگم اسے وہیں ٹوک گئی تھیں۔۔

"آپ اس کے بارے میں بات مت کریں۔۔ آپ کا اس لڑکی سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔۔۔"

انو جان کو اچانک سے غصہ آگیا تھا۔۔ ان کا بیٹا اپنی بیوی کے بارے میں ہی کچھ نہیں جانتا تھا۔۔۔ جس لڑکی کو اس رات انتظار کی سولی پر لٹکا کر پورے خاندان کے سامنے تماشا بنا کر چلا گیا تھا۔

اور حویلی میں واپس آکر اس کے بارے میں ایک بار بھی کچھ نہیں پوچھا تھا تو اب وہ اسے ہنیم کے بارے میں ایسے کیوں بتاتیں۔۔

وہ ان کا لخت جگر تھا۔ مگر وہ اب اس کی جانب سے ہنیم کی مزید حق تلفی نہیں ہونے دینا چاہتی تھیں۔۔۔

"انو جان۔۔۔۔"

ان کے اتنے روڈ انداز پر غزوان نے حیرت سے ان کی جانب دیکھا تھا۔ وہ بہت ہی زیادہ نرم خو اور دھیمے مزاج کی خاتون تھیں۔ ان کا یہ انداز غزوان نے اپنے لیے پہلی بار دیکھا تھا۔

مگر وہ اس کی بات کو نظر انداز کرتیں وہاں سے نکل گئی تھیں۔۔

غزوان لال ہوتی آنکھوں کے ساتھ کتنے ہی لمحے وہاں کھڑا رہا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ\

ایک ہفتے بعد شادی شروع ہونی تھی۔۔۔ ہنیم ربانی ہاؤس سب سے ملنے کے بعد واپس لوٹنا چاہتی تھی۔۔۔ اور اس کیس کو نبٹانا چاہتی تھی۔ تاکہ شادی سے پہلے پہلے سب کچھ نبٹا لے ۔۔

ڈاکٹر ہما نے اسے وہ سارے ثبوت دینے کا وعدہ کیا تھا۔۔ مگر ابھی کچھ دیر پہلے اسے ڈاکٹر ہما کی ملازمہ نے کال کر کے

ان کا پیغام دیا تھا کہ وہ ایک مہینے کے لیے ملک سے باہر چلی گئی تھیں۔۔ اور انہوں نے اس کیس کے حوالے سے کسی قسم کا بھی ثبوت دینے سے صاف انکار کر دیا تھا۔۔۔

ہنیم کے لیے اس مقام پر یہ بہت بڑا دھچکا تھا۔

یہ پورا کیس ڈاکٹر ہما کے دیئے ثبوتوں پر ہی تھا۔۔۔ ہنیم جانتی تھی کہ پہلے بھی ڈاکٹر ہما کو ذاکر کیانی نے ہی لالچ دے کر خاموش کروایا تھا۔

مگر ہنیم بہت مشکل سے ان کو احساس دلا کر ان کی ممتا جگا کر انہیں وہاں تک لائی تھی۔۔ اب پھر ان کا اپنے وعدے سے پلٹ جانا۔۔

ہنیم سمجھ چکی تھی کہ اس سب میں ذاکر کیانی کا ہی ہاتھ تھا۔۔ اسی نے ڈاکٹر ہما کو دوبارہ بلیک میل کیا تھا۔۔۔

اب وہ اس شخص کو نہیں چھوڑنے والی تھی۔۔ ہنیم نے ابھی اسی وقت شہر جانے کا فیصلہ کیا تھا۔۔

"انو جان مجھے شہر جانا ہے۔۔ میرا جانا بہت ضروری ہے۔۔ پلیز روکیے گا مت۔۔۔"

ہنیم اپنا پرس اور ضروری فائل اٹھاتی انو جان اور دادی جان سے دعائیں لیتی وہاں سے نکل آئی تھی۔۔ شکر تھا کہ پیر سائیں اس وقت گھر پر نہیں تھے۔۔

ورنہ انہوں نے اسے یوں اکیلے ڈرائیور کے ساتھ نہیں جانے دینا تھا۔۔۔

"انو جان ایک ضروری کام ہے مجھے شہر جانا پڑے گا۔۔ دو دنوں تک لوٹ آؤں گا میں۔۔۔"

ہنیم کے نکلنے کے پندرہ منٹ بعد غزوان بھی نک سک سے تیار وہاں آیا تھا۔۔۔

ڈرائینگ روم میں موجود تمام خواتین نے حیرانی سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے ایسے ہی عجلت میں ہنیم نکلی تھی۔۔۔ وہ دونوں ایک ساتھ جاسکتے تھے۔۔ سب سے قریبی رشتہ انہیں دونوں کے درمیان تھا۔۔

مگر سب سے بڑی اجنبیت کی دیوار بھی انہیں کے بیچ حائل تھی۔۔

"کیا ہوگا ان دونوں بچوں کا۔۔۔ نہ پیر سائیں اپنی ضد سے ہٹیں گے، نہ غزوان۔۔۔ اور اب تو ہنیم بھی اس رشتے کو

نبھانے کے حق میں نہیں ہے۔۔۔ اللہ خیر ہی کرے۔۔۔ اس گھرانے کو مزید کسی آزمائش میں مت ڈالے۔۔۔ اے میرے پروردگار میرے بچوں کی بھلائی کے لیے کوئی اچھا فیصلہ کر۔۔ میری معصوم بچی مزید ٹوٹنی نہیں چاہیے۔۔۔ میں اسے مزید دکھی نہیں دیکھ سکتی۔۔۔ کیا منہ دکھاؤں گی اس کے مرے ماں باپ کو۔۔ کہ ان کے جگر کے ٹکڑے کو اس کے حصے کی خوشیاں نہ دے سکی۔۔"

زینت بیگم غزوان کے جانے کے بعد آنسوؤں میں ڈوبے لہجے میں بولی تھیں۔۔۔

Don't Copy Paste and Share Without My Permission

بہت مشکل سے ان کا خاندان کچھ سنبھلا تھا۔ وہ مزید کوئی نقصان برداشت نہیں کر سکتی تھیں اب۔۔۔

"اللہ خیر کرے گا بھابھی جان۔۔۔"

کسی کے پاس ان کو تسلی دینے کے لیے الفاظ نہیں تھے۔۔

کیونکہ اس بات سے تو ہر کوئی ڈرا ہوا تھا کہ آخر ان دونوں باپ بیٹے کی ضد میں کون جیتنے والا تھا۔

یہ اونٹ نجانے کس کروٹ بیٹھنے والا تھا۔۔۔ کیونکہ حالات دونوں جانے سے خراب ہی تھے۔۔

To Read My Novels Plzz Contact on My Facebook Page "Farwa Khalid Novels".

Also,Subscribe My Youtube Channel "Farwa Khalid Novels".

ان سب کو غزوان کے لوٹنے پر ایک امید تھی کہ شاید وہ ہنیم کو اپنانے کے لیے تیار ہوجایے مگر ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔۔۔

"مریم تم فکر مت کرو۔۔ میں آرہی ہوں۔۔ کچھ نہ کچھ کرلوں گی۔۔"

مریم کو بھی پتا چل چکا تھا۔۔ وہ بہت زیادہ پریشان تھی۔۔ ذاکر کیانی اسے مسلسل بلیک کررہا تھا کہ اگر وہ اس کیس سے پیچھے نہ ہٹی تو وہ اس کے اور اس کی ماں کے ساتھ ساتھ ہنیم کو بھی مار دے گا۔۔۔

مریم اپنی وجہ سے ہنیم پر مصیبت آتے نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔

جس نے سگی بہنوں سے بڑھ کر اس کا ساتھ دیا تھا۔۔

"مگر ہنیم جی وہ شخص بہت خطرناک ہے۔۔۔ وہ آپ کو۔۔۔ "

مریم ابھی بول ہی رہی تھی جب ہنیم کی جانب سے اسے فائرنگ کی آواز سنائی دی تھی۔۔

اور ساتھ ہی کال بند ہوئی تھی۔۔۔۔

ہنیم شہر کے حدود میں داخل ہو چکی تھی۔۔ وہ اپنے ڈرائیور کے ساتھ تھی۔۔

جو بہت ہی ٹرینڈ ہٹا کٹا انسان تھا۔۔۔ اسے اتنی آسانی سے ہلا پانا مشکل تھا۔۔ اسی لیے پہلے اسی ہر ہی فائر کیا گیا تھا۔۔ اس نے گاڑی کو فل سپیڈ میں وہاں سے نکالنا چاہا تھا۔۔ مگر وہ ایسا نہیں کر پایا تھا۔۔۔ کیونکہ گاڑی کے ٹائرز کو نکارہ کررہا گیا تھا۔۔۔

"بی بی جی آپ نیچے جھک جائیں۔۔۔ آپ کو گولی لگ سکتی ہے۔۔۔"

ڈرائیور کو اپنے سب زیادہ ہنیم کی فکر تھی۔۔ وہ ان کا خاندانی ملازم تھا۔۔ جس کی پشتوں نے ان کے خاندان کی خدمت کی تھی۔۔

ڈرائیور کو دو گولیاں لگ چکی تھیں۔۔۔ مگر وہ پھر بھی ان لوگوں پر جوابی وار کررہا تھا۔۔

جب اسی لمحے دو گاڑیاں ان کے اردگرد آکر رکی تھیں۔۔۔ جن میں سے نکلتے گارڈز ان کی گاڑی کی جانب بڑھتے افراد پر گولیاں برساتے انہیں وہاں سے بھاگنے پر مجبور کر گئے تھے۔۔

"شکر ہے بی بی جی اب آپ محفوظ رہیں گی۔۔۔ میر سائیں آگئے ہیں۔۔۔"

ڈرائیور غزوان کے گارڈز کو دیکھ شکر پڑھتے ہوئے بولا تھا کہ وہ اپنی بی بی کی حفاظت کرنے میں کامیاب رہا تھا۔۔

جبکہ غزوان کا نام سن کر ہنیم کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔ ایک جانب اس کا نام سننا بھی پسند نہیں کرتا تھا اور دوسری جانب اسے بچانے کے لیے فوراً آن پہنچا تھا۔۔۔

سب ملازمین اور خاندان کے زیادہ لوگ اسے میر سائیں کہہ کر ہی بلاتے تھے۔۔ ہنیم نہیں چاہتی تھی کہ وہ امیر کو دیکھ

لے اور اسے بھی پہچان جائے کہ وہ اس کے خاندان کی ہی ہے۔۔

یہ بات زیادہ چھپنے والی نہیں تھی۔۔ مگر جتنا وقت چھپ سکتی تھی وہ چھپانا چاہتے تھی۔۔۔

اس بات سے انجان کے وہ سب کچھ جانتا تھا۔۔۔

"امیر چاچا پلیز ان کے سامنے اپنی شناخت چھپا لیں ورنہ وہ مجھے بھی پہچان لے گے کہ میں کون ہوں۔۔ پلیز۔۔۔"

ہنیم کی بات پر امیر نے فوراً سر ہلا دیا تھا۔۔ ان کے ملازم بھی ساری بات سے واقف تھے۔۔۔

امیر کو اپنی معصوم سی بی بی سے بہت عقیدت تھی۔۔ جس نے بہت کم عمری بہت تکلیفیں دیکھی تھیں۔۔

اس نے اپنے سر پر بندھا صافہ اپنے چہرے پر باندھ لیا تھا۔۔۔ غزوان کے گارڈز اس کے قریب آتے اسے گاڑی سے نکالنے لگے تھے۔۔۔

ہنیم بھی گاڑی سے باہر نکلی تھی۔۔۔

جب اسے غزوان حیدر اپنی جانب آتا دکھائی دیا تھا۔۔۔

بلیک شلوار سوٹ میں ملبوس وہ اپنے چوڑے سراپے کے ساتھ بہت ہی زیادہ ڈیشنگ لگ رہا تھا۔۔

آنکھوں پر سیاہ گاگلز چڑھائے ہاتھ سے ماتھے پر آئے بالوں کو پیچھے ہٹاتا وہ مغرور انسان ہنیم کو اس کا خسارہ یاد کروا گیا تھا۔۔

کہ یہ شخص اس کا ہوتے ہوئے بھی اس کا نہیں تھا۔۔۔

"آپ ٹھیک ہیں۔۔۔"

ہنیم اس وقت کریم کلر کے لباس میں سوٹ کے ہم رنگ دوپٹے کو سر پر جمائے چہرے پر ماسک اور آنکھوں پر سن گلاسز لگائے اپنا حلیہ ایسا رکھے ہوئے تھی کہ غزوان حیدر نہ

پہچان پائے کہ وہ اس لڑکی کو اپنی حویلی میں دیکھ چکا ہے۔۔۔

لیکن یہ بھی ہنیم کی بہت بڑی بھول تھی۔۔۔

وہ اسے لاکھوں میں بھی پہچاننے کی صلاحیت رکھتا تھا۔۔۔

"جی۔۔۔ مگر آپ کی جانب سے کوشش پوری کی گئی تھی مجھے مارنے کی۔۔۔ بہت سنا تھا آپ کے بارے میں کہ بہت کامیاب وکیل ہیں آپ۔۔۔ لیکن اب اندازہ ہورہا ہے کہ کوئی بھی وکیل آپ کے خلاف کیس کیوں نہیں کرنا

چاہتا۔۔۔ آپ اپنے ہر اپوزٹ وکیل کو ایسے ہی ہراساں کرواتے ہیں۔۔۔"

ہنیم کو اس پر ویسے ہی بہت غصہ تھا۔۔۔ اب جب وہ اچانک سامنے آیا تھا تو اس نے سب نکال دیا تھا۔۔

جبکہ غزوان جو اس سے بہت اچھے سے بات کرنے اور مدد کرنے آیا تھا۔۔ اس کے الزام پر اس مغرور انسان کے بھنویں تن گئے تھے۔۔۔

اس لڑکی کی شیریں آواز سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ کون تھی۔۔

وہ اس کے سامنے انجان بننے کی کوشش کررہی تھی۔۔۔

غزوان کو اس لڑکی کی یہ ہوشیاری اچھی لگی تھی۔۔ لیکن اس کا فایدہ نہیں ہوا تھا اسے۔۔۔

"ایکسکیوزمی محترمہ آپ کو اندازہ بھی ہے آپ کیا کہہ رہی ہیں۔۔۔ میں نے آپ کی جان بچائی ہے۔۔۔ لینے کی کوشش نہیں کی۔۔"

غزوان نے اپنی گلاسز اتاری تھیں۔۔۔ اس کی مقناطیسی آنکھیں،ہنیم کے ماسک میں چھپے چہرے پر گڑھی ہوئی تھیں۔۔

"احسان مند بالکل بھی نہیں ہوں آپ کی۔۔۔ کیونکہ یہ غنڈے آپ کے کلائنٹ ذاکر کیانی نے بھیجے تھے۔۔۔ وہ اتنے دنوں سے مجھے اور میری کلائنٹ کو دھمکیاں دے رہا ہے کہ ہم اس کیس سے پیچھے ہٹ جائیں ورنہ وہ ہمیں مروا دے گا۔۔۔ ڈاکٹر ہما کے پاس سارے ثبوت موجود تھے۔۔ انہیں بھی بلیک میل کرکے ملک سے باہر بھیج دیا اس نے۔۔۔ ویسے آپ کو کیوں بتا رہی ہوں میں۔۔ آپ بھی تو اس کے ساتھ ملے ہوئے ہونگے۔۔ سارے کیس ایسے ہی تو جیتتے ہونگے آپ۔۔"

ہنیم اس پر اپنے دل کی بھڑاس نکال رہی تھی۔۔ جبکہ وہ اس کے الزامات پر اس چھوٹی سی لڑکی کو گھورنے سے زیادہ کچھ نہیں کر پایا تھا۔۔

جس کے اتنے بھڑکنے کی وجہ وہ بہت اچھے سے جانتا تھا۔۔۔

ہنیم اس کی خاموشی پر اسے غصے سے گھورتی وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

سوہائے پوری رات نہیں سو پائی تھی۔۔۔بار بار اشہب کا وہ روپ اس کے سامنے آکر اسے عجیب سے احساسات سے دوچار کر رہا تھا۔۔اسے ملازمہ سے پتا چلا تھا کہ سکندر ربانی واپس آچکے تھے۔۔۔

وہ چاہتی تو ابھی جا کر ان سے کمپلین کر سکتی تھی۔۔ان کے چہیتے کی ساری سچائی انہیں بتا سکتی تھی۔۔۔مگر وہ ایسا نہیں کر رہی تھی۔۔ کیوں نہیں کر رہی تھی یہ بات وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔۔۔

اسے شدید بخار تھا۔۔۔

کل یونی میں جو ڈرامہ ہوا تھا وہ وہاں نہیں جانا چاہتی تھی۔۔ لیکن گھر میں اکیلے رہ کر وہ مزید بے چین ہو رہی تھی۔۔۔

ملازمہ نے نیچے جا کر سکندر ربانی اور زکیہ بیگم کو بتایا بھی تھا اس کی خراب طبیعت کا۔۔ مگر دونوں میں سے کسی نے بھی اوپر آ کر پوچھنے کی زحمت نہیں کی تھی۔۔۔

سوہائے جو دنیا کے سامنے یہی بنی ہوئی تھی کہ اسے کسی بھی بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔ حقیقت تو یہ تھی کہ وہ بہت زیادہ حساس لڑکی تھی۔۔۔

جو چھوٹی سے چھوٹی بات بہت زیادہ فیل کرتی تھی۔۔۔زیادہ خطرناک بات ہی یہی تھی کہ وہ سب کچھ اپنے اندر چھپائے خود کو اندر ہی اندر ختم کر رہی تھی۔۔۔

اس کی زندگی میں کوئی ایک بھی ایسا انسان نہیں تھا جس سے وہ اپنے دل کی بات شیئر کر سکے۔۔جسے وہ دل سے اپنا مان سکے۔۔۔جسے کچھ بھی بتاتے ہوئے اسے یہ محسوس نہ ہو کہ یہ انسان سے غلط سمجھے گا۔۔۔

جس پر اسے آنکھیں بند کر کے یقین ہو۔۔۔

تیز بخار میں تپتی وہ نیچے آئی تھی۔۔۔جہاں سامنے ہی سکندر ربانی ناشتہ کرنے میں مصروف تھے۔۔۔

"بخار ہے تمہیں۔۔۔دوالی تم نے۔۔۔"

اخبار پڑھتے انہوں نے سرسری سا اسے مخاطب کیا تھا۔۔ہنیم ان کے فکر ظاہر کرتے اس انداز پر دھیرے سے مسکرا دی تھی۔۔

اسے کبھی کبھی لگتا تھا کہ اس کا خیال رکھنا اس کے ڈیڈ کی ڈیوٹی ہو۔۔جسے کبھی وہ بہت اچھے سے نبھا جاتے تھے اور کبھی لاپرواہی کے ساتھ فراموش کر جاتے تھے۔۔۔

سگے ماں باپ ایسے ہوتے تھے جیسے اس کے تھے۔۔۔وہ ہمیشہ یہی سوچتی رہتی تھی۔۔۔

"جی لے لی ہے۔۔۔"

اس نے دوا تو کیا اٹھنے کے بعد سے ایک گھونٹ پانی کا بھی نہیں بھرا تھا۔۔۔اس کے جھوٹ بولنے پر وہ اثبات میں سر ہلاتے اٹھ گئے تھے۔۔

سوہائے افسردگی سے مسکرادی تھی۔۔۔وہ انہیں بتانے والی تھی کہ ان کے رکھے ملازم نے اس کے ساتھ کیا کیا تھا۔۔۔

جن سے زیادہ تو ان کا وہ ملازم اس کا خیال رکھتا تھا۔۔

"اشہب کچھ دنوں کی چھٹیاں لے کر گیا ہے۔۔صابر اتنے دن تمہاری ڈیوٹی کرے گا۔۔۔"

جاتے جاتے یاد آنے پر پلٹ کر اسے بتاتے وہ وہاں سے نکل گئے تھے۔۔

"میری طرف سے بھاڑ میں جائے وہ۔۔۔ کبھی واپس نہ آئے۔۔۔"

سوہائے تپ کر بولی تھی۔۔۔ مگر اندر دل کے کسی خانے میں بے چینی سی بڑھی تھی۔۔

لیکن اگلے ہی لمحے وہ اپنا سر جھٹکتی روم کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

اسے حیرت ہو رہی تھی کہ سکندر ربانی نے عقیل کا نام تک نہیں لیا

تھا۔۔نہ وہ اس حوالے سے پریشان دکھے تھے۔۔

اشہب نے یہ معاملہ کیسے سنبھالا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"جیا تم مجھے یہاں کیوں لائی ہو۔۔۔؟؟میرا بالکل موڈ نہیں

ہے۔۔۔"

سوہائے کا بخار ابھی پوری طرح سے ٹھیک نہیں ہوا تھا۔۔۔جب

اس کی فرینڈ جیا اسے اپنی برتھ ڈے پارٹی میں لے آئی تھی۔۔۔

ملی نے عقیل والے واقع کے بعد سے اس سے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا۔۔۔وہ اپنے کزنز کی حرکتوں سے باخبر رہی تھی۔۔۔ کبھی اس کی سائیڈ نہیں لی تھی۔۔۔اور اب اپنے کزن کے پٹنے پر اس سے ناراض ہوگئی تھی۔۔۔ایسے ہی مخلص رشتے تھے سوہائے کی زندگی میں۔۔۔

ان مطلبی لوگوں میں اسے شدت سے اس ایک شخص کی یاد آئی تھی۔۔۔جس نے اس کا بہت خیال رکھا تھا۔۔اور اب اتنے دنوں سے نجانے کہاں غائب تھا۔۔۔اس کا اس دن والا کارنامہ یاد کرتے سوہائے کے گال تپ اٹھے تھے۔۔۔

"چھچھورا انسان۔۔۔۔۔"

سوہائے اسے بہت مس کر رہی تھی۔۔۔ مگر اس کی حرکت یاد آتے ہی دانت پیس کر رہ گئی تھی۔۔۔

"تمہارا موڈ ٹھیک ہو جائے گا دیکھنا۔۔۔ اتنی اچھی پارٹی آرگنائز کی ہے میں نے۔۔۔"

جیا بھی اس کی یونی فیلو تھی۔۔۔ وہاں اور بھی کافی لوگ آئے ہوئے تھے۔۔۔ جنہوں نے اپنی آنکھوں سے اشہب اور عقیل کی لڑائی دیکھی تھی۔۔۔ سب اس کے ارد گرد آج بھی اشہب کو ہی تلاش

کر رہے تھے۔۔۔ کہیں نہ کہیں سوہائے کے دل کی بھی یہی حالت تھی۔۔۔

مگر وہ اس بات کا اقرار اپنے سامنے کرنے سے بھی ڈر رہی تھی۔۔۔

"وہ جو آپ کے ساتھ ہوتے تھے۔۔وہ آج نہیں آئے۔۔۔"

ایک لڑکی جو اس کی کلاس فیلو ہی تھی مگر ان کے بیچ کبھی بات نہیں ہوئی تھی۔۔۔اس کے یوں آکر اشہب کے بارے میں پوچھنے پر سوہائے نے سوالیہ نگاہوں سے انہیں گھورا تھا۔۔

"ہمیں شکریہ ادا کرنا ہے ان کا۔۔۔ عقیل جیسے درندے کو ہمارے سر سے اتار کر انہوں نے بہت بڑا احسان کیا ہے ہم پر۔۔۔

آپ بہت لکی ہیں سوہائے آپ کی حفاظت کرنے والا ایک اتنا مضبوط سہارا ہے آپ کے پاس۔۔۔ آج وہ آپ کے ساتھ نہیں ہیں۔۔۔ مگر اس کے باوجود کسی لڑکے کی جرأت نہیں ہے آپ کی طرف انکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھی۔۔"

وہ لڑکیاں وہاں سے جا چکی تھیں۔۔۔ مگر سوہائے ابھی بھی انہیں باتوں میں کھوئی ہوئی تھی۔۔۔

کیک کٹنے کے بعد وہاں موجود سب کپلز ڈانس کرنا شروع کر چکے تھے۔۔۔

"سوہائے کیا ہو گیا ہے تمہیں ایسے کیوں کھڑی ہو۔۔۔ آؤ ڈانس کرتے ہیں۔۔۔"

جیا اسے ایک جانب کھڑا دیکھ کھینچ کر اپنے ساتھ لے گئی تھی۔۔۔

ڈانس فلور پر سب لوگ فل مستی میں ڈانس کر رہے تھے۔۔۔ کچھ لوگ کپلز ڈانس شروع کر چکے تھے۔۔۔ سونگ چینج ہونے پر سب کو اپنا کپل چینج کرنا ہوتا تھا۔۔۔

سب ہی بہت انجوائے کر رہے تھے۔۔۔

"آؤ نا مزا آئے گا۔۔۔۔"

جیانے اسے بھی ساتھ کھینچا تھا۔۔۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ اس کا ہاتھ ایسے ہی کسی کے ہاتھ میں دیتی۔۔۔ وہاں آتے شخص نے جیا کے ہاتھ سے سوہائے کا ہاتھ لیتے اسے اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔۔۔

سوہائے اس کی جانب کھنچی چلی گئی تھی۔۔۔ اس نے پیروں میں ہیل پہن رکھی تھی۔۔ مگر مقابل نے اسے سہارا دے کر گرنے سے بچا لیا تھا۔۔۔ نتھنوں میں گھستی اس شخص کی مسحور کن خوشبو سوہائے کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔۔۔

اس کا ہاتھ کسی اور کے ہاتھ میں جاتا برداشت نہیں کر پایا تھا وہ شخص۔۔۔۔ فورا پہنچ گیا تھا۔۔۔

اس کا یہ پوزیسو انداز اب سوہائے کو اچھا لگنے لگا تھا۔۔۔

سوہائے اس وقت بلیک کلر کی میکسی میں ملبوس بالوں کو کھلا چھوڑے ہوئے تھی۔۔۔

اشہب نے ڈانس کرتے اس کی کمر میں بازو حمائل کرتے اسے خود سے قریب کیا تھا۔۔۔

"ڈھنگ کا لباس نہیں پہن سکتیں آپ۔۔۔ دوپٹہ کہاں ہے آپ کا۔۔۔"

اس کے کان کے قریب سرگوشی کرتے اشہب نے اپنی گرم سانسیں چھوڑی تھیں۔۔۔

وہ اس کی خوشبو کو دھیرے دھیرے اپنی سانسوں میں اتار رہا تھا۔

"نہیں پہن سکتی۔۔۔ تمہیں کیا تکلیف ہے۔۔۔"

سوہائے اس کے اتنے دن غائب رہنے کی وجہ سے شدید غصہ تھی اس پر۔۔اس لیے کافی بدلحاظی سے بولی تھی۔۔۔ جس پر اشہب نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔اس وقت وہاں لائٹس بہت کم تھیں۔۔۔سب لوگ آپس میں ہی مگن تھے۔۔۔جب اشہب اسے اپنی بانہوں میں اٹھاتا اسے کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیئے بغیر وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے تم مجھے کیوں لے کر آئے اس طرح۔۔۔۔"

اشہب نے جیسے ہی اسے گاڑی کے پاس آکر اتارا۔۔۔سوہائے چلا اٹھی تھی۔۔۔

"تاکہ آپ کو ڈھنگ کے کپڑوں کی شاپنگ کرواسکوں۔۔۔۔"

اشہب نے اس کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا۔۔۔

"تم مجھے شاپنگ کرواؤ گے۔۔۔۔تمہاری اتنی اوقات ہے۔۔۔؟؟"

سوہائے تپ کر بولی تھی۔۔۔وہ غصے میں اس کے بالکل مقابل آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔اس کی نگاہیں بھٹک کر اس کے زخمی بازو پر جارہی تھیں۔۔۔مگر وہ شرٹ کے پیچھے اس کا زخم نہیں دیکھ پائی تھی۔۔۔اس کا دل اس شخص کے لیے دھڑکنے لگا تھا۔۔۔وہ ایسا

نہیں چاہتی تھی۔۔۔وہ خود کو کسی انسان سے وابستہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

مگر یہ شخص اتنے دن اس کے پاس نہ ہونے کے باوجود اس کے دل و دماغ سے نہیں نکل پایا تھا۔۔۔اس دن وہ جس طرح اس کے قریب آیا تھا۔۔اور اب اس کا استحقاق جماتا انداز۔۔۔سوہائے کو کچھ عجیب سا ہی محسوس ہو رہا تھا۔۔۔۔

وہ اس شخص کے ہر ہر انداز کی دیوانی ہو رہی تھی۔۔۔اس لیے اپنی کیفیت پر خود سے ہی سب ہوتی وہ اس سے بدتمیزی کرنے لگی

تھی۔۔مقابل اس کی کیفیت سمجھ رہا تھا۔۔اس لیے خاموشی سے اس کا یہ رویہ برداشت کر رہا تھا۔۔۔

"اوقات کی بات مت کریں۔۔۔میری اوقات جاننے کے بعد آپ کے ہوش اڑ جائیں ہیں۔۔۔۔"

اشہب درمیانی فاصلہ ختم کرتا اس کے مزید قریب ہوا تھا۔۔۔اس لڑکی کی آنکھوں میں ٹھہری نمی اسے بے چین کر رہی تھی۔۔۔ سوہائے کی آنکھیں ہمیشہ ایسے ہی اداس رہتی تھیں۔۔۔جیسے ساری زندگی کی تھکن ان میں سمیٹ رکھی ہو۔۔۔وہ لڑکی تنہا رہتے

رہتے تھک چکی تھی۔۔پر وہ کسی پر بھروسہ بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔

"بتاتے کیوں نہیں ہو۔۔کون ہو تم۔۔۔؟"

سوہائے اس کا گریبان دونوں مٹھیوں میں جکڑتے اپنا چہرا اس کے چہرے کے بہت قریب کرتے بے قراری سے بولی تھی۔۔۔

"کیوں جاننا چاہتی ہیں میرے بارے میں۔۔۔؟ ایک عام سے ڈرائیور کے بارے میں جاننے کی اتنی بے قراری کیوں ہے۔۔۔۔؟"

وہ شخص اسے آزما رہا تھا۔۔۔

"تم عام نہیں ہونا۔۔۔خاص ہو بہت۔۔۔۔۔"

سوہائے تھکن آمیز لہجے میں کہتی اس کے کندھے پر اپنا سر ٹکا گئی تھی۔۔۔

"آپ کے لیے بھی خاص ہوں کیا۔۔۔؟؟"

اس کے بالوں پر اپنے لب رکھتے اشہب نجانے کیا جاننا چاہتا تھا۔۔۔

"ہاں بہت۔۔۔بہت خاص ہو تم۔۔۔ مگر جانتی ہوں تم بھی مجھے دھوکا دو گے۔۔۔۔اگر دھوکا ہی دینا ہے تو پلیز ابھی نکل جاؤ میری زندگی سے۔۔۔اگر آگے جا کر تم نے مجھے چھوڑا تو سہہ نہیں پاؤں

گی۔۔۔پہلے سے بھی کہیں زیادہ بدترین سوہائے بن جاؤں

گی۔۔۔ تم جس مقصد کے لیے بھی آئے ہو لوٹ جاؤ۔۔۔"

سوہائے بول رہی تھی۔۔۔ جبکہ اشہب ساکت سا کھڑا اسے سن رہا

تھا۔۔۔ کاش وہ اس مقام پر کہہ پاتا کہ وہ کسی مقصد کے تحت نہیں

آیا۔۔۔ مگر وہ ایسا نہیں بول پایا تھا۔۔۔ اس نے سختی سے اپنی

آنکھیں میچ لی تھیں۔۔

وہ جو کانٹریکٹ کر کے آیا تھا۔۔۔ اس کی بنیاد پر یہ لڑکی اس کی نہیں

تھی۔۔۔ اشہب کا دل بہت بری طرح سے مسلا جا چکا تھا۔۔۔

جبکہ دوسری جانب اس کی اس خاموشی پر سوہائے بہت کچھ سمجھ گئی تھی۔۔۔وہ اشہب سے دور ہوئی تھی۔۔۔ایک تلخ نگاہ اس پر ڈالتی گاڑی میں جا بیٹھی تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں کی اذیت مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ہنیم حیرت زدہ سی اپنی جگہ پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔اور پھٹی پھٹی آنکھوں سے سامنے ٹیبل پر رکھے پیپرز کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

Don’t Copy Paste and Share Without My Permission

اس کے سامنے بیٹھی مریم کی بھی کچھ ایسی ہی حالت تھی۔۔ ذاکر کیانی نے اپنا جرم تسلیم کر لیا تھا کہ اس نے مریم کو دھوکا دیا تھا۔۔۔ وہ بچہ مریم کا ہی تھا۔۔اس نے کیسے تمام گواہان کو بلیک میل کیا تھا۔۔وہ سب بتا دیا تھا اس نے۔۔

وہ بچہ کی کسٹڈی مریم کو دینے کے لیے تیار تھا۔۔۔

یہ کایا پلٹ اچانک سے کیسے ہوئی تھی۔۔ان دونوں کو یقین نہیں آ رہا تھا۔۔۔

To Read My Novels Plzz Contact on My Facebook Page “Farwa Khalid Novels”.

Also,Subscribe My Youtube Channel “Farwa Khalid Novels”.

ہنیم نے غزوان کو جیسے ہی غصے میں وہ ساری سچائی بتائی اس کے بعد غزوان کو ذاکر کے منہ سے وہ سب اگلوانے میں یہ وقت نہیں لگا تھا۔۔۔

جس کے بعد غزوان کی دہشت کے آگے ذاکر بھی نہیں ٹک پایا تھا۔۔۔اس نے اسی وقت اپنا جرم قبول کر لیا تھا۔۔۔اور اس کیس میں عدالت کا وقت برباد کرنے اور بلیک میلنگ کے جرم میں اسے پانچ لاکھ جرمانہ اور دو مہینے جیل کی سزا کاٹنی تھی۔۔

غزوان حیدر نے بہت ہی ہوشیاری کے ساتھ اپنا ریکارڈ خراب ہونے دیئے بغیر اس کیس کو خود ہی ختم کروا دیا تھا۔۔

ہنیم کو اس شخص کی چالاکی پر بے پناہ غصہ آرہا تھا۔۔اسے اب سمجھ آرہا تھا کہ لوگ کیوں کہتے تھے کہ غزوان حیدر کبھی جیتنے نہیں دیتا تھا۔۔وہ کیس کو ایسے گھماتا تھا کہ اگلا بندہ بھی گھوم جاتا تھا۔۔

جیسے اس وقت،ہنیم گھومی ہوئی تھی۔۔۔

"یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔۔۔میں آپ کا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گی۔۔۔آپ بہت سٹرانگ ہیں۔۔۔ایک لڑکی کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔۔۔بہت کچھ سیکھنے کو ملا ہے مجھے آپ سے۔۔۔ میں بھی اپنی لائف میں ایسے ہی سٹرانگ بنوں گی اب۔۔۔"

مریم اس سے ملتی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔اس کی ماں کی کال آئی تھی۔۔اس کے بیٹے کو اسکے گھر پر پہنچا دیا گیا تھا۔۔

جبکہ ہنیم گم صُم سی بیٹھی ہوئی تھی۔۔

وہ نہیں چاہتی تھی کوئی بھی لڑکی اس کے جیسے بنے۔۔۔

جسے اس کا شوہر قبول کرنے کو تیار نہ ہو۔۔

نمی سی ہنیم کی آنکھوں میں آن ٹھہری تھی۔۔۔

یہ سارے معاملات طے پاتے شام کے چھ بج چکے تھے۔۔اسے کل واپس لوٹنا تھا۔۔۔کل تو کیا وہ آج بھی اتنی لیٹ ہو چکی تھی۔۔

باہر موسم بہت زیادہ خراب تھا۔۔۔

کسی بھی وقت بارش ہو سکتی تھی۔۔۔اس کے پاس اتنا قابلِ اعتبار ڈرائیور بھی نہیں تھا کہ جس کے ساتھ وہ گاؤں واپس جا سکے۔۔

شہر سے وہاں تک پانچ گھنٹوں کا سفر تھا۔۔۔شادی کے فنکشنز آج سے شروع ہو چکے تھے۔۔۔جس میں وہ لازمی شرکت کرنا چاہتی تھی۔۔کیونکہ سمیعہ اس کی بہت اچھی دوست تھی۔۔۔ہنیم کو کچھ سمجھ نہ آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔۔۔

جب انو جان کی کال آئی تھی اسے۔۔۔۔

"انو یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔۔میں ان کے ساتھ نہیں آؤں گی۔۔۔بالکل بھی نہیں۔۔۔"

زینت بیگم نے اسے کال کر کے جو بات کہی تھی۔۔وہ کرنٹ کھاتے اپنی جگہ سے اچھل پڑی تھی۔۔۔

غزوان بھی ابھی نکل رہا تھا۔۔۔انو چاہتی تھیں کہ وہ اکیلے آنے کے بجائے اس کے ساتھ آجائے۔۔۔

"ہنیم بیٹا آپ کی حفاظت پر کوئی کمپرومائز نہیں کر سکتے ہم۔۔باقی سب بچے گھر پر ہی ہیں۔۔۔یہاں سے اگر آپ کو لینے کوئی آیا تو اسے وہاں پہنچنے میں ہی رات ہو جانی ہے۔۔۔آپ کو میر کے ساتھ

ہی آنا ہو گا۔۔۔اور ایک اہم بات۔۔میر آپ کے بارے میں سب جانتا کہ آپ کون ہو۔۔اس لیے اب کوئی وجہ بچتی نہیں ہے اس سے چھپنے کے لیے۔۔۔"

زینت بیگم نے آخر میں بہت ہی تسلی کے ساتھ اس کے سر پر بم پھوڑا تھا۔۔۔

"کیا۔۔۔؟؟یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ۔۔۔؟؟کس نے بتایا انہیں۔۔۔؟"

ہنیم اتنے زور سے چلائی تھی کہ زینت بیگم کو اپنے کان سے موبائل ہٹانا پڑا تھا۔۔۔

"وہ پہلے دن سے جانتا ہے ہنی۔۔۔جب تم اس کے سامنے کورٹ کے روم میں بے ہوش ہوئی تھی تب سے جانتا ہے وہ۔۔۔ تم اچھے سے جانتی ہو غزوان کو۔۔۔اس سے کچھ بھی چھپانا اتنا آسان نہیں ہے۔۔۔ تم نے اس سے چھپائے رکھا تو اس نے بھی تمہارے سامنے ویسے ہی بی ہیو کیا۔۔ پیر سائیں بھی نہیں چاہتے کہ تم اکیلی آؤ۔۔۔"

زینت بیگم آخر میں اسے پیر سائیں کا حوالہ دیتیں کال کاٹ گئی تھیں۔۔۔

وہ اچھے سے جانتی تھیں کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے وہ اپنے تایا جان کی بات نہیں ٹالتی تھی۔۔۔

کال کٹ چکی تھی۔۔ مگر ہنیم ابھی بھی فون کان سے لگائے ساکت سی بیٹھی تھی۔۔۔اس کے اندر عجیب سی توڑ پھوڑ شروع ہو چکی تھی۔۔۔ غزوان اس کے بارے میں سب کچھ جانتے ہوئے بھی اعظم ربانی کے سامنے اسے دوبارہ ٹھکرا گیا تھا۔۔

کیا وہ اب بھی اس کے معیار کی نہیں تھی۔۔۔

کیا کرتی وہ ایسا کہ وہ اس شخص کے معیار کے مطابق آ جاتی۔۔

ہنیم کی آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے تھے۔۔

اس نے غزوان کو بے وقوف بنانا چاہا تھا۔۔۔ مگر اس شخص نے تو ایک بار پھر سے اسی کا مذاق بنا دیا تھا۔۔۔۔

"کیوں۔۔۔؟؟ آخر کیوں ہیں آپ اتنے بے رحم۔۔۔؟"

ہنیم نے ہاتھ مارتے ٹیبل پر رکھی ساری چیزیں نیچے گرا دی تھیں۔۔۔

اسی لمحے دروازے پر ناک ہوا تھا۔۔۔ وہ چہرا دونوں ہاتھوں میں گرائے کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔

"غزوان سر آپ کا انتظار کر رہے ہیں باہر۔۔۔ وہ گاؤں کے لیے نکلنے لگے ہیں۔۔۔"

غزوان کی اسسٹنٹ خوشبو نے آکر اسے بتایا تھا۔۔۔اور ایک اچٹتی نظر اس کے بکھرے کمرے پر بھی ڈالی تھی۔۔

"انہیں بتائیں میں آرہی ہوں۔۔۔"

ہنیم نے چہرا اٹھا کر بہت ہی تحمل سے جواب دیا تھا۔۔

وہ جانتی تھی کہ غزوان صرف اسی لیے اسے لے جانے کے لیے مانا تھا کہ وہ سمجھ رہا تھا ہنیم اس کے ساتھ جانے سے انکار کردے گی۔۔

مگر وہ اس شخص کو اتنی آسانی سے بخشنے والی نہیں تھی۔۔اب وہ اس سے اپنی اذیت کا بدلہ لے کر اسے بھی اذیت کا شکار کرنے والی تھی۔۔۔

ہنیم اپنا پرس اور موبائل اٹھاتی چہرے سے آنسوؤں کو خشک کرتی باہر نکل آئی تھی۔۔

جہاں وہ گاڑی میں بیٹھا اس کا منتظر تھا۔۔۔ہنیم کے گاڑی کے قریب جاتے ہی باہر کھڑے گارڈ نے اس کے لیے فرنٹ ڈور اوپن کیا تھا۔۔

مگر، منیم بیک ڈور اوپن کرتی غزوان حیدر کے ساتھ بیٹھنے کے بجائے پیچھے بیٹھنے کو ترجیح دے گئی تھی۔۔۔اب دیکھنے میں ایسے لگ رہا تھا کہ وہ اس کا ڈرائیور ہے۔۔۔

غزوان نے اس کی اس حرکت پر بنا کوئی تاثر دیئے گاڑی آگے بڑھا دی تھی۔۔

گارڈز کی دو گاڑیاں ان کے پیچھے ہی تھیں۔۔۔ان کے گاؤں کا راستہ بہت زیادہ خطرناک تھا۔۔اس لیے وہ رات کے سفر میں تو لازمی اپنے ساتھ گارڈز رکھتے تھے۔۔۔یہ اعظم ربانی کی خصوصی ہدایت تھی سب کو۔۔۔

ہنیم آنکھیں موندے سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے ہوئے تھی۔۔

جبکہ غزوان خاموشی سے ڈرائیو کر رہا تھا۔۔جب ہنیم کو اپنے چہرے پر کسی کی نگاہوں کی تپش محسوس ہوئی تھی۔۔

اس نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔مگر غزوان اس کی جانب سے لاپرواہ بنا خاموشی سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔۔

ہنیم کو عجیب سا محسوس ہوا تھا۔۔۔

اس کی عادت تھی گاڑی میں سونے کی۔۔

اور اتنی خاموشی اور بورنگ سفر میں تو نیند آنی ہی تھی۔۔

وہ پھر سے آنکھیں موند گئی تھی۔۔جب گاڑی رکی تھی۔۔

"میں چائے پینے جارہا ہوں۔۔۔اگر آپ کو بھی پینی ہے تو باہر آجائیں۔۔۔"

بیک ویو مرر سے اس کی جانب دیکھ کر اسے مخاطب کرتا وہ گاڑی سے نکل گیا تھا۔۔۔وہ سر پیچھے رکھے ہوئے تھی۔۔ جس کی وجہ سے اس کی گردن سے دوپٹہ ڈھلک گیا تھا۔۔دودھیا گردن کے بالکل وسط میں چمکتا تل غزوان حیدر کی نگاہوں میں آگیا تھا۔۔۔

اسے عجیب سا محسوس ہونے لگا تھا اس لیے وہ گاڑی سے باہر نکل آیا تھا۔۔۔

وہ ہمیشہ سے بہت ضدی اور مغرور انسان تھا۔۔۔اس کی نیچر ہی ایسی تھی۔۔۔گھر میں ہر جانب سے ملنے والی محبت نے اسے زیادہ مغرور بنا دیا تھا۔۔وہ منتوں مرادوں سے پیدا ہونے والا اعظم ربانی کا اکلوتا لاڈلا بیٹا تھا۔۔۔

جس کی آج تک ہر بات سنی جاتی تھی۔۔۔ان کے خاندان کے اثاثے بہت زیادہ تھے۔۔۔کبھی کسی کو جاب کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی تھی۔۔۔نہ اعظم ربانی اس حق میں تھے۔۔

مگر غزوان کے شوق کے آگے اعظم ربانی بھی کچھ نہیں بول پائے تھے۔۔۔ لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ ان کی دی گئی یہ اجازت ان کے لیے کتنا بڑا پچھتاوا بن جائے گی۔۔۔

ان کے خاندان کی جانی دشمن راحیلہ بائی ان کے بھائی کی طرح ان کے بیٹے کو بھی ان سے دور کر دے گی۔۔راحیلہ بائی ایک طوائف تھی۔۔جو عالم ربانی کے والد اور اعظم ربانی سے چھوٹے قاسم ربانی کی محبت میں گرفتار ہوئی تھی۔۔۔

قاسم ربانی بھی اسے چاہتے تھے۔۔۔ مگر اپنے بڑے بھائی اعظم ربانی کے سخت اصولوں کی وجہ سے اس سے شادی نہیں کی

تھی۔۔۔عزت بھری زندگی گزارنے کا راحیلہ کا سپنا وہیں ٹوٹ گیا تھا۔۔۔

اعظم ربانی کے الفاظ اسے آج بھی یاد تھے۔۔۔وہ گندی نالی کا کیڑا تھی جس کی ان کے معتبر خاندان میں کوئی جگہ نہیں تھی۔۔راحیلہ قاسم ربانی کو سچے دل سے چاہتی تھی۔۔

اس عورت سے اس کے پیار کو چھینا گیا تھا۔ جس کے قصورواروں کو اس نے آج بھی معاف نہیں کیا تھا۔۔

قاسم ربانی نے اپنے بھائی کے کہنے پر صائمہ بیگم سے شادی کرلی تھی۔۔جو بہت ہی پیاری اور سلجھی ہوئی خاتون تھیں۔۔اور قاسم ربانی سے بہت زیادہ محبت کرتی تھیں۔۔

قاسم ربانی کا رویہ صائمہ بیگم کے ساتھ ٹھیک تھا۔ لیکن وہ بھی دل سے راحیلہ کو ہی چاہتے تھے۔۔۔

وہ اسے بھول نہیں پائے تھے۔۔ مگر اپنی محبت کو حاصل کرپانے کی ہمت نہیں کرپائے تھے۔۔ان میں بغاوت کرنے کا حوصلہ نہیں تھا۔۔ لیکن وہ اندر ہی اندر اس بات ختم ہورہے تھے۔۔

اپنی بزدلی اور محبت میں ناکامی نے انہیں ڈپریشن کا شکار کر دیا تھا۔۔

وہ عورت جسے وہ اپنی عزت بنانا چاہتے تھے۔۔وہ کوٹھے کی زینت بن کر جینے پر مجبور ہو گئی تھی۔۔

وہ اسے تحفظ نہیں دے پائے تھے۔۔یہ گلٹ انہیں ہر روز نئی اذیت میں مبتلا کر دیتا تھا۔۔

راحیلہ بائی سے اس کی محبت ہمیشہ کے لیے چھن گئی تھی۔۔

جس کا قصوروار وہ اعظم ربانی کو مانتی تھی۔۔کیونکہ اعظم ربانی نے ہی اپنی قسم دے کر قاسم کو راحیلہ سے دور رہنے پر مجبور کیا تھا۔۔

راحیلہ نے کئی بار اعظم ربانی کو دھمکیاں بھی دی تھیں۔۔ان کی منتیں کی تھیں۔۔ مگر اعظم ربانی نہیں مانے تھے۔۔۔کیونکہ وہ اچھے سے جانتے تھے کہ راحیلہ ان کے خاندان کو تباہ کر دے گی۔۔۔وہ ان کے خاندان پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کبھی نہ مٹنے والا داغ بن جائے گی۔۔

قاسم ربانی نشے کے عادی ہو گئے تھے۔۔۔

جس بارے میں اعظم ربانی بالکل بے خبر تھے۔۔۔

انہیں اس بات کی خبر اس دن ہوئی تھی۔۔جب الکوحل بہت زیادہ مقدار میں پینے کی وجہ سے قاسم ربانی اپنی زندگی گنوا بیٹھے تھے۔۔۔

ان کے شہر والے گھر سے ان کی لاش ملی تھی۔۔۔ملازمین انہیں فوری طور پر ہاسپٹل لے کر گئے تھے۔۔۔ مگر تب تک دیر ہو چکی تھی۔۔۔

اعظم ربانی اور باقی سب گھر والوں کے لیے یہ خبر کسی قیامت سے کم نہیں تھی۔۔۔صائمہ بیگم تو ہوش کھو بیٹھی تھیں۔۔۔

ان کے لیے یہ صدمہ بہت شدید تھا۔۔۔

وہ شدید بیمار رہنے لگی تھیں۔۔اور کچھ ہی مہینوں بعد وہ بھی اپنے معصوم بچوں کو روتا چھوڑ دنیا سے کوچ کر گئی تھیں۔۔

عالم ربانی اور خنساء ربانی کے سر سے باپ کے باپ ماں کا سایہ بھی اٹھ گیا تھا۔۔۔عالم تب تھوڑا بہت سمجھدار تھا۔۔۔اسے خاندان میں ہوتی اپنے باپ کے حوالے سے باتیں پتا لگنے لگی تھیں۔۔۔۔اس نے اپنے باپ کو اپنے تایا کے سخت فیصلوں کی وجہ سے کھویا تھا۔۔۔

اس دن سے وہ اعظم ربانی سے دور ہوتا چلا گیا تھا۔۔۔

صائمہ بیگم اپنی زندگی میں ہی خنساء کا نکاح ہنیم کے بڑے بھائی سفیر سے کر گئی تھیں۔۔۔۔

اس لیے عالم خنساء اور سفیر کی شادی کو نہیں روک پایا تھا۔۔خنساء سفیر سے محبت بھی کرتی تھی۔۔

اس لیے وہ زیادہ مجبور ہو گیا تھا۔۔

مگر اپنے باپ کی طرح سفیر نے بھی اس کی بہن کی زندگی کو اذیت سے بھر دیا تھا۔۔۔اسی وجہ سے عالم اب ربانی ہاؤس والوں کی صورت دیکھنے کو بھی تیار نہیں تھا۔۔۔

عالم یہی سمجھتا تھا کہ اگر اعظم ربانی اس کے باپ پر زور زبردستی نہ کرتے تو اتنی زندگیاں برباد نہ ہوتیں۔۔

اعظم ربانی خود بھی اپنے بھائی کو کھونے کے بعد اندر سے ٹوٹ چکے تھے۔۔۔انہیں بھی اب پچھتاوا ہو رہا تھا کہ اس سے بہتر تو وہ اس عورت کو ہی اپنے خاندان میں قبول کر لیتے تو اپنے بھائی کو تو نہ کھوتے۔۔۔

وہ اب غزوان پر اتنی سختی اسی لیے نہیں کر رہے تھے۔۔۔

مگر انہیں اپنے بیٹے پر بھی پورا یقین تھا کہ وہ نفس کا کمزور بالکل بھی نہیں ہے۔۔۔

قاسم ربانی کے مرنے کے بعد بھی راحیلہ بائی اپنا بدلہ نہیں بھول پائی تھی۔۔

اس کی ساری زندگی کوٹھے پر گزری تھی۔۔۔ جس کا زمہ دار وہ اعظم ربانی کو سمجھتی تھی۔۔۔

وہ اعظم ربانی کے خاندان کو برباد کرنا چاہتی تھی۔۔ جس کے لیے وہ کچھ بھی کرنے کو تیار تھی۔۔۔ وہ پہلے ہی اس خاندان کا ایک نقصان کر چکی تھی۔۔۔

اب اعظم ربانی کے اکلوتے بیٹے کو ان سے چھین کر مزید نقصان کرنا چاہتی تھی۔۔

اسے ربانی ہاؤس کی ساری خبریں رہتی تھیں۔۔۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ غزوان حیدر کو نشانہ بنائے گی۔۔۔ اس کے دو اہم ٹارگٹ عالم

اور غزوان ہی تھے۔۔ مگر عالم اس کے بارے میں کافی کچھ جانتا تھا۔۔۔اس لیے اسے اپنے جال میں پھنسانا بہت مشکل تھا۔۔

اس نے اپنی ایک بہت ہی ٹرینڈ لڑکی زویا کو غزوان کے پیچھے لگایا تھا۔۔جو غزوان کو کافی حد تک اپنی محبت کے جال میں پھنسانے میں تو کامیاب نہیں ہوئی تھی۔۔۔ مگر اس سے تھوڑی بہت دوستی کر کے۔۔۔وہ اعظم ربانی کے سامنے یہ ظاہر کرنے میں کامیاب ہو چکی تھیں۔۔ کہ غزوان ان کے کنٹرول میں آچکا تھا۔۔

جیسے ہی اعظم ربانی کو اس بارے میں پتا چلا انہوں نے فوراً غزوان کو حویلی واپس بلا کر اس کا نکاح زبردستی ہنیم سے کروا دیا تھا۔۔۔

غزوان حیدر کو زویا کو صرف اپنے دوست کی حد تک مانتا تھا۔۔۔وہ اپنے بابا کی ان سیکیورٹی سمجھتا تھا۔۔ مگر ان کا اسے یوں ایک دم بے اعتبار کر کے زبردستی نکاح کا حکم تھوپنا اسے بھی ضد دلا گیا تھا۔۔۔

اس نے بھی دوہری ضد اور غصے کا شکار ہونے کے ساتھ ساتھ کسی اور ریزن کو بھی سامنے رکھتے نکاح تو کر لیا تھا مگر ایک بات سوچ رکھی تھی اس نے کہ وہ اس لڑکی کو کبھی نہیں اپنائے گا۔۔۔

اس نکاح کا ایک بہت بڑا ریزن اسفر ربانی بھی تھا۔۔ جو کبھی غزوان کا سب سے قریبی دوست ہوا کرتا تھا۔۔۔

مگر کچھ ایسا ہوا تھا کہ جس نے غزوان کو اسفر سے اس قدر متنفر کر دیا تھا کہ وہ اس کی صورت دیکھنے کا بھی روادار نہیں تھا۔۔۔

غزوان کے، ہنیم سے نکاح کرنے کے بعد۔۔۔ اسفر بھی غزوان کا دشمن بن چکا تھا۔۔۔ مگر غزوان کو اس کی بالکل بھی پرواہ نہیں تھی۔۔۔

اسفر نے اسے یہی بتا رکھا تھا کہ، ہنیم اور وہ دونوں ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے ہیں۔۔ غزوان چاہتا تو آرام سے، ہنیم کا نکاح اسفر سے کروا دیتا۔۔ مگر کچھ ایسا ہوا تھا کہ وہ اسفر کو اس کی محبت دینے کے بجائے اس سے چھین چکا تھا۔۔

اور خود بھی اس لڑکی کو اپنانے کے لیے تیار نہیں تھا۔

ہنیم ربانی غزوان حیدر سے محبت کرتی تھی۔۔۔

اس بات سے ہر کوئی واقف تھا۔۔۔ کہیں نہ کہیں اسفر بھی۔۔۔

مگر ایک غزوان ہی تھا جو بے خبر پھر رہا تھا۔۔

زینت بیگم نے اسے کئی بار غزوان کو چھپ چھپ کر دیکھتے پکڑا تھا۔۔۔ تبھی انہیں یہ بات پتا چلی تھی۔۔۔

غزوان ملک چھوڑنے سے پہلے زویا کو بھی چھوڑ چکا تھا۔۔۔ اسے زویا کی اصلیت پتا چل گئی تھی۔۔۔

اسے کبھی کوئی لڑکی اس انداز کی پسند ہی نہیں آئی تھی کہ اس کا دل اس لڑکی سے شادی کی خواہش کرتا۔۔۔

لیکن ہاں یہ لڑکی جو اس کے نکاح میں تھی۔۔ یہ ضرور اس کی ضد تھی جسے وہ بالکل بھی اپنانا نہیں چاہتا تھا۔۔ اور نہ کسی کے لیے چھوڑنا چاہتا تھا۔۔

مگر پاکستان واپس لوٹنے کے بعد جس طرح یہ لڑکی اس کے سامنے آئی تھی۔۔۔ اس چیز نے اسے کافی کنفیوز کر کے رکھ دیا تھا۔۔

وہ اس کے بارے میں سوچنا نہیں چاہتا تھا مگر بار بار اسے دیکھ کر اپنے حواس کھو کر اس کی بانہوں میں گرتی وہ غلافی بھیگی پلکوں والی لڑکی اس کی نگاہوں کے سامنے آن ٹھہرتی تھی۔۔

وہ اب بھی اپنی ضد پر قائم تھا۔۔اسے اپنانا نہیں چاہتا تھا۔۔۔

لیکن وہ اس بات سے بھی پریشان تھا کہ وہ شیریں لب و لہجے والی معصوم سی لڑکی اس کے تصور سے نکلتی ہی نہیں تھی۔۔

اس دن انوجان کے کمرے میں جو اس کا حسین روپ دیکھا تھا وہ تو جیسے نگاہوں میں گھر کر کے رہ گیا تھا۔۔

اور کل اس کا غصے میں وہ ساری باتیں سنانا۔۔۔یہاں اگر کوئی اور وکیل ہوتا تو غزوان اب تک اس کا کیریئر تباہ کر کے رکھ دیتا۔۔۔ مگر ہنیم کے ساتھ وہ اتنی رعایت کیوں برت گیا تھا۔۔۔اسے سمجھ نہیں آیا تھا۔۔۔

اس وقت بھی وہ وہاں ایک ڈھابے نما بہت ہی خوبصورت ہوٹل پر بیٹھا چائے پی رہا تھا۔۔ مگر اس کا سارا دھیان گاڑی کی جانب تھا۔۔ جہاں سے وہ نہیں نکلی تھی۔۔۔

چائے ختم کرنے کے بعد وہ گاڑی میں آن بیٹھا تھا۔۔۔جب وہ اسے فون پر کسی سے بات کرتی نظر آئی تھی۔۔۔اس کے چہرے سے ماسک اترا ہوا تھا۔۔بات کرتے ہوئے وہ بار بار مسکرا رہی تھی۔۔

غزوان کا دھیان نہ چاہتے ہوئے بھی اسی کی جانب گیا تھا۔۔۔

"آپ نے بتایا کیوں نہیں کہ آپ کل آ رہے ہیں۔۔۔ ابھی انو جان نے بتایا ہے۔۔۔"

ہنیم نے نروٹھے لہجے میں پوچھا تھا۔۔۔پھر اگلے ہی لمحے دوسری جانب سے بات سنتے وہ کھلکھلا کر ہنسی تھی۔۔دل میں اترتے کھنکھتے مدھر سے ساز جیسی۔۔۔

"آپ مجھے سرپرائز دینا چاہتے تھے۔۔۔ مگر انو جان نے آپ کا سرپرائز خراب کر دیا۔۔۔"

ہنیم کو اپنی ہنسی پر قابو پانا مشکل ہوا تھا۔۔۔ یہ کون تھا جس سے وہ اتنی خوش ہو کر بات کر رہی تھی۔۔

غزوان سوچ کر رہ گیا تھا۔۔۔ کل کس نے آنا تھا۔۔۔

"اوہ کل تو اسفی نے آنا ہے۔۔۔۔"

یہ نام دماغ میں آتے ہی غزوان کا چہرے پر ناگواری پھیل گئی تھی۔۔۔

جو پہلے ایک دوسرے کے لیے بھائیوں سے بھی زیادہ محبت رکھنے والے دوست ہوا کرتے تھے۔۔

اب ان کی اس دشمنی سے پورا خاندان واقف تھا۔۔ جس کی وجہ آج تک کوئی نہیں جان پایا تھا۔۔۔ اسفی کچھ دنوں کے لیے کراچی گیا ہوا تھا۔۔۔ اس کے کچھ دنوں بعد واپس آنے پر یہ لڑکی اتنی خوش ہو رہی تھی۔۔۔

وہ اس کی گاڑی میں بیٹھی اس شخص سے بات کر رہی تھی۔۔۔

غزوان حیدر اپنی اشتعال انگیزی پر قابو نہیں رکھ پایا تھا۔۔

غزوان نے اچانک سے گاڑی کو زور دار بریک لگائی تھی۔۔۔بریک اتنی زور دار تھی کہ ہنیم کا سر اس کی سیٹ کی پشت سے ٹکرایا تھا۔۔

موبائل اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گرا تھا۔۔۔

"آہ۔۔۔"

ہنیم کا سر بہت زور سے لگا تھا۔۔۔درد کے مارے اس کے ہونٹوں سے کراہ نکلی تھی۔۔۔

اس کی کراہ پر غزوان نے پلٹ کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔اسی لمحے ہنیم نے بھی آنسوؤں بھری آنکھیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اس کا ماتھا لال ہو رہا تھا۔۔۔غزوان کو بے اختیار اپنی حرکت پر ندامت ہوئی تھی۔۔۔

"تم ٹھیک ہو۔۔۔۔؟"

اس نے ہنیم سے پوچھا تھا۔۔۔جو اس کی بات کا جواب دینے کے بجائے بے قراری سے اپنا موبائل ڈھونڈ رہی تھی۔۔

غزوان کو آگ لگی تھی۔۔۔

"میں نے کچھ پوچھا ہے تم سے۔۔۔؟؟"

غزوان نے دوبارہ مخاطب کیا تھا اسے۔۔۔۔مگر ہنیم ایسے ظاہر کر رہی تھی جیسے کچھ سنا ہی نہ ہو۔۔۔

میر غزوان حیدر تو ویسے ہی خود کو اگنور کیے جانا سخت غصہ دلا دیتا تھا۔۔۔

وہ گاڑی سے نکلتا۔۔۔ہنیم کی سائیڈ کا دروازہ کھولتا اس کے پاس آن بیٹھا تھا۔۔۔ہنیم اسے اتنے قریب دیکھ گھبرا کر پیچھے ہٹی تھی۔

"تم مجھے جواب کیوں نہیں دے رہی۔۔۔"

غزوان کا چہرا غصے سے لال تھا۔۔۔کیونکہ ہنیم دروازے کہ جانب کھسکتی۔۔۔اس کی جانب دیکھنے سے بھی گریزاں تھی۔۔۔غزوان نے یہ بات تو پہلے بھی نوٹ کی تھی کہ وہ اس کی جانب دیکھتی ہی نہیں تھی۔۔

اب کی بار بھی اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔

جب غزوان اس کی کلائی تھامتا اسے ایک جھٹکے سے اپنے قریب کر گیا تھا۔۔

"ہنیم ربانی تم بہری ہو گئی ہو یا گونگی۔۔؟؟؟جواب کیوں نہیں دے رہی مجھے۔۔۔"

وہ اس کے بے پناہ قریب تھا اس کے وجود سے اُٹھتی دلفریب مہک ہنیم کو اپنے حصار میں لے چکی تھی۔۔۔اس کی گرم سانسوں کی تپش،ہنیم کا چہرا جھلسا رہی تھی۔۔۔

غزوان کے ہاتھ کا لمس اس کی کمر پر تھا۔۔

ہنیم کی جان جیسے اس وقت سولی پر جس لٹکی تھی۔۔۔

"کیا جواب دوں آپ کو میر۔۔۔میں نے تو یہی سنا ہے کہ میر غزوان حیدر ربانی صرف اپنے معیار کے لوگوں سے بات کرتا ہے اور ہنیم ربانی اس کے معیار کی نہیں ہے۔۔۔"

وہی کانوں میں رس گھولتا شیریں لہجہ۔۔۔مگر آج اس شیریں لہجے میں ڈوبے زیر خند الفاظ غزوان کے دل پر جا لگے تھے۔۔۔

ہنیم کی غلافی آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی طرح ٹوٹ ٹوٹ کر گر رہے تھے۔۔۔

اس کے ہونٹوں سے نکلتا اپنا نام سن کر وہ مسمرائز سا ہوا تھا۔ کتنا پیارا پکارتی تھی وہ۔۔۔

آج دوسری بار وہ اس پری پیکر کو اس طرح بنا کسی پردے کے اتنے قریب سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ بے پناہ حسین تھی۔۔۔ اس کی سوچ سے بھی زیادہ۔۔۔

مگر ایک شے اس کا دل اداس کر گئی تھی۔۔۔ آنسوؤں میں بھیگتی اس کی چاندی کی نتھ۔۔۔

جو بہت زیادہ اداس تھی آج۔۔۔ اس کی چمک آنسوؤں کے آگے ماند پڑ گئی تھی۔۔

غزوان کو نجانے کیا ہوا تھا کہ وہ اپنے آپ پر اس وقت قابو نہیں رکھ پایا تھا۔۔۔

وہ جھکا تھا اور، ہنیم کی نتھ کو اپنے لبوں سے چھو گیا تھا۔۔۔

ہنیم کو اس کے لمس سے اپنا آپ فنا ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔وہ ایک جھٹکے سے اس سے دور ہوئی تھی۔۔۔

جب غزوان بھی ہوش میں آیا تھا۔۔۔

ہنیم کے رخ موڑنے پر غزوان کو اپنی جذباتی حرکت کا شدت سے احساس ہوا تھا۔۔۔

وہ غصے کے عالم میں اپنی پیشانی مسلتا گاڑی سے نکل آیا تھا۔۔

یہ کیا ہوا تھا اس کے ساتھ۔۔۔

"یہ وہی لڑکی ہے جسے نجانے کتنی بار ٹھکرا چکے ہو تم۔۔ اتنے کمزور نفس کے کیسے ہو سکتے ہو تم۔۔۔ کہ زرا سے کمزور لمحے کہ ضد میں آتے ہی خود پر سے اختیار کھو دیا تم نے۔۔۔"

وہ خود کو کوس رہا تھا۔۔

کافی دیر بعد وہ خود کو نارمل کرتا گاڑی میں آن بیٹھا تھا۔۔۔ اس نے دوبارہ،ہنیم کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔۔

ہنیم بھی اس وقت عجیب سی کیفیت کا شکار تھی۔۔۔۔ وہ اب تک اپنے دل سے یہی جنگ لڑتی آ رہی تھی کہ کوئی بات نہیں یہ شخص

اسے نہ ملا تو وہ مر نہیں جائے گی۔۔۔ مگر اب اس کی چند لمحوں کی قربت پا کر اس کا دل یہی راگ الاپ رہا تھا کہ اگر یہ شخص اسے نہ ملا تو وہ واقعی مر جائے گی۔۔۔۔

وہ دونوں رات دس بجے کے قریب ربانی ہاؤس پہنچے تھے۔۔۔ جہاں سب ان دونوں کے ہی منتظر تھے۔۔۔

سب بے صبری سے انہیں ایک ساتھ اندر آتے دیکھنے کے منتظر تھے۔۔۔

"اللہ کرے سب خیر ہو۔۔۔"

انہیں غزوان کی گاڑی کی آواز آئی تھی مگر ابھی تک وہ دونوں اندر نہیں آئے تھے۔۔۔

"انو جان آپ کے دونوں بچے خیر والے لگتے نہیں ہیں۔۔"

طلحہ جو ہنیم سے ایک سال بڑا اس کا پھوپھو زاد تھا۔۔اس وقت اپنی زبان نہیں روک پایا تھا۔۔۔اس کی اور ہنیم کی ہمیشہ لڑائی ہی ہوتی رہتی تھی۔۔

زینت بیگم کی گھوری پر وہ منہ پر انگلی رکھ گیا تھا۔۔

Don't Copy Paste and Share Without My Permission

جب اسی لمحے وہ دونوں ایک ساتھ اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔اور

وہاں موجود تمام لوگوں کے دلوں میں ٹھنڈک اتار گئے تھے۔۔۔

جو سب ہی اس جوڑی کو ایک ساتھ دیکھنے کے خواہشمند تھے۔۔۔

مگر ان دونوں کا بے حد سنجیدہ انداز سب کو ہی پریشان کر گیا

تھا۔۔۔

ہنیم سیدھی آکر زینت بیگم کے سینے میں سما گئی تھی۔۔

جبکہ غزوان سب کو سلام دیتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

اس مغرور شخص سے کچھ پتا چلتا یہ تو ممکن ہی نہیں تھا۔۔۔

اس لیے سب ہی، ہنیم کے گرد اکٹھے ہوئے تھے۔۔۔جو اس وقت کافی چپ چپ تھی۔۔۔

مگر انو جان نے کسی کو بھی، ہنیم سے کچھ بھی پوچھنے سے منع کر دیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

خنساء کی شادی اس کے تایازاد سفیر سے ہوئی تھی۔۔۔وہ دونوں ایک دوسرے سے بہت محبت کرتے تھے۔۔ان کی شادی کے دو سال بہت ہی اچھے سے گزرے تھے۔۔انہیں اللہ نے شادی کے

ایک سال بعد ارسل کی صورت اولاد کی نعمت سے بھی نوازا دیا تھا۔۔

ان کے تایا تائی بہت ہی محبت کرنے والے تھے۔۔ خنساء کو کبھی کسی شے کی تکلیف نہیں ہوئی تھی۔۔ وہ بہت زیادہ خوش تھی اپنی زندگی میں۔۔ مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اس کی خوشیوں کو نظر لگ جائے گی۔۔

سفیر کا رویہ اچانک سے اس کے ساتھ بدلنے لگا تھا۔۔ محبت کا احساس جیسے ختم ہونے لگا تھا۔۔

سفیر چھوٹی چھوٹی بات پر خنساء سے جھگڑنے لگا تھا۔۔سب گھر والے سفیر کے اس انداز سے بہت زیادہ پریشان ہو چکے تھے۔۔

اعظم ربانی نے سفیر کو بہت بار سمجھانے کی کوشش بھی کی تھی۔۔

عالم اس وقت سٹڈی کے سلسلے میں ملک سے باہر گیا ہوا تھا۔۔۔

اسے اس سب کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں تھا۔۔سفیر کا برتاؤ دن بدن برا ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

اعظم ربانی کو جتنی خبریں مل رہی تھیں۔۔ان کے مطابق سفیر بھی راحیلہ بائی کی سازش میں پھنس کر کسی غلط عورت کے ساتھ انوالو ہو چکا تھا۔۔۔اعظم ربانی جتنا اپنے خاندان کو اس عورت سے

بچانے کی کوشش کرتے تھے وہ اتنا کی زیادہ اس کی سازشوں میں

پھنس رہے تھے۔۔

انہیں یہی لگا تھا کہ راحیلہ کا سب سے بڑا ٹارگٹ میر غزوان اور عالم

ہونگے۔۔اور ایسا تھا بھی سہی۔۔ مگر ان سب کے نتیجے میں عالم اور

غزوان تو کردار کے حساب سے بہت مضبوط نکلے تھے۔۔

غزوان تو ضد میں آکر ہنیم سے رشتہ نہیں رکھ رہا تھا۔۔ مگر سفیر

پوری طرح سے راحیلہ بائی کے ہاتھ میں آچکا تھا۔۔وہ اس کی ہر

بات مان رہا تھا۔۔

عالم تک بھی یہ ساری خبریں پہنچ چکی تھیں۔۔

سفیر کو اعظم ربانی نے سمجھانے کی بہت کوشش کی تھی۔۔ مگر اس کے سر پر نجانے کونسا بھوت سوار تھا۔۔ ایک دن وہ نشے کی حالت میں گھر لوٹا تھا۔۔ اور خنساء کا زرا سا اختلاف برداشت نہ کرتے اسے دھکے مار کر ربانی ہاؤس سے نکالنے کی کوشش کرنے لگا تھا۔۔

سب اسے روک رہے تھے۔۔ جب اسی لمحے عالم وہاں داخل ہوتا اپنی آنکھوں سے اپنی لاڈلی بہن کے ساتھ ہوتا سلوک دیکھ آپے سے باہر ہو گیا تھا۔۔

اس نے سفیر کو بری طرح پیٹتے۔۔ ان سب لوگوں سے اپنا ہر رشتہ ختم کر دیا تھا۔۔۔ وہ خنساء کو وہاں سے لے آیا تھا۔۔ وہ پہلے ہی ربانی

ہاؤس میں نہیں رہتا تھا۔۔ ربانی ہاؤس کے ساتھ ہی اس کا اپنا بہت خوبصورت بنگلہ تھا۔۔ جسے سب وائٹ پیلس کے نام سے جانتے تھے۔۔۔

سب نے عالم کو روکنے کی بہت کوشش کی تھی۔۔ مگر وہ خنساء اور ارسل کو لے کر وہاں سے آگیا تھا۔۔

اعظم ربانی نے اس بات کا شدید صدمہ لیا تھا۔۔ عالم پہلے ہی ان سے شدید بدگمان تھا۔۔ اب تو اس کے دل میں نفرت مزید بڑھ چکی تھی۔۔ یہ سب سوچتے اعظم ربانی کی حالت بگڑی تھی۔۔۔ انہیں ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔۔

اگلے دن جب سفیر نشے سے اٹھا تھا تو اس کے ہاتھ سے سب کچھ نکل چکا تھا۔۔ اعظم ربانی کی حالت دیکھ اسے گہرا جھٹکا لگا تھا۔۔۔

ہنیم اپنے بھائی کی صورت دیکھنے کی بھی روادار نہیں تھی۔۔۔ باقی سب نے بھی سفیر سے بالکل بائیکاٹ کر لیا تھا۔۔ راحیلہ بائی اپنے کامیابی پر بہت زیادہ خوش تھی۔۔ سفیر کو سب کچھ اپنے ہاتھ سے گنوانے کے بعد سمجھ میں آیا تھا۔۔ کہ وہ اپنا کتنا بڑا نقصان کر چکا ہے۔۔۔

اعظم ربانی اس کی صورت بھی نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔۔ سفیر نے ان کی بیٹی پر ہاتھ اٹھایا تھا۔۔۔ اس کی معافی کسی قیمت پر قابلے

قبول نہیں تھی۔۔۔ سفیر نے خنساء سے معافی مانگنے کی کوشش بھی کی تھی۔۔ مگر عالم نے سختی سے پیغام بجھوایا تھا کہ اگر اس نے وائٹ پیلس کی جانب دیکھنے کی بھی کوشش کی تو وہ اسے دوبارہ دیکھنے کے قابل بھی نہیں چھوڑے گا۔۔۔

زینت بیگم عالم کے غصے سے واقف تھے۔۔۔ اس لیے انہوں نے سفیر کے آگے ہاتھ جوڑتے اسے وہاں سے بھیج دیا تھا۔۔۔ وہ چاہتی تھیں کہ کچھ ٹائم سفیر منظر سے اوجھل رہے سب کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے پھر وہ واپس آجائے۔۔

مگر اب دو سال گزر چکے تھے۔۔۔نہ تو خنساء اور عالم نے اسے معاف کیا تھا نہ وہ واپس آ سکا تھا۔۔۔وہ خنساء سے رابطہ کرنے کی بہت کوشش کر رہا تھا۔۔وہ اپنی بیوی اور بیٹے سے ملنے کو تڑپ رہا تھا۔۔۔مگر خنساء کی جانب سے اسے ابھی تک کوئی رسپانس نہیں ملا تھا۔۔

خنساء اگر اسے معاف کر بھی دیتی تو عالم اس کی غلطی معاف کرنے کو بالکل بھی تیار نہیں تھا۔۔۔اور خنساء کسی بھی قیمت پر اپنے اس بھائی کو چھوڑ کر سفیر کے پاس جانے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔۔جس نے اس کے برے وقت میں خود سے زیادہ اس کو خیال رکھا تھا۔۔۔

اس کی ہر تکلیف کو بانٹتے اسے اپنے سینے میں سمیٹا تھا۔۔

سفیر کہاں تھا کسی کو کوئی خبر نہیں تھی۔۔۔وہ بس خنساء سے رابطہ

کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

سوہائے کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔۔اسے مسلسل دو دن سے

بخار تھا۔۔جو کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔۔

اس نے کوئی میڈیسن بھی نہیں لی تھی۔۔۔اور نہ ہی کچھ کھایا تھا۔۔

وہ دو دن سے بھوکی تھی۔۔

سکندر ربانی اور زکیہ بیگم پھر سے کسی ٹور پر نکل گئے تھے۔۔

وہ ملازمین کے رحم و کرم پر تھی۔۔اشہب سے اس نے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا۔۔۔

نہ ہی اس شخص نے واپس پلٹ کر اس کی خبر لی تھی۔۔

سوہائے کو اس سے ایک عجیب سی انسیت ہو چکی تھی۔۔اسے دھتکارنے کے باوجود اپنے بہت پاس دیکھنے کی عادت ہو گئی تھی۔۔۔وہ اس کی کبھی سنتا ہی نہیں تھا۔۔۔ہمیشہ اپنی من مانی ہی کرتا تھا۔۔۔

جیسے وہ اس کا ڈرائیور نہیں اس کا مالک ہو۔۔۔وہ اس کے پاس نہیں تھا تو وہ اسی ضد میں خود کو مزید تکلیف دے رہی تھی۔۔

صبح سے باہر بارش ہو رہی تھی۔۔۔ ٹھنڈ کی شدت کئی گنا بڑھ چکی تھی۔۔اس کا بخار ابھی تک کم نہیں ہوا تھا۔۔کچھ نہ کھانے کی وجہ سے اسے بہت زیادہ کمزوری ہو رہی تھی۔۔۔

اس سب کے باوجود وہ اٹھ کر شاور لینے چل دی تھی۔۔۔ دوبارہ وہ لڑکھڑا کر گری تھی۔۔۔

جس کی وجہ سے اس کے ماتھے پر چوٹ بھی لگی تھی۔۔ مگر اسے فریش ہونا تھا۔۔۔ دو دن سے اس نے شاور نہیں لیا تھا۔۔

اسے ایسے رہنے کی عادت نہیں تھی۔۔۔

شاور کے نیچے کھڑے ہوتے وہ شدید ٹھنڈ سے کانپ گئی تھی۔۔ مگر اپنی ضد تو پوری کر کے رہی تھی۔۔

گیلے بالوں کو ٹاول میں لپٹتے وہ روم سے نکل آئی تھی۔۔۔اس کی آنکھیں کچھ حد تک کھل چکی تھیں۔۔ جلن میں تھوڑی کمی آئی تھی۔۔

لیکن سر بہت زیادہ بھاری ہو رہا تھا۔۔۔وہ پوری طرح ہوش میں نہیں تھی۔۔۔اس پر غنودگی چھائی ہوئی تھی۔۔۔

وہ مرر کے سامنے جاکر کھڑی ہوئی تھی۔۔جب اس کا سر بہت زور

سے چکرایا تھا۔۔۔اس سے پہلے کے وہ مرر سے جاکر ٹکراتی دو

مضبوط ہاتھوں نے اسے تھام کر اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا۔۔۔

"یہ کیا کر رہی ہو اپنے ساتھ۔۔۔پاگل ہو گئی ہو کیا۔۔۔؟؟"

اسے اپنے سینے میں بھینچتے اشہب اس کے کان میں غرایا تھا۔۔جو

خود کو نجانے کس بات کی سزا دے رہی تھی۔۔۔

"تمہیں کیا مسئلہ ہے میں مروں یا جیئوں۔۔۔جاؤ یہاں سے۔۔۔"

سوہائے نے اسے دور دھکیلا تھا۔۔۔

مگر وہ اتنی ہی شدت سے اسے خود میں بھینچ گیا تھا۔۔

"تم میری زندگی کا سب سے بڑا مسئلہ ہو لڑکی۔۔۔ جس سے کبھی چھٹکارا نہیں پا سکتا میں۔۔۔"

اس کے ماتھے پر اپنے دھکتے لب رکھتا وہ سوہائے کو اتنی مضبوطی سے اپنے سینے میں بھینچے ہوئے تھا۔ جیسے ہمیشہ کے لیے اس میں چھپا لینا چاہتا ہو۔۔۔

"تمہیں کیا لالچ ہے مجھ سے۔۔۔ میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔۔۔ کیا تم مجھے استعمال کرنا چاہتے ہو۔۔۔ ہاں تم بھی ویسے ہی ہو۔۔۔ ہوس پرست۔۔۔ ہے نا۔۔۔ اس رات میرے قریب بھی اسی لیے آئے تھے۔۔۔ پر کچھ کیا کیوں نہیں تم نے اس رات۔۔۔ پورا

موقع تھا تمہارے پاس۔۔۔بولو۔۔۔کیا چاہتے ہو مجھ سے۔۔۔

میرے پاس ہر کوئی اپنے مطلب کے لیے ہی آتا ہے۔۔۔بتاؤ نا

تمہارا کیا مطلب ہے۔۔۔"

سوہائے اس کا گریبان مٹھیوں میں دبوچے اذیت سے بھرپور لہجے

میں بول رہی تھی۔۔ جبکہ اس کی بات کا جواب دینے کے لیے پہلی

بار وہ شخص لاجواب ہوا تھا۔۔۔

جو دیکھ سوہائے اذیت سے ہنس دی تھی۔۔۔

"دیکھا میں نے ٹھیک کہا نا۔۔۔ تمہاری بھی کوئی غرض ہے جو تمہیں میرے پاس لے آئی۔۔ ورنہ میں اتنی لکی کبھی نہیں تھی۔۔۔ کہ کوئی اس طرح بے لوث ہو کر مجھے چاہتا۔۔۔۔"

سوہائے ہنستے ہنستے رونے لگی تھی۔۔۔ اس کی آنکھوں میں آنسو سیلاب کا رخ اختیار کر گئے تھے۔۔۔

وہ اس کے سینے پر سر رکھے ہچکیوں سے رو دی تھی۔۔

اس شخص کی خاموشی اس کا دل توڑ گئی تھی۔۔۔ وہ سمجھ چکی تھی کہ اشہب بھی بنا کسی غرض کے اس کے قریب نہیں آیا تھا۔۔۔

"سوہائے۔۔۔۔"

اشہب کو اس کا اس بری طرح سے رونا تڑپا گیا تھا۔۔۔

مگر وہ روتے روتے اس کے سینے پر ڈھلک گئی تھی۔۔۔جو دیکھ

اشہب کا دل رک سا گیا تھا۔۔

"سوہائے۔۔۔سوہائے آنکھیں کھولو کیا ہوا ہے تمہیں۔۔۔؟؟

سوہائے۔۔۔۔"

اس کا چہرا دونوں ہاتھوں میں تھامے تھپتھپاتا وہ بے کل سا ہوا تھا۔۔

اگلے ہی لمحے اسے بانہوں میں اٹھاتا وہ تیزی سے باہر کی جانب بڑھ

گیا تھا۔۔۔

وہ فوری طور پر سوہائے کو لیے ہاسپٹل پہنچا تھا۔۔

جہاں ڈاکٹرز نے اس کی حالت تشویشناک بتائی تھی۔۔۔اس لڑکی نے خود ہی خود کو ختم کر دیا تھا۔۔۔

اشہب ایمرجنسی روم کے باہر چکر کاٹ رہا تھا جب اس کا موبائل ایک مخصوص نمبر سے بج اٹھا تھا۔۔

"ہماری بیٹی کیسی ہے برخوردار۔۔۔"

دوسری جانب موجود لب ولہجہ اور انداز اشہب اپنی مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا تھا۔۔۔ آج پہلی بار وہ بے بسی سے کھڑا تھا۔۔۔اس کے پاس بولنے کے لیے الفاظ نہیں تھے۔۔۔

وہ چٹانوں جیسا حوصلہ رکھنے والا شخص اس دھان پان سی لڑکی کے آگے ہار گیا تھا۔۔

"ٹھیک نہیں ہے وہ۔۔۔"

اشہب کا انداز پژمردگی لیے ہوئے تھا۔۔

"ہمیں اندازہ نہیں تھا کہ ہمارا سب سے مضبوط اور طاقتور سپوت کسی لڑکی کی خاطر روئے گا۔۔۔وہ تمہاری نہیں ہے اشہب اس کے لیے مت روؤ۔۔"

مقابل کے لہجے میں ڈوبا طنز اشہب کو منجمند کر گیا تھا۔۔۔

"پلیز۔۔۔"

اشہب ان کی کہی بات بھی برداشت نہیں کرپایا تھا۔۔انہیں وہیں ٹوک دیا تھا۔۔۔مگر آج مقابل کا پلڑا کافی بھاری تھا۔۔آج ادھر اس کی اکڑ نہیں دیکھی جانی تھی۔۔

"یہ تمہارے اپنے الفاظ ہیں اشہب۔۔۔تم بھول رہے ہو۔۔۔"

اس کو اسی کے کہے الفاظ کی یاددہانی کروائی گئی تھی۔۔

"اس دنیا میں اس پر سب سے زیادہ حق میرا ہے۔۔۔آپ اسے مجھ سے نہیں چھین سکتے۔۔۔"

اشہب اس وقت انہیں اپنے حواسوں میں نہیں لگا تھا۔۔

"میں سمجھ نہیں پارہا۔۔۔تم نے خود ہی تو وہاں جاتے وقت ایک معاہدے پر سائن کیا تھا۔۔۔اتنی جلدی فراموش کر گئے اسے۔۔۔پر کوئی نہیں۔۔۔تم فراموش کر گئے ہو۔۔۔جب ہماری بہو دیکھے گی تو فراموش نہیں کرے پائے گی کبھی بھی۔۔۔"

ایک بار پھر اسے یاددہانی کرواتے طنز کیا گیا تھا۔۔

"اور ہاں تمہارے آتے ہی تمہاری پسند کی لڑکی کے ساتھ تمہارا رشتہ طے کر دوں گا میں۔۔۔وعدہ کیا تھا تم سے وعدہ خلافی نہیں کر سکتا۔۔"

ان کی بات سنتے اشہب کے ماتھے کی رگیں تن گئی تھیں۔۔

"مجھے کس سے شادی کرنی ہے اور کس سے نہیں وہ میں بہت اچھے سے جانتا ہوں۔۔ آپ یہ سب ٹھیک نہیں کر رہے۔۔۔ آپ بھول رہے ہیں آپ کی بہو ابھی میرے پاس ہی ہے۔۔۔ اگر آپ کے اسے مجھ سے چھیننے کے یہی ارادے رہے تو میں اسے کبھی وہاں نہیں لاؤں گا۔۔"

اشہب نے اس مقام پر بھی انہیں دھمکی دی تھی۔۔

"اور اگر وہ خود تم سے دور ہونا چاہے تو کیا کرو گے۔۔ زبردستی کرو گے اس کے ساتھ۔۔۔ تمہیں لگتا ہے تمہاری سچائی جان کر وہ تمہارے پاس رہے گی۔۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔۔ مجھ سے الجھنے اور

مجھے اس حوالے سے بلیک میل کرنے کی کوشش مت کرو نقصان اٹھاؤ گے۔۔۔"

وہ سرد و سپاٹ لہجے میں بولتے کال کاٹ گئے تھے۔۔۔ جبکہ اشہب غصے سے مٹھیاں بھینچے کتنے ہی لمحے وہاں کھڑا فرش کو تکے گیا تھا۔۔۔

یہ لڑکی تو پہلے ہی اس سے بہت زیادہ بدگمان تھی۔۔۔

اوپر سے اس کے دشمنوں کے ارادے بھی بہت خطرناک تھے۔۔

وہ انہیں چیلنج کرتے یہ بھول گیا تھا کہ وہ کتنے منجھے ہوئے کھلاڑی تھے۔۔۔اتنی آسانی سے اپنے آگے کسی کو جیتنے نہیں دیتے تھے۔۔۔

سوہائے اب خطرے سے باہر تھی۔۔۔ مگر اسے کمزوری بہت زیادہ ہو گئی تھی۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"کیا ہوا میرے لال کو۔۔۔؟ پریشان لگ رہے ہو۔۔۔"

انو جان نے گود میں سر رکھ کر لیٹے اپنے لخت جگر کی پیشانی چومتے پوچھا تھا۔۔۔

سب لوگ شادی کی تیاریوں میں مصروف تھے۔۔انہیں بھی باہر جا کر دیکھنا تھا سب۔۔ مگر جب سے انہیں پتا چلا تھا کہ غزوان کے سر میں درد ہے وہ اپنی جگہ سے ہلی بھی نہیں تھیں۔۔۔

وہ لمبا چوڑا مرد اس وقت کسی معصوم بچے کی طرح ان کی گود میں سر رکھے آنکھیں موندے لیٹا ہوا تھا۔۔۔

زینت بیگم مسلسل دعاؤں کا ورد کرتیں اس کے اوپر پھونک رہی تھیں۔۔۔

"نہیں انو جان ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔رات کو ٹھیک سے نیند نہیں آئی۔۔۔اسی وجہ سے شاید درد ہو رہا ہے۔۔۔"

اس کی بات سن کر زینت بیگم ٹھٹھکی تھیں۔۔۔رات کو،ہنیم بھی ان کے پاس ہی سوئی تھی۔۔۔وہ بھی ایسے ہی کروٹیں بدلتی رہی تھی۔۔۔

نیند اسے بھی ٹھیک سے نہیں آئی تھی۔۔۔

"رات کو اتنی شدید ٹھنڈ سے آئے تھے نا تم دونوں۔۔تو شاید اس وجہ سے،ہنیم بھی پوری رات بے آرام رہی۔۔۔"

انہوں نے جان بوجھ کر اس کے سامنے،ہنیم کا تذکرہ کیا تھا۔۔جو سن کر غزوان نے آنکھیں کھول کر لمحے بھر کو ان کی جانب دیکھا تھا۔۔ مگر اگلے ہی لمحے بنا کچھ بولے آنکھیں موند لی تھیں۔۔

اس کا یہ ری ایکشن زینت بیگم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھیر گیا تھا۔۔۔ان کا شک آہستہ آہستہ یقین میں بدل رہا تھا۔۔

انہیں امید کی کرن نظر آنے لگی تھی۔۔۔وہ دل سے چاہتی تھیں کہ ان کے یہ دو لاڈلے بچے ایک ہو جائیں۔۔۔ان کی نظر میں دونوں ایک دوسرے کے لیے پرفیکٹ میچ تھے۔۔

"انو جان کیا ہوا آپ کو۔۔۔سر میں درد ہو رہا تھا تو مجھے بتاتیں۔۔ میں مالش کر دیتی۔۔۔آپ کہتی تو ہیں کہ میرے ہاتھوں میں جادو کے فوراً آرام آجاتا ہے۔۔۔"

ہنیم ٹرے میں چائے اور میڈیسن لیے اپنی ہی دھن میں چلتی اندر داخل ہوئی تھی۔۔ مگر بیڈ کے قریب پہنچتے اس کی زبان کو بریک لگی تھی۔۔

اسے آسیہ بیگم نے چائے اور میڈیسن انو جان کے کمرے میں لانے کا کہا تھا۔۔وہ یہی سمجھی تھی کہ زینت بیگم کی طبیعت خراب ہے۔۔ مگر وہ مصروفیات میں یہ بات فراموش کر گئی تھی کہ اس پورے ربانی ہاؤس میں چائے کا نشئی صرف ایک ہی شخص تھا۔۔ جسے کسی بھی سچویشن میں بس چائے ہی پینی ہوتی تھی۔۔

زینت بیگم کی گود میں سر رکھے لیٹے غزوان نے اس کی جانب دیکھا

تھا۔۔۔اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔۔۔اسے واقعی ایسے ہی

جادوئی لمس کی شدت سے ضرورت تھی اس وقت۔۔۔

مگر وہ بول نہیں سکتا تھا اس وقت یہ بات۔۔۔

"نہیں میری گڑیا میرے نہیں میر کے سر میں بہت درد ہے۔۔

آپ اسے میڈیسن اور چائے دو۔۔میں زرا نیچے سارے انتظامات

دیکھ لوں۔۔۔اماں جان اکیلے پتا نہیں کیسے دیکھ رہی ہونگی سب۔۔

تم زرا بچے کو دیکھ لو۔۔۔ہلکی سی مالش کر دو کیا پتا اس سے افاقہ

ہو جائے۔۔۔"

غزوان کے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھنے پر زینت بیگم دوسری جانب سے اٹھ گئی تھیں۔۔

جبکہ نسیم اپنی پیاری انوجان کی یہ طوطا چشمی دیکھ ٹھیک سے حیران بھی نہیں ہو پائی تھی۔۔۔جو اس چھ فٹ سے بھی اوپر نکلتے جوان مرد کو بچہ کہہ رہی تھیں۔۔۔

وہ انہیں کیسے سمجھاتی کہ وہ ایڈووکیٹ تھی۔۔ڈاکٹر نہیں۔۔

جو ان کے اس مغرور اور گھمنڈی بیٹے کے سر کا درد ٹھیک کر سکے۔۔۔

وہ اب سمجھی تھی کہ باہر سے آسیہ پھوپھو نے بھی کس چالاکی کے ساتھ اسے اوپر بھیجا تھا۔۔۔

جبکہ غزوان ماں کی ممتا پر قربان ہوا تھا۔۔۔جو بن کہے اپنی اولاد کے دل کی بات سمجھ گئی تھیں۔۔۔

ہنیم کے کچھ بولنے سے پہلے ہی انو جان وہاں سے کھسک چکی تھیں۔۔اس ستمگر کے ساتھ ایک کمرے میں اکیلے ہونے کے خیال سے ہی،ہنیم گھبراہٹ کا شکار ہوئی تھی۔۔۔

غزوان کو اس وقت،ہنیم کی گھبراہٹ دیکھ مزا آرہا تھا۔۔۔

یہ لڑکی زبردستی اس کی توجہ اپنی جانب کھینچ رہی تھی۔۔۔

ہنیم انو جان کے اس طرح چلے جانے کے بعد اس کے سامنے بہت زیادہ کنفیوز ہو گئی تھی۔۔۔انو جان کو حکم وہ کسی قیمت پر نہیں ٹال سکتا تھا۔۔۔

غزوان کی طبیعت اس وقت کافی خراب لگ رہی تھی۔۔اس لیے ہنیم آگے بڑھی تھی۔۔۔اور ٹرے سائیڈ ٹیبل پر رکھتی میڈیسن اور چائے کا کپ اٹھاتے اس کی جانب بڑھایا تھا۔۔۔

غزوان کا چہرا بہت زیادہ لال ہو رہا تھا۔۔زینت بیگم اسی وجہ سے زیادہ پریشان تھیں۔۔۔غزوان کے سر میں بہت زیادہ درد تھا۔۔۔

وہ اپنے بچوں کی زرا سی تکلیف نہیں دیکھ سکتی تھیں۔۔

غزوان نے اپنی چوڑی ہتھیلی،منیم کے آگے پھیلائی تھی۔۔

جس پر اس نے جلدی سے میڈیسن رکھ دی تھی۔۔اس کی چوڑی پیشانی دیکھ ایک عجیب سا احساس پورے وجود میں سرایت کر گیا تھا۔۔

ان دونوں کے بیچ کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔۔۔

Don't Copy Paste and Share Without My Permission

غزوان میڈیسن اور چائے لیے پینے لگا تھا۔۔ہنیم ہاتھوں کو مسلتی کچھ دیر وہیں پاس کھڑی رہی تھی۔۔۔

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کھڑی رہے یا چلی جائے۔۔انو جان کا کوئی پتا نہیں تھا وہ اسے واپس اندر بھیج دیتیں۔۔

"آپ کے سر میں درد ہے۔۔۔۔"

اسے چائے کا آدھا کپ ٹیبل پر رکھ کر سر کو بیڈ کراؤن سے ٹکا کر آنکھیں موندتے دیکھ،ہنیم پریشان ہوئی تھی۔۔۔

جو بھی تھا مگر وہ اس شخص سے محبت کرتی تھی۔۔۔جس کی یہ تکلیف اس کے دل سے نہیں دیکھی جارہی تھی۔۔

وہ اس سے اب بھی کوئی رشتہ رکھنے کی خواہاں نہیں تھی۔۔ لیکن دل اب بھی اسی کا دیوانہ تھا۔۔

ہنیم کے پوچھنے پر غزوان نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔۔

"میں آپ کا سر دبا دوں۔۔۔؟"

ہنیم نے اس کی جانب دیکھتے ڈرتے ڈرتے سوال کیا تھا۔۔

وہ اس شخص کے مزاج سے بہت اچھی طرح واقف تھی۔۔ جو کسی بھی وقت کسی بھی بات پر غصہ کر سکتا تھا۔۔۔

مگر اس کی بات پر دھیرے سے اثبات میں سر ہلاتے۔۔ غزوان نیچے کو کھسکتے تکیے پر سر ٹکا گیا تھا۔۔۔

ہنیم اپنے کانپتے ہاتھوں سے آگے ہوئی تھی۔۔وہ اس کے پاس بیٹھی نہیں تھی۔۔۔

بلکہ مناسب فاصلے پر کھڑی ہوتی نرم ہاتھوں سے اس کے سر کا مساج کرنے لگی تھی۔۔۔اس کے ہاتھ بہت زیادہ ملائم تھے۔۔۔ جن کی گدازیت غزوان کو سکون پہنچا رہی تھی۔۔

دھیرے دھیرے اس کے پورے وجود میں سکون سرایت کر رہا تھا۔۔۔اسے اس لڑکی کی کہی بات بالکل ٹھیک لگی تھی۔۔

واقعی اس کے ہاتھوں میں جادو ہی تھا۔۔اس کا سر درد سے پھٹ رہا تھا۔۔

مگر اب، ہنیم کا لمس پاتے ہی بالکل سکون میں آچکا تھا۔۔

اس نے میڈیسن لے رکھی تھیں۔۔۔ کب وہ سکون محسوس کرتے

نیند کی آغوش میں چلا گیا تھا اسے پتا ہی نہیں چلا تھا۔۔

ہنیم اس کے سونے کے بھی کافی دیر بعد اس کا سر دباتی رہی

تھی۔۔۔

اور مبہوت نگاہوں سے اس کے مغرور نقوش کو تکے گئی تھی۔۔۔

جو پہلے سے ہی اسے حفظ تھے۔۔

اس کی مقناطیسی آنکھیں اس وقت بند تھیں۔۔ جو جب، ہنیم پر

اٹھتی تھیں تو وہ اپنا سب کچھ بھول جاتی تھی۔۔۔

اس شخص کی توجہ اور محبت کی خواہشمند رہی تھی ہمیشہ سے وہ۔۔۔

مگر وہ جانتی تھی یہ اسے کبھی نہیں ملنے والا تھا۔۔

اب تو وہ اس خواہش کو بھی اپنے دل کے اندر دبا کر تالے لگا چکی تھی۔۔۔۔

"ہنیم اسفر بھائی آئیں ہیں نیچے۔۔۔ تمہارا پوچھ۔۔۔۔"

بیلا اسے بلانے آئی تھی مگر اندر کا منظر دیکھ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔۔

ہنیم نے اس آہستہ بولنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔

"یہ۔۔یہ سب۔۔۔ تم دونوں کی صلح ہو گئی۔۔۔"

بیلا اسے غزوان کے اتنے قریب کھڑے اس کا سر دباتے دیکھ اپنی سماعتوں پر یقین نہیں کر پا رہی تھی۔۔

"ہم میں ناراضگی کب تھی۔۔۔؟؟"

ہنیم اس کے ساتھ باہر آتے افسردگی سے بولی تھی۔۔

"مطلب۔۔۔"

بیلا کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔

"مطلب کہ ہمارے بیچ نہ تو کبھی ناراضگی تھی نہ کبھی صلح ہو گئی۔۔۔ ہمارے بیچ کچھ بھی نہیں ہے۔۔ سوائے ایک کاغذی رشتے کے۔۔۔ جسے بہت جلد ختم کر دیا جائے گا۔۔"

یہ بات کہتے کوشش کے باوجود،ہنیم اپنی آنکھوں میں جھلملاتے آنسوؤں کو نہیں روک پائی تھی۔۔

جب بیلا نے افسردگی سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

ربانی ہاؤس کا ہر فرد جانتا تھا کہ وہ غزوان حیدر سے کتنی محبت کرتی تھی۔۔

بس ایک وہی شخص سب کچھ جانتے ہوئے بھی کٹھور بنا ہوا تھا۔۔

ہنیم چہرے پر مسکراہٹ سجائے نیچے آگئ تھی۔۔جہاں اس کی پھوپھو زاد اسفر اپنے گھر جانے کے بجائے سیدھا اسی سے ملنے یہاں آیا تھا۔۔

ہنیم کو دیکھ وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔

"کیسی ہو پیاری لڑکی۔۔۔؟؟"

سب خواتین کے بیچ اس نے،ہنیم کو والہانہ نگاہوں سے دیکھتے مخاطب کیا تھا۔۔۔ جبکہ انو جان کو اس کا،ہنیم کا اس طرح دیکھنا اور مخاطب کرنا ناگوار گزرا تھا۔۔

ان کے ہاں کزنز میں اتنی بے تکلفی نہیں تھی۔۔

مگر اس وقت کوئی یہ نہیں جانتا تھا کہ اسفر کے دل میں کیا چل رہا ہے۔۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔ آپ کو واپس یہاں دیکھ بہت خوشی ہو رہی ہے۔۔۔"

ہنیم نے بھی خوشدلی سب جواب دیا تھا۔۔

آصفہ بیگم نے ایک نظر اپنے بیٹے کی خوشی سے چہکتے چہرے پر ڈال کر ہنیم کی جانب دیکھا تھا۔۔ ہنیم پہلے ہی انہیں بہت زیادہ پیاری تھی۔۔ اور اب جب اسفر نے انہیں دوسرا رخ دکھایا تھا تو وہ ہنیم کو اپنی بہو بنانے کا سوچ کر مزید خوش ہو گئی تھیں۔۔

وہ بہت پیاری لڑکی تھی۔۔۔جو خوشیوں کی حقدار تھی۔۔آصفہ بیگم کو پورا یقین تھا کہ عالم بھی اس فیصلے میں ان کا ساتھ ہی دے گا۔۔۔

غزوان تو ویسے ہی اسے طلاق دینے کو تیار تھا۔۔۔

وہ آرام سے اس پیاری سی لڑکی کو اپنی بہو بنالیں گی۔۔۔

سب لوگ ڈرائینگ روم میں ہی موجود تھے۔۔

"ہنیم میر سو گیا۔۔۔اس کا سر درد کچھ بہتر ہوا؟؟"

انو جان نے جان بوجھ کر سب کے سامنے،ہنیم سے یہ بات پوچھی تھی۔۔۔ان کا مقصد اسفر کو اس بات کا احساس دلانا تھا کہ وہ جس لڑکی کو گھور گھور کر دیکھ رہا ہے وہ ان کی بہو ہے۔۔

ان کی بات پر سب کی نگاہیں حیرت سے،ہنیم کی جانب اٹھی تھیں۔۔۔جو ایک دم پریشان ہو اٹھی تھی۔۔۔

"جج جی۔۔۔"

ہنیم بمشکل جواب دے پائی تھی۔۔

مگر اس سب کے باوجود اسفر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ اور،ہنیم کے لیے وہی والہانہ پن تھا۔۔۔

وہ اس لڑکی سے بہت محبت کرتا تھا۔۔اس کی آئیڈیل تھی وہ۔۔

جسے وہ کسی بھی قیمت پر پانا چاہتا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

اعظم ربانی نے اپنے ایک بھائی کو راحیلہ بائی سے بچانا چاہا تھا۔۔۔۔

قاسم ربانی کو تو راحیلہ بائی سے دور کر لیا تھا۔۔ مگر سکندر ربانی کو ان عورتوں کا شکار ہونے سے نہیں بچا پائے تھے۔۔

سکندر ربانی شروع سے ہی شوخ طبیعت کا مالک تھا۔۔اس کی اکثر سکول اور کالج سے یہی شکایت آتی تھی کہ وہ لڑکیوں کو چھیڑتا ہے۔۔۔

وہ اوباش نہیں تھا مگر شوخ مزاج ضرور تھا۔۔۔

لیکن ان کے والد صاحب سے بس اتنی غلطی ہوئی تھی کہ وہ سکندر کو بہت بری طرح سے ٹریٹ کرنے لگے تھے۔۔۔باقی بیٹوں کے مقابلے میں وہ اسے بہت کم اہمیت دینے لگے تھے۔۔۔اور اس پر حد سے زیادہ سختی کرنے لگے تھے۔۔

جو بات سکندر کو باغی کر گئی تھی۔۔وہ ان کو تنگ کرنے کے لیے ہر الٹا کام کرتا تھا۔۔۔

وہ اپنے باپ اور باقی سب گھر والوں سے دور ہو کر غلط سرگرمیوں میں انوالو ہونے لگا تھا۔۔والد صاحب کے گزر جانے کے بعد اعظم

ربانی نے اسے ڈانٹ کر، پیار سے ہر طرح سمجھانے کی کوشش کی تھی۔۔۔ مگر وہ نہیں سمجھ پایا تھا۔۔۔

راحیلہ بائی شاہ ہاؤس میں ہوتی ہر بات سے باخبر تھی۔۔ اس لیے اسے نے سکندر ربانی کو شکار بنایا تھا۔۔۔ سومیہ کو وہاں بھیج کر۔۔۔ جو اچھی لڑکی نہیں تھی۔۔ اعظم ربانی نے سکندر کو روکنے کی بہت کوشش کی تھی۔۔ مگر وہ یہاں بھی ناکام رہے تھے۔۔۔ سومیہ سے شادی کر کے ان کا بھائی پوری طرح سے ان کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔۔۔

سومیہ سے شادی کرنے سے پہلے اعظم ربانی نے انہیں دھمکی تھی کہ وہ اپنی نام اور جائیداد سے انہیں عاق کر دیں گے۔۔ ان کے والد اپنے آخری وقت میں سب کچھ انہیں کے نام سانپ کر گئے تھے۔۔۔

انہیں اپنے بیٹے پر پورا بھروسہ تھا کہ وہ اپنے چاروں چھوٹے بھائیوں کے ساتھ کبھی زیادتی نہیں کریں گے۔۔ سکندر ربانی کو اپنے باپ جیسے بھائی کی نافرمانی کرنے اور انہیں اذیت دینے کی ایسی عادت ہو چکی تھی کہ سکندر ربانی نے ہر شے کو قربان کرتے سومیہ سے شادی کرنے کو ترجیح دیا تھا۔۔

سومیہ اعظم ربانی کی توقع کے عین مطابق غلط لڑکی کی نکلی تھی۔۔۔ وہ پیسوں کی لالچی تھی۔۔جو راحیلہ بائی کی جانب سے مل رہا تھا اسے۔۔۔ سکندر ربانی کے پاس کچھ نہیں تھا۔۔اس لیے ان سے محبت بھی ختم ہوگئی تھی۔۔۔شادی کے ایک سال بعد ان کے ہاں سوہائے کی پیدائش ہوئی تھی۔۔۔ جس پر سب سے زیادہ خوش راحیلہ بائی ہی تھی۔۔۔وہ اچھے سے جانتی تھی کہ اعظم ربانی اپنے خاندان کی بیٹیوں پر جان دیتا تھا۔۔۔انہیں کسی اور خاندان میں بھیجنے کا تصور اعظم ربانی کے لیے موت کے مترادف تھا۔۔

راحیلہ بائی کو اب اعظم ربانی کی تڑپ دیکھنے میں مزا آرہا تھا۔۔

مگر وہ اعظم ربانی تھے جو اپنے گھر کی عزت کسی قیمت پر داؤ پر نہیں لگنے دے سکتے تھے۔۔۔

انہوں نے سکندر ربانی کو ربانی ہاؤس بلا کر اسے اپنا نام اور جائیداد دینے کا وعدہ کرتے انہیں سوہائے کا نکاح اپنے بھتیجے میر اشہب عالم ربانی کے ساتھ کرنے کی ڈیمانڈ کی تھی۔۔۔۔

جو سن کر سکندر ربانی نے کوئی خاص اعتراض نہیں جتایا تھا۔۔۔وہ فوراً حامی بھر گئے تھے۔۔۔اور اعظم ربانی کی ہدایت پر سومیہ کو کچھ بھی بتائے بغیر سوہائے کو ربانی ہاؤس بلا کر اس کا نکاح اشہب عالم سے کروا دیا تھا۔۔

یہ خبر جیسے ہی راحیلہ بائی تک پہنچی تھی وہ غصے سے پاگل ہوا اٹھی تھی۔۔۔ سومیہ کی بے وقوفی پر اسے بہت تاؤ آیا تھا۔۔۔ اس نے سومیہ کو پیسہ دینا بند کر دیا تھا۔۔

سکندر ربانی پر بھی کافی حد تک سومیہ کی اصلیت کھل چکی تھی۔۔ انہیں اعظم ربانی کے وعدے کے مطابق اچھی خاصی جائیداد ملی تھی۔۔ جس سے انہوں نے اپنا بزنس شروع کر دیا تھا۔۔۔

سومیہ کی ضروریات سکندر ربانی کی جانب سے ملتے تھوڑے سے پیسوں سے پوری نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ جس کے بعد اس نے اپنے

سے بڑی عمر کے شبیر اکرام نامی امیر کبیر انسان سے شادی کر لی تھی۔۔۔

اس سب میں زیادہ نقصان سوہائے کا ہوا تھا۔۔۔ جسے نہ تو باپ کی محبت ملی تھی نہ ماں کی توجہ۔۔۔

اعظم ربانی نے اپنی پوتی کو اپنے پاس رکھنے کی بات کی تھی۔۔ مگر سکندر ربانی نہیں مانا تھا۔۔۔

اعظم ربانی اتنا عرصہ اپنی بھتیجی کے لیے تڑپتے رہے تھے۔۔۔

سکندر ربانی نے اس سب کو اپنے بھائی کا ناٹک کہتا انہیں ان کی پوتی سے ملنے تک نہیں دیا تھا۔۔

ان کے مطابق ان کے بھائی کو ان سے محبت نہیں تھی تو ان کی بیٹی کے لیے اتنی محبت کیوں جاگ رہی تھی۔۔

لیکن یہ سچ تھا کہ اعظم ربانی اپنے بھائی سے آج بھی بہت محبت کرتے تھے۔۔ مگر ان کی بدگمانی کم ہونے کے بجائے بڑھتی ہی جا رہی تھی۔۔۔

سوہائے کی پرورش جس طرح ہو رہی تھی وہ سب اعظم ربانی اور زینت بیگم کے لیے بہت اذیت کی بات تھی۔۔

مگر وہ کچھ نہیں کر پائے تھے۔۔۔اور سوہائے ان کی آنکھوں کے سامنے بگڑتی چلی گئی تھی۔۔۔

لیکن ان کو اس بات کی تسلی تھی کہ وہ ان کے بھتیجے کے نام لگی ہوئی تھی۔۔اسے پوری طرح سے کوئی ان سے نہیں چھین سکتا تھا۔۔۔

لیکن عالم تو خود ان سے شدید نفرت کرتا۔۔۔انہیں عالم کے حوالے سے بھی خوف لاحق تھا۔۔۔

اعظم ربانی سوہائے کی بگڑتی عادتوں کو دیکھ بہت زیادہ پریشان بھی تھے۔۔۔کیونکہ وہ ان کے جس بھتیجے کی منکوحہ تھی وہ ان معاملات میں ان سے بھی زیادہ سخت گیر تھا۔۔

اسے عورتیں پردے میں ڈھکی چھپی ہی پسند تھیں۔۔وہ بہت اصول پسند اور اکھڑ مزاج تھا۔۔۔

حویلی میں سب ہی اس بات سے واقف تھے۔۔۔اس لیے اشہب عالم کے سامنے خاص احتیاط کی جاتی تھی۔۔۔

اعظم ربانی نے اسے بتایا تھا کہ اس کا نکاح ہو چکا ہے۔۔۔ مگر وہ اسے یہ بتانے کی ہمت مجتمع نہیں کر پائے تھے کہ وہ کس مزاج کی اور کتنی بولڈ لڑکی تھی۔۔

انہیں اشہب سے اس بات کا ڈر بھی تھا کہ کہیں وہ اس لڑکی کے بارے میں جان کر اسے سیدھا طلاق ہی نہ بھجوا دے۔۔۔

اس سے کوئی بعید نہیں تھی۔۔

مگر انہیں پھر بھی کہیں نہ کہیں امید تھی کہ شاید اشہب عالم اتنا سنگین اقدام نہ اٹھائے۔۔۔

اعظم ربانی کو جب محسوس ہوا کہ سوہائے اب بہت زیادہ غلط سمت جانے لگی ہے۔۔۔اور غزوان کی جان سے ناکام ہو کر راحیلہ بائی سومیہ کے ذریعے ایک بار پھر سے سومیہ پر اٹیک کرنے والی ہے تو انہوں نے ایک دن اشہب کو بلا کر ساری حقیقت اسے بتادی تھی۔۔۔

اشہب اپنے منکوحہ کی عادات واطوار جان کر سکتے میں آچکا تھا۔۔ اس نے آج تک اس لڑکی کے بارے میں کبھی اعظم ربانی سے کچھ

نہیں پوچھا تھا۔۔۔کیونکہ اسے اس لڑکی سے کوئی لنک ہی نہیں رکھنا تھا۔۔۔

لیکن اعظم ربانی اسے ایسا نہیں کرنے دے رہے تھے۔۔۔

وہ چاہتے تھے اشہب سوہائے کو واپس لے کر آئے۔۔۔جس ساری حقیقت جان کر سوہائے کی پکس اور باقی سب کچھ دیکھ وہ غصے سے پاگل ہو چکا تھا۔۔ان کے خاندان کی لڑکی ایسی بے شرم اور بے ہودہ تھی۔۔۔اور وہ بھی اس کے نام سے منسلک لڑکی۔۔۔

اس معاملے میں اشہب کی غیرت بھی آڑے آگئی تھی۔۔

"یہ لڑکی میر اشہب عالم شاہ کی بیوی نہیں بن سکتی۔۔۔جس میں شرم وحیانام کو نہیں ہے۔۔جس کو خود کو ڈھکنا نہیں آتا۔۔اپنی عزت کی حفاظت کرنا نہیں جانتی جو۔۔۔میں ایسی لڑکی کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں رکھنا چاہتا۔۔۔آپ نے بچپن میں جس مقصد کے تحت بھی میر انکاح اس لڑکی سے کروادیا۔۔۔وہ آپ کی پلاننگ ہو گی۔۔۔مگر میں ایسی لڑکی کے ساتھ اپنی زندگی برباد نہیں کر سکتا۔۔۔"

اشہب ان کی بات سنتے ہتھے سے ہی اکھڑ گیا تھا۔۔۔اعظم ربانی کو اسی بات کا ڈر تھا۔۔

وہ اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئے تھے۔۔

"میری بیٹیوں کو ریجیکٹ کرنا بہت آسان لگتا ہے نا تم لوگوں کو۔۔۔غزوان کی طرح تم بھی کوئی لڑکی دیکھی بیٹھے ہو گے اپنے لیے۔۔۔ایک جیسے ہی ہو تم دونوں کوئی فرق نہیں ہے تم دونوں میں۔۔۔"

اعظم ربانی نے اس وقت غصے سے بھڑکتے منہ میں جو آیا تھا بول دیا تھا۔۔۔وہ اس وقت یہ بھول چکے تھے کہ اشہب پہلے ہی ان پر اچھا خاصہ بگڑا ہوا تھا۔۔

"پلیز میرا موازنہ اس بھگوڑے سے مت کریں۔۔۔میں خاندان کی کسی بھی لڑکی سے شادی کرنے کو تیار ہوں۔۔۔اور نبھانے کو بھی۔۔۔مگر اس لڑکی سے بالکل بھی نہیں۔۔۔"

اشہب کسی صورت ماننے کا تیار نہیں تھا۔۔۔غزوان سے کیسے جانے والے موازنے پر اس کے منہ میں جو آیا تھا وہ بولتا چلا گیا تھا۔۔۔

اس کی ایک یہی بری عادت تھی کہ وہ غصے میں بہت کچھ بول دیتا تھا۔۔۔

"تم میری بھتیجی کو طلاق دینا چاہتے ہو۔۔۔جو اس خاندان میں کبھی نہیں ہوا وہ کرنا چاہتے ہو۔۔۔تو ٹھیک ہے میں تمہاری بات ماننے کو

تیار ہوں۔۔ مگر اس کے لیے تمہیں میری ایک بات ماننی ہو گی۔۔۔"

اشہب کا دوٹوک فیصلہ جان کر اعظم ربانی بہت پژمردگی کا شکار لگے تھے۔۔ ان کے مقابل بیٹھی زینت بیگم کی آنکھوں میں بھی آنسو اتر آئے تھے۔۔۔

"اگر تم نے سوہائے کو طلاق دے دی تو وہ لوگ اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہم سے چھین لیں گے۔۔۔ اس کے کم بخت باپ کو تو اس کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔۔ مگر اس خاندان کی زمہ داری مجھ پر ہے۔۔۔ میں اپنے خون کو رلتا ہوا نہیں دیکھ سکتا۔۔۔ ان لوگوں

نے سوہائے کے دل میں ہم لوگوں کے لیے بہت نفرت بھر رکھی ہے۔۔۔ جس میں میرے سکندر کا سب سے زیادہ ہاتھ ہے۔۔۔ سوہائے کبھی اس رشتے کو قبول کر کے ربانی ہاؤس نہیں آئے گی۔۔ رشتوں اور محبتوں سے اس کا اعتبار اٹھا ہوا ہے۔۔۔"

اشہب ان کی باتیں پر بنا کوئی تاثر دیئے خاموشی سے سن رہا تھا۔۔

"تم بس مجھ پر ایک احسان کر دو سوہائے کو میرے پاس واپس لوٹا دو۔۔۔ اس وقت سوہائے پر سب سے زیادہ حق تم رکھتے ہو۔۔۔ اسے نرمی سے اپنی مرضی کے مطابق ڈھال سکتے ہو۔۔۔ اس کے دل سے ایک بار ہمارے لیے نفرت ختم کر کے اسے واپس لوٹانے

میں میری مدد کر دو۔۔۔ پھر تم بے شک اسے طلاق دے دینا۔۔۔

وعدہ کرتا ہوں تم سے۔۔۔ میری طرف سے کوئی اعتراض نہیں

ہو گا۔۔۔"

اس وقت ان دونوں تایا بھتیجے کے درمیان یہ معاہدہ طے پایا تھا۔۔۔

"اس کے بدلے مجھے کیا ملے گا۔۔۔"

اشہب نے سوالیہ نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔

کہ وہ ان کا خیر خواہ بالکل بھی نہیں ہے۔۔

وہ یہ بات مانا تھا تو صرف اس لیے کہ اسے سمجھ آچکی تھی کہ سوہائے

اعظم ربانی کی کمزوری تھی۔۔۔

جسے وہ اپنے فائدے کے لیے استعمال کر سکتا تھا۔۔۔

"جو تم چاہو۔۔۔۔"

اعظم ربانی نے لیے یہی کافی تھا کہ وہ سوہائے کو یہاں لانے کے لیے مان گیا تھا۔۔۔

"سفیر میری بہن کو طلاق دے گا۔۔۔ اور اس کا ارسل پر بھی کسی قسم کا کوئی حق نہیں ہو گا۔۔۔ اسے ارسل کی کسٹڈی ہمیں دینی ہو گی۔۔۔"

اشہب کی بات کر اعظم صاحب نے دھواں دھواں ہوتے چہرے کے ساتھ اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

وہ ان کی بے بسی کا فایدہ اٹھا رہا تھا۔۔۔

اس وقت ان کے پاس اس بات پر حامی بھرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔۔۔وہ مان گئے تھے۔۔

جو دیکھ اشہب عالم ربانی کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔۔

مگر اشہب عالم کو بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ اس طرح اس لڑکی کی محبت میں گرفتار ہو جائے گا۔۔کہ اسے چھوڑنے کے خیال سے ہی سانسیں رکتی محسوس ہو نگی۔۔۔

اشہب سوہائے سکندر ربانی کی دنیا میں آیا تو اپنے تایا کے مجبور کرنے پر تھا۔۔۔پہلے پہل سوہائے کی عادتوں سے اسے بہت زیادہ ناگواری محسوس ہوئی تھی۔۔

مگر پھر آہستہ آہستہ وہ اس لڑکی کو سمجھنے لگا تھا۔۔۔جو ناپسندیدگی کی نہیں محبت کے قابل تھی۔۔۔

وہ بری نہیں تھی اس کے ارد گرد رہتے لوگوں اور حالات نے اسے ویسا بنا دیا تھا۔۔

خود کو بہت بولڈ اور بے شرم ظاہر کرنے والی اشہب کے قریب آنے پر اندر سے کیسے ہرنی کی طرح سہم جاتی تھی۔۔۔اشہب کو اچانک سے وہ بہت پیاری لگنے لگی تھی۔۔

ربانی ہاؤس میں کسی کی اپنے مزاج کے خلاف کی چھوٹی سی حرکت برداشت نہ کرنے والا سوہائے سکندر کی ہر الٹی سیدھی بات کو صبر سے برداشت کرنے لگا تھا۔۔۔

وہ کسی کی بری نظر اس پر اٹھتی نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔اس کی زرا سی تکلیف اشہب عالم کے دل کو بے چین کر دیتی تھی۔۔۔وہ غصے سے پاگل ہو جاتا تھا۔۔۔

اسی سب میں آکر ہی اس نے عقیل کو زندہ لاش بنا کر رکھ دیا تھا۔۔۔

سوہائے کی آنکھوں میں اسے اپنے لیے محبت محسوس ہوتی تھی۔۔۔

جو بات اسے مزید خوشی سے ہمکنار کر جاتی تھی۔۔ لیکن اس سب میں وہ کچھ وقت کے لیے یہ فراموش کر چکا تھا کہ وہ اپنے تایا سے کیا معاہدہ کر کے آیا ہے۔۔

اعظم ربانی تو شاید اسے رعایت دے ہی دیتے۔۔ مگر اس کے ارد گرد بکھرے اس کے دشمن بالکل بھی رعایت دینے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"تم ہوتی کون ہو مجھ پر آرڈر چلانے والی۔۔۔ ابھی ایک سیکنڈ میں تمہیں یہاں سے نکلوا دوں گی۔۔۔ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔ بولا نا میں انجکشن نہیں لگواتی۔۔۔"

سوہائے سکندر اگر اپنی پوری لائف میں کسی شے سے ڈرتی تھی تو وہ یہ انجکشن ہی تھا۔۔۔ اسے انجکشن سے بہت زیادہ ڈر لگتا تھا۔۔ ابھی بھی اس کے منع کرنے کے باوجود وہ نرس انجکشن لگانے پر بضد تھی۔۔۔

"سر پلیز آپ اپنی وائف کو سمجھائیں وہ انجکشن لگوانے کو تیار ہی نہیں ہیں۔۔۔ان کی طبیعت ابھی ٹھیک سے سنبھلی نہیں ہے۔۔۔ یہ لگانا ضروری ہے۔۔۔ورنہ ویکنس مزید بڑھ جائے گی۔۔"

نرس نے اندر داخل ہوتے اشہب کو بچارگی سے دیکھا تھا۔۔جبکہ سوہائے جو اس شخص کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔۔نرس کے منہ سے وائف لفظ سن کر اس کا پارہ مزید چڑھ گیا تھا۔۔۔

"یہ شخص میرا ہزبینڈ نہیں ہے۔۔۔اب تم جا رہی ہو یہاں سے یا نہیں۔۔"

وہ تپ کر بولی تھی۔۔اسے غصہ تھا کہ ہر انسان کی طرح اشہب عالم بھی اسے بھول کر چلا گیا تھا۔۔

اسے اب اس کی بھی کوئی ضرورت نہیں تھی۔۔

"رکیں۔۔۔انجکشن لگائیں انہیں۔۔۔"

اشہب نے باہر جاتی نرس کو روکتے سوہائے کی جانب آنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔

"میں نے بولا نا۔۔۔"

سوہائے پھر سے چلائی تھی۔۔۔

"شش۔۔۔۔"

اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھتا وہ اسے خاموش رہنے کا اشارہ کر گیا تھا۔۔

"اتنی محبت ہو گئی ہے مجھ سے کہ میری جدائی پر اپنی ایسی حالت بنا لی ہے۔۔۔"

اس کی جانب جھکا اس کی آنکھوں میں جھانکتے اشہب نے سوہائے کو ساکت کر دیا تھا۔۔۔وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی اس کے لفظوں پر غور کرنے لگی تھی۔۔

یہی الفاظ تو اتنے وقت سے اس کا دل بھی بول رہا تھا۔۔۔

جنہیں سننے کے لیے بھی تیار نہیں تھی وہ۔۔۔

مگر اب دل جیسے دھک سے رہ گیا تھا۔۔وہ گم صُم سی ارد گرد کی ہر شے فراموش کیے اسے تکے جا رہی تھی۔۔۔

اسے پتا بھی نہیں چلا تھا۔۔کب نرس اس کی بازو پر انجکشن لگاتی وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔

"آپ کی زندگی بہت قیمتی ہے۔۔کبھی کسی کی خاطر خود کو اذیت مت دینا۔۔۔میری خاطر بھی نہیں۔۔۔"

اشہب جھکا تھا اور اس کے ماتھے پر اپنی مہر محبت ثبت کر گیا تھا۔۔۔

"تم کون ہو۔۔۔؟؟"

سوہائے آج جاننا چاہتی تھی۔۔

وہ اتنا تو سمجھ گئی تھی کہ یہ شخص جو خود کو ظاہر کر رہا تھا ویسا بالکل بھی نہیں تھا۔۔

"ایک بار ٹھیک ہو جائیں۔۔سب بتاؤں گا۔۔۔"

اشہب اندر سے خوفزدہ تھا۔۔۔اس لڑکی کے بدگمان ہونے کے احساس سے۔۔۔شدید خوفزدہ۔۔۔

وہ دنیا میں ہر انسان سے دھوکا کھائے ہوئے۔۔ایک ٹوٹی بکھری لڑکی تھی۔۔جو اس پر اعتبار کرنا سیکھ رہی تھی۔۔

اگر سوہائے کا اعتبار ایک بار اس سے اٹھ جاتا تو دوبارہ واپس آپانا بہت مشکل تھا۔۔

اس سے پہلے کہ سوہائے کچھ بولتی۔۔۔

سکندر ربانی تیزی سے اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔اشہب اس سے دور ہوا تھا۔۔۔

"کیسی ہے میری بیٹی۔۔۔؟؟"

سکندر ربانی کو ابھی اعظم ربانی کی کال آئی تھی۔۔۔اپنے باپ کے لتاڑنے پر انہیں اپنی بیٹی کا خیال آیا تھا۔۔۔

"مر گئی ہے آپ کی بیٹی۔۔۔"

سوہائے نے خفگی سے کہا تھا۔۔۔اور ان کی جانب سے رخ موڑ لیا تھا۔۔۔

اشہب کو سوہائے کا یہ انداز دیکھ اس وقت سے خوف محسوس ہوا تھا جب وہ اس کی جانب سے بھی ایسے ہی رخ موڑنے والی تھی۔۔

ابھی تو وہ اس پر ٹھیک سے اعتبار بھی نہیں کر پا رہی تھی۔۔

سوہائے نے سکندر ربانی سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔وہ اپنا سا منہ لیے واپس لوٹ گئے تھے۔۔۔

اشہب پورا وقت سوہائے کے پاس ہی تھا۔۔سوہائے اس کی نگاہوں سے پزل ہو رہی تھی۔۔۔

وہاں آئی ہر نرس اور ڈاکٹر اشہب کی وجیہہ شخصیت سے کافی مرعوب نظر آرہی تھیں۔۔۔جو بات سوہائے کے دل پر چھڑیاں چلا رہی تھی۔۔۔

وہ ویسے ہی بہت زیادہ ہینڈ سم تھا۔۔ مگر جب وہ سیاہ شلوار سوٹ پہن کر سلیوز جو کہنیوں تک فولڈ کرتا تھا تو اس کی یہ لک دل لوٹ لینے والی ہوتی تھی۔۔۔

جب بھی کوئی نرس اشہب سے بات کرتی تھی۔۔ سوہائے اسی کی جانب دیکھ رہی ہوتی تھی۔۔ مگر میر اشہب عالم ربانی آج بھی نگاہیں اٹھا کر اگر کسی لڑکی کی جانب دیکھتا تھا تو وہ صرف سوہائے ہی تھی۔۔

نرسز اور ڈاکٹرز سے بات کرتے اس نے ایک بار بھی ان کی جانب نہیں دیکھا تھا۔۔

"سر آپ میرے ساتھ آسکتے ہیں۔۔۔ آپ سے پیشنٹ کے حوالے سے کچھ ڈسکشن کرنی ہے۔۔۔"

ڈاکٹر اشہب کے پاس آتی اسے اپنے ساتھ لے جانے کی بات کر رہی تھی۔۔

جو سن کر سوہائے کے چہرے کے زاویے بدلے تھے۔۔۔

"کیوں۔۔۔ وہ آپ کے ساتھ کیوں آئیں۔۔۔ میرے بارے میں بات کرنی ہے تو میرے سامنے کرو۔۔۔"

Don’t Copy Paste and Share Without My Permission

سوہائے تپ کر بولی تھی۔۔۔وہ پہلے سے کافی حد تک بدل چکی تھی۔۔۔ مگر اتنا وقت ہاسپٹل میں رہ رہ کر وہ اتنی چڑچڑی ہو چکی تھی کہ ہر شخص کو کاٹ کھانے کو دوڑ رہی تھی۔۔

ڈاکٹر اشہب جو بعد میں بات کرنے کا کہتی خاموشی سے نکل گئی تھی۔۔۔

"مس سوہائے آرام سے بھی بات کی جا سکتی ہے۔۔۔ ہر بار چلانا ضروری نہیں ہوتا۔۔۔"

اشہب اس کے پاس آتے بولا تھا۔۔

"نہیں کرنی مجھے آرام سے بات۔۔۔میں ایسی ہی ہوں۔۔تم جاؤ یہاں سے۔۔مجھے تم سے بھی کوئی بات نہیں کرنی۔۔تم بھی ان سب کے جیسے ہی ہو۔۔۔"

سوہائے اسے بھی خود سے دور دھکیلتے بولی تھی۔۔۔

جب اشہب نے پورے استحقاق کے ساتھ اس کی اوپر سے کمبل ہٹاتے اسے اپنی بانہوں میں اٹھالیا تھا۔۔۔

"بہت ڈھیٹ ہوں میں۔۔۔اتنی آسانی سے تو دور نہیں جاؤں گا۔۔"

اسے سینے میں بھینچے وہ ہاسپٹل سے باہر لے آیا تھا۔۔

وہ ڈاکٹر سے پرمیشن لے چکا تھا۔۔

سوہائے نے نگاہیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جو اسے گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تا اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔

سوہائے نے اس کے دور ہونے سے پہلے ہی اس کا کالر اپنی مٹھی میں دبوچ لیا تھا۔۔۔

"میری اتنی پرواہ کیوں کر رہے ہو تم۔۔۔؟ تمہارا تو مجھ سے کوئی رشتہ بھی نہیں ہے۔۔۔"

سوہائے کا دل اس شخص پر قربان جا رہا تھا۔۔وہ اس پر غصہ دکھا کر اپنے دل کو اس کی برائی کر کے اپنے تصور اور خیالات سے اسے نکالنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ مگر وہ ایسا نہیں کر پائی تھی۔۔۔

یہ شخص اس کی دھڑکنوں میں آن ٹھہرا تھا۔۔۔اسے دیکھ کر جیسے زندگی حسین لگنے لگتی تھی۔۔۔اس کا اضطراب اور بے چینی سکون میں تبدیل ہو جاتا تھا۔۔۔

"کیا پتا اس دنیا میں تم سے سب سے زیادہ گہرا رشتہ میرا ہی ہو۔۔۔؟ جسے جان کر تم بھی چاہنے کے باوجود مجھ سے دور نہ جا پاؤ۔۔۔"

اشہب اس کے ہاتھ پر بوسہ دیتا اس کے اوپر سے ہٹ گیا تھا۔۔

جبکہ سوہائے اپنی جگہ ساکت بیٹھی رہ گئی تھی۔۔

کیا رشتہ تھا اس کا اس شخص سے۔۔۔

کیا وہی جو اس کا دماغ اسے بول رہا تھا۔۔

اس شخص کا ہمیشہ سے اس پر استحقاق جماتا لمس تو کسی اور جانب کی اشارہ کرتا تھا۔۔۔

اس خیال کے ساتھ ہی سوہائے کے پورے وجود میں خوف سا سرایت کر گیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

غزوان حیدر اس وقت ربانی ہاؤس کے بڑے سے لان کے وسط میں بیٹھا تھا جب اس نے اسفر کو گاڑی سے نکل کر اندر جاتے دیکھ اتھا۔۔۔

وہ جب سے آیا تھا۔۔بار بار ربانی ہاؤس کے چکر ہی کاٹ رہا تھا۔۔

اسفر اور اس کی ایک بار بھی بات نہیں ہوئی تھی۔۔۔ایک گھر میں کئی بار آمنا سامنا ہونے کے باوجود انہوں نے ایک دوسرے کو مخاطب نہیں کیا تھا۔۔۔

ان کا بس چلتا تو نگاہوں ہی نگاہوں سے ایک دوسرے کو نگل جاتے۔۔۔

"اسفر کیوں آیا ہے۔۔۔؟؟"

قریب آتی ملازمہ سے سرسری سا پوچھا تھا اس نے۔۔۔

"سائیں وہ، ہنیم بی بی کو لینے آئے ہیں۔۔۔۔"

ملازمہ کے جواب پر غزوان کو آگ لگی تھی۔۔۔

"ہنیم کہاں جا رہی ہے اس شخص کے ساتھ۔۔۔۔؟"

اس نے اسی لمحے انو جان کو کال کی تھی۔۔اس کے منہ سے، ہنیم کے بارے میں سن کر انو جان کا خوشی سے برا حال ہوا تھا۔۔۔ غزوان کا دھیان، ہنیم کی جانب جا رہا تھا۔۔

"اسے کچھ شاپنگ کرنی تھی۔۔۔اور کوئی ساتھ جانے والا نہیں تھا تو اسفر نے کہا وہ لے جاتا ہے۔۔۔اب تو بچی کو اکیلے ڈرائیور کے ساتھ بھی نہیں بھیج سکتی تھی۔۔"

انو جان نے فوراً تفصیل بتائی تھی۔۔

"ٹھیک ہے۔۔آپ روکیں انہیں۔۔۔میں نے کام سے شہر نکلنا ہے ابھی تھوڑی دیر میں۔۔میں لے جاؤں گا اسے۔۔۔اسفر کے ساتھ بھیجنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔۔"

غزوان حیدر ربانی کی اکڑ اور انا ہر شے سے اوپر تھی۔۔۔وہ کبھی اس طرح جھکنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔ مگر اپنی منکوحہ کا کسی غیر شخص کے ساتھ جانا برداشت نہیں ہو پایا تھا اس سے۔۔۔

وہ بھی اسفر جیسے انسان کے ساتھ۔۔۔اس کی غیرت کسی طور گوارہ نہیں کر رہی تھی۔۔۔

"آپ،منیم کو شاپنگ پر لے کر جائیں گے۔۔۔"

انو جان نے اس کے الفاظ کو واپس دوہرایا تھا۔۔۔

"جی بالکل میں ہی۔۔۔"

غزوان نے بھی اپنے الفاظ پر زور دیتے کہا تھا۔۔۔ جس کے ساتھ ہی انو جان اور ان کے ساتھ بیٹھی آسیہ بیگم کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل گئی تھی۔۔۔

غزوان کا ہنیم کی جانب جھکاؤ ان کے اندر امید کی کرن جگا گیا تھا۔۔۔

ہنیم کو جیسے ہی پتا چلا تھا کہ وہ اسفر کے ساتھ نہیں غزوان کے ساتھ جا رہی تھی اس کی حالت غیر ہوئی تھی۔۔

"انو جان پلیز۔۔۔ مجھے ان کے ساتھ نہیں جانا۔۔۔"

وہ ایک بار اس کے ساتھ سفر کر چکی تھی۔۔۔جو کافی جان لیوا ثابت ہوا تھا۔۔

"ہنیم بیٹا آپ سب سے زیادہ محفوظ غزوان کے ساتھ ہی ہو۔۔وہ آپ کو شوہر ہے۔۔۔"

انو جان اچھے سے ہنیم کی کیفیت سمجھ رہی تھیں۔۔

"انو جان پچھلے پانچ سال سے میرا شوہر میرے ساتھ نہیں تھا۔۔ میں خود اپنی حفاظت کرنا بہت اچھے سے جانتی ہوں۔۔مجھے اب ان کی ضرورت نہیں ہے۔۔ آپ ان کو منع کر دیں۔۔۔مجھے نہیں جانا ان کے ساتھ۔۔۔"

ہنیم انو جان کو اس طرح انکار نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔ مگر وہ اس گھمنڈی شخص کی ضد کا حصہ بھی نہیں بن سکتی تھی۔۔

وہ اچھے سے سمجھ رہی تھی کہ غزوان حیدر یہ سب صرف اسفر کی وجہ سے کر رہا تھا۔۔

اس کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔۔

یہ سب بولتے اس کی آنکھوں میں آنسو آن ٹھہرے تھے۔۔۔ وہ اندر داخل ہوتے غزوان حیدر کو نہیں دیکھ پائی تھی۔۔۔ جس نے زینت بیگم کو اشارے سے وہاں سے جانے کا کہا تھا۔۔

"آپ پلیز انہیں منع کر دیں۔۔۔مجھے جانا ہی نہیں ہے شاپنگ کرنے۔۔۔کسی کے ساتھ بھی۔۔۔"

ہنیم اپنے آنسو صاف کرتے پلٹی تھی۔۔۔

جب اپنے بالکل پیچھے کھڑے غزوان حیدر کو دیکھ اس کی رنگت اس زرد ہوئی تھی۔۔۔

تو کیا وہ اس کی ساری بات سن چکا تھا۔۔۔

"اسفر کے ساتھ جا سکتی ہو۔۔۔میرے ساتھ نہیں۔۔۔وجہ جان سکتا ہوں میں۔۔۔؟"

سینے پر باوز باندھے وہ اسے سرد نگاہوں سے گھورتے پوچھ رہا تھا۔۔۔ہنیم فوراً پیچھے ہوتی۔۔۔درمیانی فاصلہ بڑھا گئی تھی۔۔۔

"میں آپ کو جواب دینا ضروری نہیں سمجھتی۔۔۔"

ہنیم نے چہرا جھکاتے کہا تھا۔۔۔

غزوان حیدر نے بغور اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

اس کے سر پر رکھا ریشمی دوپٹہ بار بار پھسل رہا تھا۔۔۔

غلافی پلکوں کو جھپک جھپک کر وہ اپنے آنسو اندر دھکیلنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

نتھ آج بھی اداس ہی تھی۔۔۔

غزوان کی نظر اس کی کلائی میں پڑی سیاہ پٹی پر پڑی تھی۔۔ جو اسے وہاں بندھی کافی عجیب سی لگی تھی۔۔

مگر وہ بولا نہیں تھا۔۔

غزوان نے اس کی ٹھوڑی کو اپنی گرفت میں لیتے اس کے چہرے کو اوپر اٹھایا تھا۔۔۔

"ہنیم ربانی مجھے غصہ دلانے کی کوشش مت کرو۔۔۔ تم اب بھی میری ملکیت ہی ہو۔۔۔ مجھے جواب دینے کی پابند۔۔۔ میں تمہارے ساتھ کوئی جبری رشتہ نہیں بنانا چاہتا۔۔۔

مجھے مجبور مت کرو۔۔۔ کہ اپنی ضد میں آکر میں اپنے ساتھ ساتھ تمہاری بھی پوری زندگی برباد کر دوں۔۔۔"

غزوان حیدر کی آنکھوں سے آگ نکل رہی تھی۔۔ریجکشن تو اسے کسی قیمت پر برداشت نہیں تھی۔۔۔۔

ہنیم نے اس کا ہاتھ اپنے چہرے سے جھٹک دیا تھا۔۔۔

"میں بھی وہ کمزور سی،ہنیم نہیں ہوں مسٹر غزوان حیدر جو آپ کے غصے سے ڈر جاؤں گی۔۔۔ عورتوں کو انصاف دلاتی ہوں۔۔۔اپنے ساتھ ناانصافی کسی قیمت پر برداشت نہیں کروں گی اب۔۔ آپ کو میں اتنی کی بری لگتی ہوں تو طلاق کیوں نہیں دے دیتے مجھے۔۔۔

مگر نہیں آپ ایسا نہیں کریں گے۔۔۔ڈر لگتا ہے نا آپ کو۔۔۔ تایا جان آپ کو عاق کر دیں گے۔۔۔"

ہنیم کو اس شخص کا یہ دھونس جماتا انداز غصہ دلا گیا تھا۔۔وہ اس شخص کے آگے کسی قیمت پر کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔۔

جبکہ غزوان اس کی بات سن کر شدید غصے کے باوجود اپنے ہونٹوں پر آتی مسکراہٹ نہیں روک پایا تھا۔۔۔

"تمہیں اب بھی لگتا ہے کہ مجھے تمہارے تایا جان کی جائیداد کی پرواہ ہے۔۔۔ تم جیسی جذباتی بچی کو ایڈوکیٹ کس نے بنا دیا۔۔۔ مجھے نہ پہلے اپنی مرضی کرنے سے کوئی روک پایا ہے اور نہ آگے

کوئی روک پائے گا۔۔غزوان حیدر کسی سے نہیں ڈرتا۔۔۔یہ مائنڈ گیم کسی اور کے ساتھ کھیلنا۔۔جب میں یہاں نہیں تھا تو جو تمہاری مرضی تھی تم نے کیا۔۔اب میں آگیا ہوں۔۔اب تم میری مرضی سے رہو گی۔۔۔اور میری مرضی یہی ہے کہ تم اس اسفر سے دور رہو گی۔۔۔"

غزوان نے اس کا مذاق اڑاتے آخر میں نہایت ہی سنجیدہ انداز میں اسے وارن کیا تھا۔۔۔

ہنیم اس شخص کی اکڑ دیکھ ضبط کر کے رہ گئی تھی۔۔۔

"تیار ہو جاؤ۔۔۔ابھی تھوڑی دیر میں شہر کے لیے نکلنا ہے ہمیں۔۔۔"

غزوان واپس پلٹتے کہا تھا۔۔

"مجھے کہیں نہیں جانا۔۔۔"

ہنیم اس کے پاس سے گزرتی تیزی سے باہر کی جانب بڑھی تھی۔۔ جب غزوان نے راستے میں ہی اس کا بازو تھام کر اسے اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔۔۔

"کافی اچھا پارٹنر ہوں۔۔۔بور نہیں ہو گی تم میرے ساتھ۔۔۔"

اب کے وہ بہت اچھے سے بول رہا تھا۔۔۔

"آپ صرف اسفر کو نیچا دکھانے کے لیے مجھے اپنے ساتھ لے کر جانا چاہتے ہیں۔۔۔مجھے نہیں جانا آپ کے ساتھ۔۔۔"

ہنیم صاف گوئی سے بولی تھی۔۔۔

"ایسا نہیں ہے۔۔ہاں وہ مجھے برا لگتا ہے۔۔۔اپنی منکوحہ ہو اس کے ساتھ اکیلے نہیں جانے دے سکتا۔۔ مگر تمہیں اپنے ساتھ کسی کو نیچا دکھانے کے لیے نہیں لے جا رہا۔۔۔"

غزوان حیدر نے بھی اب کی بار قدرے نرمی سے جواب دیا تھا۔۔

ہنیم کو اس شخص کی یہ نرمی ہضم نہیں ہو رہی تھی۔۔ مگر پھر بھی وہ مان گئی تھی۔۔۔

اسے شاپنگ کے ساتھ ساتھ ویسے بھی کام تھا۔۔۔اس کا جانا ضروری تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

سوہائے کی طبیعت اب کافی بہتر تھی۔۔

اشہب نے اس کا بہت زیادہ خیال رکھا تھا۔۔۔ سکندر ربانی کو اس پورے عرصے میں سوہائے نے اپنے قریب بھی نہیں آنے دیا تھا۔۔

"مجھے تم سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔۔۔"

کچھ دیر پہلے سکندر ربانی نے اسے اپنے پاس بلوایا تھا۔۔

اشہب صبح سے نجانے کہاں غائب تھا،نیم نہیں جانتی تھی۔۔ مگر وہ اسے بہت زیادہ مس کر رہی تھی۔۔

وہ جب بھی اس سے زرا سا دور جاتا تھا سوہائے بے چین ہو جاتی تھی۔۔اسے کسی بھی قیمت پر وہ شخص اپنے پاس چاہیے تھا۔۔

جتنی کیئر اشہب اس کی کرتا تھا آج تک کبھی کسی نے نہیں کی تھی۔۔وہ اس کی چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھتا تھا۔۔۔اس کے نخرے اٹھاتا تھا۔۔۔

سوہائے اس کی دیوانی ہو چکی تھی۔۔۔

اشہب اچھے سے سمجھ رہا تھا۔۔ مگر ابھی دونوں میں سے کسی نے بھی محبت کا اظہار نہیں کیا تھا۔۔

اشہب کے اندر ایک خوف تھا۔۔۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سوہائے کو اس سے چھیننے کی کوشش کی جائے گی۔۔

مگر وہ ایسا نہیں ہونے دینا چاہتا تھا۔۔۔

اس کے تایا جان الگ ضد پر اڑے ہوئے تھے۔۔ جنہیں کچھ بھی کر کے وہ منا سکتا تھا۔۔۔ مگر راحیلہ بائی اس کی سب سے بڑی دشمن تھی۔۔ جو اعظم ربانی کے بعد اسے ہی اپنا سب سے بڑا دشمن مانتی تھی۔۔

اور اسے بھی برباد کرنے کا پورا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔

اشہب اس کے کوٹھے پر دوبار چھاپا ڈلوا اسے اریسٹ کروا چکا تھا۔۔ راحیلہ بائی بھی اسے نقصان پہنچانے کی پر ممکن کوشش کرتی تھی۔۔

اب بھی وہ یہی کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔۔

کیونکہ اس بار اشہب نے اس کے ہاتھ میں موقع تھما دیا تھا۔۔

راحیلہ بائی کی سورسز بہت تیز تھیں۔۔۔وہ اعظم ربانی اور اشہب عالم کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر نظر رکھتی تھی۔۔

اشہب بس سوہائے کو اپنی جانب سے ہرٹ نہیں ہونے دینا چاہتا

تھا۔۔۔

بہت مشکل سے وہ اسے سنبھال پایا تھا۔۔۔اس بگڑی ہوئی لڑکی کو

کافی حد تک سدھار چکا تھا۔۔

سوہائے اب سکندر ربانی کو اگنور کرتی تھی مگر ان سے بد تمیزی نہیں

کرتی تھی۔۔۔وہ جو چیز اپنے باپ سے چاہتی تھی وہ تحفظ اسے

اشہب سے مل چکا تھا۔۔۔

وہ شخص اس کی بہت زیادہ کیئر کرتا تھا۔۔

سوہائے اس وقت بھی بے چینی سے اشہب کا ویٹ کر رہی تھی جب سکندر ربانی نے اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔

"پیر سائیں چاہتے ہیں کہ تم ان کے پاس لوٹ جاؤ۔۔۔"

سکندر ربانی نے ایک بار پھر سے وہی بات دوہرائی تھی۔۔۔ جو سن کر سوہائے آپے سے باہر ہوئی تھی۔۔۔

"مجھے نہیں جانا وہاں۔۔۔ آخر آپ کے پیر سائیں کیوں مجھے وہاں بلانا چاہتے ہیں۔۔۔ آپ پلیز مجھے بتانا پسند کریں گے۔۔"

سوہائے اب کے چڑ کر بولی تھی۔۔۔

ہر وقت اس کے سر پر یہ پیر سائیں نامی تلوار آن لٹکتی تھی۔۔۔

"کیونکہ تم ان کے پوتے کی منکوحہ ہو۔۔۔ بچپن میں نکاح ہو چکا ہے تمہارا امیر عالم ربانی سے۔۔۔"

سکندر ربانی نے بہت ہی سرسری سے انداز میں اس کے سر پر بم پھوڑا گیا۔۔۔ وہ ایسے بول رہے تھے جیسے ان کے لیے یہ بہت ہی غیر اہم بات تھی۔۔۔

مگر سوہائے کی تو ہستی ہل گئی تھی۔۔۔

وہ تو اشہب عالم سے محبت کا اظہار کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔

سوہائے جیسی اونچی ناک رکھنے والی لڑکی کو اس بات کی بھی پرواہ نہیں تھی کہ وہ ایک ڈرائیور تھا۔۔۔اسے بس اشہب چاہیے تھا۔۔

اپنی باقی کی پوری زندگی کے لیے۔۔

مگر یہ کیا ہو گیا تھا اس کے ساتھ۔۔۔

وہ بچپن میں ہی کسی اور کے نام لگا دی گئی تھی۔۔۔

"پیر سائیں بہت زیادہ محبت کرتے ہیں تم سے۔۔۔وہ اب تمہیں اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔۔۔ان کا کہنا ہے کہ اگر تم ان کے پوتے سے طلاق لے کر اپنی زندگی کسی اور کے ساتھ شروع کرنا چاہتی ہو تو انہیں اس بات سے بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔۔۔"

سکندر ربانی نے اعظم ربانی کے الفاظ دوہرائے تھے۔۔۔

جبکہ سوہائے غائب دماغی سے ان کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔اسے ابھی تک اس بات پر یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ کسی کی منکوحہ تھی۔۔۔اور وہ بھی ایسے شخص کی جسے اس کی پرواہ ہی نہیں تھی۔۔ جس نے پلٹ کر ایک بار اس کی خبر تک نہیں لی تھی۔۔۔

وہ تو اشہب کو چاہنے لگی تھی۔۔۔اس شخص کے بغیر رہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

"مجھے نہیں جانا۔۔۔میں نہیں مانتی کسی بھی نکاح کو۔۔"

سوہائے نے صاف انکار کیا تھا۔۔۔۔

"اسلام و علیکم۔۔۔۔۔"

اس سے پہلے کہ سکندر ربانی کچھ بولتے وہاں داخل ہوتے اعظم ربانی کو دیکھ وہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھے تھے۔۔۔ جبکہ سوہائے وہاں بیٹھی خاموشی سے ان کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔ان کے ساتھ آئے گارڈز اور ملازمین دروازے پر ہی رک گئے تھے۔۔۔

سکندر ربانی انہیں ملنے کے لیے آگے بڑھے تھے۔۔

مگر اعظم ربانی انہیں صاف نظر انداز کرتے سوہائے کی جانب بڑھتے شفقت بھرے انداز میں اس کے سر پر ہاتھ رکھ گئے تھے۔۔۔سوہائے سن سی بیٹھی ان کے لمس میں موجود اپنایت

محسوس کر گئی تھی۔۔۔ان کے انداز میں بہت زیادہ محبت اور شفقت تھی۔۔۔جس سوہائے نے کبھی سکندر ربانی کے انداز میں محسوس نہیں کی تھی۔۔۔۔

اسے اب تک اس بات کا اندازہ ہی نہیں تھا کہ اس کے سگے باپ کو اس کی اتنی فکر نہیں تھی جتنی اس کے تایا کو تھی۔۔۔

"ہم آپ کو لینے آئیں ہیں بیٹا۔۔۔بہت ہی محبت کے ساتھ۔۔۔ ہمارا آپ سے کوئی مطلب نہیں ہے۔۔ہم اپنی بیٹی کو اپنے پاس اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھنا چاہتے ہیں۔۔۔ہم وعدہ کرتے ہیں

آپ سے۔۔۔ آپ کو کبھی کسی بات کی پریشانی نہیں ہو گی وہاں۔۔ آپ جو چاہیں گی وہاں بالکل ویسا ہی ہو گا۔۔"

اعظم ربانی سکندر ربانی کی وہاں موجودگی کو پوری طرح سے اگنور کرتے خود سوہائے سے بات کر رہے تھے۔۔اس شخص نے اپنی اولاد کی قدر نہیں کی تھی۔۔۔ مگر اعظم ربانی کو اپنے خاندان کے ہر بچے کی پرواہ تھی۔۔اور سوہائے کی محرومیوں بھری زندگی دیکھ ان کا سافٹ کارنر سوہائے کے لیے سب سے زیادہ تھا۔۔۔

سوہائے ان کے اتنے اچھے انداز پر ان سے بدتمیزی نہیں کر پائی تھی۔۔مگر وہ ان کے ساتھ نہیں جانا چاہتی تھی۔۔۔اسے اشہب

سے بات کرنی تھی۔۔۔اسے سب بتانا تھا۔۔اسے ڈر تھا کہ کہیں اس کے نکاح کا سن کر وہ اس سے بدگمان نہ ہو جائے۔۔ویسے ہی وہ اس کے معاملے میں اتنا زیادہ پوزیسو تھا۔۔

"پلیز انکار مت کیجیے گا بیٹا۔۔۔ہم بہت امید کے ساتھ آپ کو لینے آئے ہیں۔۔۔ربانی ہاؤس میں بھی سب آپ کا بہت شدت سے انتظار کر رہے ہیں آپ کا۔۔۔ہماری امید مت توڑیئے گا۔۔۔"

اعظم ربانی اس کی خاموشی پر خوفزدہ ہو گئے تھے۔۔

"میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں۔۔آپ کے بیٹے سے شادی نہیں کر سکتی۔۔۔"

سوہائے کو اندازہ نہیں تھا کہ کس کے سامنے کیسے بات کرنی ہے۔۔

نہ اسے کبھی ایسا کچھ سکھایا گیا تھا۔۔۔اس لیے اس نے بنا کوئی لحاظ کیے ان کے منہ پر بول دیا تھا۔۔۔جو سن کر اعظم ربانی نے سکندر ربانی کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جو خاموشی سے ایک جانب بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

"میں نے کہا ناوہاں وہی ہو گا جو آپ چاہیں گی۔۔۔آپ جس کو بھی پسند کرتی ہیں اسی سے شادی ہو گی آپ کی۔۔۔"

اعظم ربانی آج اسے ہر حال میں لے جانا چاہتے تھے۔۔۔

"میں کیسے بھروسہ کرلوں آپ کی بات پر۔۔۔ آج تک ہمیشہ سب نے دھوکا ہی دیا ہے مجھے۔۔۔وہاں لے جانے کے بعد اگر آپ اپنی زبان سے پلٹ گئے تو میرا کیا ہو گا۔۔۔ سوری میں آپ کے ساتھ نہیں آسکتی۔۔ میں جس انسان سے محبت کرتی ہوں اب وہی کافی ہے میرے لیے۔۔۔"

سوہائے کو اس دنیا میں کسی پر بھی یقین نہیں تھا۔۔ سوائے اشہب کے۔۔۔ جس کے بارے میں اتنے یقین سے بولتی اس بات سے بالکل انجان تھی کہ اس کا یہ یقین ابھی تھوڑی دیر میں ٹوٹنے والا تھا۔۔۔

"کیا ہم اس انسان کا نام جان سکتے ہیں۔۔ جس سے آپ محبت کرتی ہیں۔۔۔۔"

اعظم ربانی نے وہاں سے اٹھتی سوہائے سے پوچھا تھا۔۔۔

"جی بالکل۔۔۔۔اشہب نام ہے اس کا۔۔۔"

سوہائے نے نام لینے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کی تھی۔۔ اسے لگا تھا کہ ایک ڈرائیور کا نام سن کر وہ لوگ حیران ہو نگے۔۔۔ مگر ان دونوں کے چہرے کے تاثرات تک میں کوئی بدلاؤ نہیں آیا تھا۔۔۔ جو بات سوہائے کے لیے بہت زیادہ حیرانی کا باعث تھی۔۔۔

مگر اگلا ہی لمحہ اس کے لیے بہت مشکل تھا۔۔۔جب اعظم ربانی کے ہونٹوں سے نکلنے والے الفاظ سوہائے کے قدموں کو وہیں جکڑ گئے تھے۔۔۔

"اور اگر میں کہوں کہ اشہب ہی آپ کو شوہر اور ہمارا بھتیجا میر اشہب عالم ربانی ہے تو۔۔۔وہ یہاں صرف ہمارے کہنے پر آپ کے پاس آیا تھا تو۔۔۔وہ ایک معاہدے کے تحت یہاں اپنی ایک ڈیوٹی نبھانے آیا تھا۔۔۔اس کی جانب سے آپ کے لیے کوئی دلی وابستگی نہیں تھی۔۔۔ہمارے مجبور کرنے پر وہ یہاں آیا تھا۔۔۔

کیا یہ سب جاننے کے بعد بھی آپ اس انسان کی محبت کی خاطر اپنے اتنے سارے مخلص رشتوں سے منہ موڑ لیں گی۔۔۔"

اعظم ربانی بول رہے تھے جبکہ سوہائے اپنی جگہ پتھر کی ہو چکی تھی۔۔۔ اسے لگا تھا وہ اب کبھی اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائے گی۔۔۔

جو لڑکی کبھی کسی کے سامنے نہیں روئی تھی۔۔۔ اس وقت وہ اپنے آنسو نہیں روک پائی تھی۔۔۔

اسے اپنا دل بند ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ وہ شخص کسی اور کے کہنے پر اس کے اتنے قریب آیا تھا۔۔۔ وہ عزت، بے پناہ استحقاق، پرواہ

وہ سب جھوٹ تھا۔۔۔وہ اسے صرف اپنی ڈیوٹی مان کر پورا کر رہا تھا۔۔۔

اس کے قریب وہ کسی معاہدے کے تحت آیا تھا۔۔۔اس کی قریب آنے کا اس شخص کا اپنا مقصد تھا۔۔

وہ جس پر اعتبار کر کے اپنا دل سے چکی تھی وہ بھی باقی دنیا کی طرح مطلبی نکلا تھا۔۔

سوہائے نے سسکتے آنکھیں موندلی تھیں۔۔۔اس کا پورا وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا۔۔۔وہ شدید اذیت اور درد کا شکار تھی اس وقت۔۔۔

لیکن وہ اس شخص پر کسی بات کا الزام نہیں لگا سکتی تھی۔۔۔ غلطی اس کی تھی کہ اس نے اپنے گرد بنائی حدود میں اس شخص کو داخل ہونے دیا تھا۔۔۔ آج تک کبھی کسی کو اتنی اہمیت نہیں دی تھی اس نے کے کسی کے دھوکے سے اسے تکلیف پہنچے۔۔۔ یہاں تک کہ وہ اپنے باپ سے بھی ہر امید ختم کر چکی تھی۔۔

مگر اشہب عالم پر بھروسہ کرنے کی بہت بڑی غلطی کر کے اسے اپنے دل کے اس مقام پر بیٹھا دیا تھا۔۔ جہاں سے اب اس کے نکلنے سے اسی تباہی اور بربادی برپا ہونی تھی۔۔۔ جس سے وہ زندگی بھر نہ سنبھل پاتی۔۔۔۔

اپنی آنکھوں سے گرتے آنسوؤں کو رگڑتے اس نے پلٹ کر اعظم ربانی کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ اعظم ربانی کو اس لمحے سوہائے کی حالت دیکھ کر بہت تکلیف ہوئی تھی۔۔۔ مگر وہ اسے بڑی اذیت سے بچانا چاہتے تھے۔۔ اس لیے اس وقت اس کا دل توڑنا ضروری تھا۔۔۔

"میں آؤں گی آپ کے ساتھ۔۔۔"

سوہائے نے یہ الفاظ کتنی مشکل سے ادا کیے تھے یہ وہی جانتی تھی۔۔۔ چاہے اس کی سانس بھی نکل جاتی مگر وہ ترس اور ہمدردی نہیں برداشت کر سکتی تھی اپنے لیے کسی کی بھی۔۔۔

اس کا فیصلہ سن کر اعظم ربانی بہت زیادہ خوش ہوئے تھے۔۔۔

انہیں سوہائے سے یہی امید تھی۔۔ ان نے جو سوچا تھا ویسا ہی ہوا تھا۔۔۔

اعظم ربانی نے گھر کال کر کے سب کو بتا دیا تھا کہ وہ سوہائے کو ساتھ واپس لا رہے ہیں۔۔۔ جو سن کر پورے ربانی ہاؤس میں خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی۔۔۔ سکندر ربانی اپنی جگہ بالکل خاموش تھے۔۔۔

سوہائے ان کا گھر چھوڑتے وقت نہ تو ان سے ملی تھی۔۔۔ نہ اپنی ماں سے ملنے گئی تھی۔۔

اس نے ان دونوں کے آگے کسی قسم کا کوئی شکوہ شکایت نہیں کی تھی۔۔۔بہت ہی خاموشی کے ساتھ وہ ان کا گھر چھوڑ کر چلی گئی تھی۔۔۔اس بات نے سکندر ربانی کے دل کو جیسے مسل دیا تھا۔۔۔جب تک وہ گھر تھی۔۔انہیں کبھی اس کی کوئی پرواہ نہیں رہی تھی۔۔مگر اب اس کے چلے جانے کے بعد انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے انہوں نے اپنی زندگی کا سب سے قیمتی اثاثہ گنوا دیا تھا۔۔

ان کا گھر بالکل سونا ہو گیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ہنیم کو ایک بہت اہم کیس کی سٹڈی کرنی تھی۔۔ گھر میں شادی کی وجہ سے اتنا ہنگامہ مچا ہوا تھا کہ وہ اپنے کمرے میں بیٹھ کر بھی سکون سے کام نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

اس کی پریشانی دیکھتے زینت بیگم نے اسے وہیں ربانی ہاؤس میں ہی ایک جانب بنے ڈیرے پر بھیج دیا تھا۔۔۔ جہاں اب کوئی نہیں جاتا تھا۔۔۔

وہ درختوں اور پودوں کے بیچ پلرز سے بنا ہوا بڑا سا کمرہ تھا۔۔۔ جس میں دیواریں نہیں تھیں۔۔ صرف پلرز پر ہی کھڑا کیا گیا تھا۔۔۔

اس کے ارد گرد بہت سارے درخت اور پودے تھے۔۔۔ہنیم پہلے بھی کبھی کبھی یہاں آجاتی تھی۔۔۔

اسے یہ جگہ بہت ہی پر سکون سی لگتی تھی۔۔۔جہاں وہ آرام سے بیٹھ کر کام کر سکتی تھی۔۔۔

ہنیم اپنے کام میں اتنی مصروف تھی کہ اسے ٹائم گزرنے کا پتا ہی نہیں چلا تھا۔۔ہلکی ہلکی بارش شروع ہو چکی تھی۔۔۔ہوا میں خنکی کا احساس کافی بڑھ چکا تھا۔۔ہنیم نے اپنے گرد بڑی سی گرم شال لپیٹ رکھی تھی۔۔۔

اسے ہوش تب آیا تھا جب بارش کی شدت کافی زیادہ بڑھ گئی تھی۔۔۔وہ ٹیبل سے اپنی ساری فائلز سمیٹتی اٹھی تھی۔۔

مگر موسلا دھار بارش میں اس کا ایک قدم بھی چل پانا مشکل تھا۔۔۔

"اب کیا کروں۔۔۔۔؟؟"

اندھیرا ابھی کافی پھیل گیا تھا۔۔۔ہنیم کو خوف محسوس ہونے لگا تھا۔۔۔اس طرف کوئی نہیں تھا۔۔۔

زینت بیگم نے بھی آج اعظم ربانی کے ساتھ کسی رشتہ دار کی عیادت کو جانا تھا۔۔۔اگر وہ ہوتی تو ہنیم کو اتنی امید ضرور رہتی کہ وہ اسے لینے کے لیے کسی کو بھیج دیں گی۔۔۔انہوں نے اسے یہاں

آنے سے پہلے خاص ہدایت کی تھی کہ وہ ٹائم سے واپس آجائے۔۔۔ مگر اس کے دماغ سے بالکل نکل گیا تھا۔۔۔

اب وہ روہانسی صورت لیے کھڑی تھی وہاں۔۔۔

اتنی شدید بارش میں کسی نے اس جانب آنا بھی نہیں تھا۔۔

وہ اکثر ایسے ہی لاپرواہی کر جاتی تھی۔۔۔ لیکن آج وہ بری پھنس گئی تھی۔۔

بادلوں کی گھن گرج لمحہ بالمحہ اس کے خوف میں اضافہ کر رہی تھی۔۔

ہنیم کو اچانک سے موبائل کا خیال آیا تھا۔۔وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھی تھی۔۔۔موبائل کی چارجنگ بہت کم تھی۔۔۔

کسی بھی لمحے بند ہو سکتا تھا۔۔

جب اس نے جلدی سے صائمہ بھابھی کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔ان کی جانب سے کال اٹینڈ نہ ہونے پر اس نے زینت بیگم کو کال کی تھی۔۔

وہ جانتی تھی کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے انو جان اس کی کال ضرور پک کرتی تھیں۔۔

"کیا ہوا میری گڑیا رو کیوں رہی ہے۔۔۔؟؟"

اس کی آنسوؤں میں ڈوبی آواز سنتے انو جان پریشان ہوئی تھیں۔۔۔

"تم پریشان نہ ہو میں کسی کو بھیجتی ہوں وہاں۔۔۔ تم خود مت آنا۔۔۔ اگر تمہیں ٹھنڈ لگ گئی تو بیمار پڑ جاؤ گی۔۔۔"

اسے سختی سے ہدایت کرتے وہ ابھی مزید نجانے کیا کہہ رہی تھیں۔۔ جب موبائل آف ہو جانے کی وجہ سے کال کٹ گئی تھی۔۔۔

ہنیم وہیں ایک جانب رکھی کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔ جب اسے دور سے کوئی بارش میں اپنی جانب آتا دکھائی دیا تھا۔۔۔ ٹارچ کی روشنی آہستہ آہستہ واضح ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

جب قریب آتے شخص کو دیکھ،منیم کا دل زور سے دھڑک اٹھا تھا۔۔۔

غزوان حیدر اتنی شدید بارش میں اسے لینے آیا تھا۔۔۔انو جان اس کے معاملے میں کسی پر اعتبار نہیں کرتی تھیں۔۔

سوائے اپنے بیٹے کے۔۔۔جس نے اسے سب سے زیادہ تکلیف پہنچائی تھی۔۔۔

ہاتھ میں چھتری اٹھائے وہ بلیک جینز کے اوپر وائٹ ٹی شرٹ پہنے بہت زیادہ ڈیشنگ لگ رہا تھا۔۔۔

اس سے نگاہیں ہٹانا منیم کے لیے مشکل ہوا تھا۔۔۔

"آپ یہاں۔۔۔"

ہنیم اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔۔۔اسے دیکھ کر ایک تحفظ کا احساس ہوا تھا۔۔۔

"آپ کو لینے کے لیے بھیجا گیا ہے۔۔۔"

چھتری کو سائیڈ پر رکھتے وہ اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔جو ٹھنڈ کی وجہ سے تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔

اس کے الفاظ پر ہنیم کا دل کٹ گیا تھا۔۔وہ یہ بھی تو بول سکتا تھا کہ اسے لینے آیا ہے۔۔۔۔

کسی کا حوالہ دینا ضروری تھا۔۔

مگر اس شخص کو دل رکھنا آتا ہی کہاں تھا۔۔۔

"مجھے نہیں جانا آپ کے ساتھ۔۔۔"

ہنیم اس کی جانب سرد نگاہوں سے دیکھتی اپنا رخ موڑتے دوسری جانب چلی گئی تھی۔۔

"میں اتنی ٹھنڈ میں آپ کے نخرے اٹھانے نہیں آیا۔۔۔ آپ کو آنا ہے تو آئیں ورنہ میں چلا جاؤں گا۔۔۔"

غزوان اپنے مخصوص بے لچک لہجے میں بولا تھا۔۔۔

"تو چلے جائیں۔۔۔"

ہنیم پلر کے قریب بالکل کنارے پر جا کھڑی ہوئی تھی۔۔ جہاں سے بارش کے قطرے اسے بھیگو رہے تھے۔۔

"ہنیم۔۔۔"

غزوان نے سب کے غصے سے اسے پکارا تھا۔۔۔

ہنیم پھر بھی نہیں پلٹی تھی۔۔ جب غزوان اسے بازو سے پکڑ کر پیچھے کھینچ چکا تھا۔۔۔

"کافی زیادہ ٹھنڈ ہے۔۔۔ تم بیمار پڑ جاؤ گی۔۔۔"

اس کی بات پر ہنیم نے حیرت سے اس کے جانب دیکھا تھا۔ گھر کے سب لوگ اس بات سے واقف تھے کہ ہنیم اگر زرا سا بھی بارش میں بھیگ جاتی تو اس کا شدید بیمار ہونا لازم تھا۔

یہ شخص اس بارے میں کیسے جانتا تھا۔۔۔

"میں نے اسفر کو کال کی ہے۔۔ وہ مجھے لینے آرہے ہیں۔۔ آپ جاسکتے ہیں یہاں سے۔۔۔"

ہنیم اس کا یہ احسان کسی قیمت نہیں لینا چاہتی تھی۔۔۔

جبکہ دوسری جانب اسفر کا نام سنتے ہی غزوان کا دماغ گھوم گیا تھا۔۔۔

ہنیم کی کمر میں بازو حمائل کرتے اسے اپنے قریب تر کرتے وہ اس کے فرار کی ساری راہیں مسدود کر گیا تھا۔۔۔

ہنیم نے اس کے اس جارحانہ عمل پر گھبرا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

غزوان کا چہرا اس کے بے پناہ قریب تھا۔۔۔۔

دونوں کی سانسیں ایک دوسرے میں الجھنے لگی تھیں۔۔۔

غزوان نے اپنا موبائل نکالتے گیٹ پر موجود گارڈ کو کال ملائی تھی۔۔

"اسفر ربانی کے لیے آج کی رات ربانی ہاؤس کا گیٹ نہیں کھلنا چاہیے۔۔اگر ایسا ہوا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔"

غزوان کی نگاہیں،ہنیم پر گڑھی ہوئی تھیں۔۔۔چبھا چبھا کر بولتا وہ گارڈز کے ساتھ ساتھ،ہنیم کو بھی خوفزدہ کر گیا تھا۔گارڈ کی جانب سے اثبات میں جواب دینے پر اس نے کال کاٹ پر موبائل پاکٹ میں رکھ دیا تھا۔۔۔

اب وہ پوری طرح اس کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔۔

غزوان کے وجود کی حدت ملنے کی وجہ سے اس کی ٹھنڈ کافی حد تک کم ہو چکی تھی۔۔

مگر اب اسے اس شخص کی اس قدر نزدیکی خوفزدہ کر رہی تھی۔۔۔

"اسفر ربانی اتنا اہم کیوں ہے تمہارے لیے۔۔۔۔"

غزوان کی نگاہیں اس کی ٹھوڑی پر بنے خم سے ہوتیں اس کی گردن کے عین وسط میں چمکتے تل پر آن ٹھہری تھیں۔۔۔۔

جو ہر بار اسے بے چین کر جاتا تھا۔۔۔

جبکہ اپنی کمر میں محسوس ہوتا اس کے بازو کا لمس سوہائے کی جان نکال رہا تھا۔۔۔

اس نے غزوان کے سینے پر دباؤ ڈالتے اسے پیچھے دھکیلنا چاہا تھا مگر ایسا نہیں کر پائی تھی۔۔۔وہ اس کی دونوں کلائیاں تھما کر کمر کے پیچھے لاک کرتا اسے پوری طرح اپنی رحم و کرم پر لے آیا تھا۔۔۔

"کیونکہ وہ آپ سے کئی درجے اچھا ہے۔۔۔"

ہنیم کی دھڑکنیں اس کا ساتھ چھوڑ رہی تھیں۔۔۔

مزاحمت کرنے کی کوشش میں،ہنیم کی گردن سے شال پھسل کر کندھوں پر ڈھلک آئی تھی۔۔۔

غزوان حیدر کو اپنے حواس ساتھ چھوڑے محسوس ہو رہے تھے۔۔

برستی بارش اور ہر جانب چھائی تاریکی رومانوی منظر پیش کر رہی

تھی۔۔۔اور اس سب سے بھی بڑھ کر بانہوں میں موجود یہ قیامت خیز حسن۔۔۔جس پر وہ پوری ملکیت رکھتا تھا۔۔۔اس کا گریز اور کپکپاہٹیں غزوان حیدر کو مزید بھڑکا رہی تھیں۔۔۔

وہ جھکا تھا اور ہنیم کی گردن کے وسط میں چمکتے تل پر اپنے لبوں کا شدت بھرا لمس چھوڑتا اپنے دل کی جلتی سرزمین کو ٹھنڈک کا احساس بخش گیا تھا۔۔۔۔

اس نے آج اس لڑکی کو آج پہلی بار اس طرح چھوا تھا۔۔۔جبکہ ہنیم کو لگا تھا وہ اب دوبارہ آنکھیں نہیں کھول پائے گی۔۔۔اس شخص کا سامنا نہیں کر پائے گی۔۔۔

Don't Copy Paste and Share Without My Permission

جور کا نہیں تھا گردن سے ہوتا وہ اس کے ایک ایک حصے کو اپنے ہونٹوں سے چھوتا تھوڑی تک آیا تھا۔۔۔اس کی مونچھوں کی چبھن اور ہونٹوں کے پر تپش لمس پر، منیم تڑپ اٹھی تھی۔۔۔وہ مسلسل مزاحمت کر رہی تھی۔۔

مگر غزوان اسے آزاد کرنے کو بالکل بھی تیار نہیں تھا۔۔۔ایک تشنگی تھی جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔وہ جتنا اسے چھو رہا تھا۔۔۔اس کی پیاس اتنی ہی بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔

وہ بھول چکا تھا کہ سامنے کھڑی لڑکی کو نجانے کتنی بار ریجیکٹ کر چکا تھا وہ۔۔

To Read My Novels Plzz Contact on My Facebook Page "Farwa Khalid Novels".

Also,Subscribe My Youtube Channel "Farwa Khalid Novels".

بھرے پڑے خاندان کے سامنے اسے دھتکار چکا تھا۔۔۔

اپنے نام کی وجہ سیج پر دلھن بنے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کے وہ اس کی ٹھوڑی سے ہونٹوں تک کا سفر طے کرتا۔۔۔

جب،منیم کی آنکھوں سے گرتے آنسوؤں نے اسے ہوش دلایا تھا۔۔۔

غزوان نے ایک دم ہوش میں آتے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔

جس کا چہرا خطرناک حد تک لال ہو چکا تھا۔۔۔۔

آنکھوں سے لڑیوں کی طرح آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔

اس نے دھیرے سے اس کی کلائیوں کو آزاد کر دیا تھا۔۔۔

"دور رہیں مجھ سے آپ۔۔۔ آپ کی ہمت بھی کیسے ہوئی میرے اتنے قریب آنے کی۔۔۔ کس رشتے سے چھوا ہے مجھے آپ نے۔۔ جس رشتے کو مانتے بھی نہیں ہیں آپ۔۔۔ میں تو آپ کے معیار کی نہیں ہوں نا۔۔ پھر کیوں چھوا مجھے۔۔۔ کیوں آئے میرے اتنے قریب۔۔۔

اپنے ساتھ سات سال چھوٹی بچی کے ساتھ آج کیسے جوڑ بنالیا آپ نے۔۔۔یا چند کمزور لمحوں کی زد میں آکر آپ جیسا مضبوط نفس کا مالک شخص بہک گیا۔۔۔"

ہنیم جب بولنے پر آئی تھی تو بولتی چلی گئی تھی۔۔۔اسے اس کی ہر بات یاد دلا گئی تھی۔۔جو اس شخص نے اس کے بارے میں بولی تھی۔۔۔

"ہن۔۔۔۔"

غزوان نے کچھ بولنا چاہا تھا۔۔مگر ہنیم نے اپنا ٹھنڈ اور خوف سے لرزتا ہاتھ اٹھا کر اسے وہیں روک دیا تھا۔۔۔۔

"آپ جاننا چاہتے ہیں نا کہ اسفر کو اتنی اہمیت کیوں دیتی ہوں۔۔ تو وہ اسی لیے کہ وہ عورت کی عزت کرنا جانتا ہے۔۔ اسے صرف دھونس جمانا اور اپنا غرور دکھانا نہیں آتا۔۔۔ وہ بھگوڑا نہیں ہے۔۔۔ اور نہ ہی آپ کی طرح نفس کا غلام۔۔۔۔

آپ طلاق دینا چاہتے تھے نا مجھے۔۔۔ تو ٹھیک ہے۔۔ اب میں خود طلاق لوں گی آپ سے۔۔۔ نہیں رہنا مجھے آپ کے نام سے جڑ کر۔۔۔ طلاق چاہیے مجھے۔۔۔ اور میں اسی انسان کو اپنی زندگی میں شامل کروں گی۔۔ جو میری عزت کرنا جانتا ہو۔۔۔"

غصے کے عالم میں جو ہنیم کے منہ میں آیا تھا بولتی چلی گئی تھی۔۔

اس نے آج تک کبھی بھی غزوان کے بعد کسی مرد کو اپنی زندگی میں نہیں سوچا تھا۔۔ مگر ابھی اس وقت غصے کے عالم میں وہ اتنی بڑی بات بول گئی تھی۔۔

جس نے غزوان حیدر کے شک کو یقین میں بدل دیا تھا۔۔۔

وہ ہمیشہ سے یہی سمجھتا آرہا تھا کہ ہنیم اسفر سے محبت کرتی ہے۔۔۔

اور اب انجانے میں، ہنیم نے اس شک کی تصدیق بھی کر دی تھی۔۔۔

ہنیم کے ہونٹوں سے نکلنے والے الفاظ غزوان کی انا اور مردانگی پر بہت گہرا وار کر گئے تھے۔۔۔

"بس۔۔۔"

ہنیم ابھی مزید بھی بہت کچھ بول رہی تھی۔۔۔ مگر غزوان اس کی کلائی تھام کر اسے اپنے سے قریب تر کرتا اس کے ٹھنڈ سے سرد پڑتے لبوں کو اپنے ہونٹوں میں جکڑتا اس کے باقی الفاظ وہیں گم کر گیا تھا۔۔۔

ہنیم کی آنکھوں کی پتلیاں اس کی اس گستاخی پر ناقابلِ یقین حد تک سکڑ گئی تھیں۔۔۔ اس کا پورا وجود لرز اٹھا تھا۔۔۔ غزوان اپنی سانسوں کو دھیرے دھیرے اس کے اندر انڈیلتا اسے اپنی جنون سے آگاہی بخش گیا تھا۔۔۔

خود سے سات سال چھوٹی یہ لڑکی کب سے اس کے دل میں بستی تھی۔۔۔اس بات کا اقرار تو اس نے کبھی اپنے دل سے بھی نہیں کیا تھا۔۔ مگر آج اس شخص کا ہر ہر انداز بتا رہا تھا کہ وہ اس کے لیے کتنی زیادہ ضروری تھی۔۔۔

وہ اس سے دور تھا تو سب کچھ ٹھیک چل رہا تھا۔۔۔

مگر اب قریب آتے ہی خود سے کیا اس کا ہر عہد دھرے کا دھرا رہ گیا تھا۔۔۔

ہنیم میں اتنی ہمت نہیں بچی تھی کہ وہ اسے خود سے دور کرسکے۔۔۔وہ تو اپنی پاگل ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالنے میں ہلکان ہو رہی تھی۔۔

اپنے نچلے ہونٹ پر محسوس ہوتے اس کے شدت بھرے لمس پر ہنیم نے سختی سے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔جب غزوان نے جھک کر اس کے پورے وجود کو اپنی بانہوں میں اٹھالیا تھا۔۔۔

ایک جانب رکھی چھتری اس کے اوپر کرتا وہ اسے اٹھائے وہاں سے نکل آیا تھا۔۔

ہنیم نے دوبارہ کوئی مزاحمت نہیں کی تھی۔۔۔غزوان اسے پچھلے حصے سے اندر لاتے اس کے روم میں داخل ہوا تھا۔۔ہنیم نے آنکھیں اب بھی سختی سے میچی ہوئی تھیں۔۔۔

وہ اس شخص سے اب کوئی بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔پہلے ہی جو بولا تھا اس کا کافی زیادہ بھگتان بھگت لیا تھا۔۔۔

غزوان کی نظر اس کی کلائی پر بندھی سیاہ پٹی پر پڑی تھی۔۔۔جسے پہلے بھی وہ بہت بار دیکھ چکا تھا۔۔۔

Don't Copy Paste and Share Without My Permission

اس کے نیچے اتارتے ہی،منیم تیزی سے اس کے پاس سے ہٹ تھی۔۔جب ایک بار پھر اس کی کلائی غزوان کی گرفت میں قید ہوئی تھی۔۔۔

غزوان نے جھٹکے سے اسے اپنی جانب کھینچا تھا۔۔۔

جو اس وقت اس سے نظریں بھی نہیں ملا پارہی تھی۔۔۔

اس کا چہرا غصے کی وجہ سے بالکل لال ہو چکا تھا۔۔۔ہونٹوں کی تو حالت ویسے ہی وہ ستمگر غیر کر چکا تھا۔۔

غزوان کو اپنے لمس سے مہکتی اس لمحے وہ پہلے سے بھی کہیں زیادہ حسین لگی تھی۔۔۔

To Read My Novels Plzz Contact on My Facebook Page "Farwa Khalid Novels".

Also,Subscribe My Youtube Channel "Farwa Khalid Novels".

"تم نے جو بولا ہے تمہیں نہیں بولنا چاہیے تھا۔۔مانتا ہوں بہت زیادہ غلط کیا ہے تمہارے ساتھ میں نے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ برا ہوں میں۔۔۔ہاں تم پر زبردستی نہیں کرنا چاہتا تھا کبھی۔۔۔خود کو تم پر تھوپنا نہیں چاہتا تھا۔۔۔ مگر اب وہ سب کروں گا۔۔۔تمہیں بہت غصہ ہے مجھ پر۔۔۔اور کوئی دوسرا بہت اچھا لگتا ہے تمہیں۔۔۔تمہیں تمہارا غصہ نکالنے کا موقع ملے گا بہت جلد۔۔۔بہت جلد تم ایک بار پھر میرے نام کی سیج سجاؤ گی۔۔پچھلی بار تنہا چھوڑ گیا تھا۔۔۔اس بار نہیں چھوڑوں گا۔۔۔"

غزوان اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھتا، باری باری گال اور پھر ٹھوڑی کو چومتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔

وہ شخص کیا بول گیا تھا، ہنیم کچھ بھی سمجھ نہیں پائی تھی۔۔ بس اس کی آخری دھمکی پر، ہنیم کا دل بہت شدت سے دھڑکا تھا۔۔۔

وہ وہیں سر کے بل پیچھے رکھے بیڈ پر جا گری تھی۔۔۔ اس نے اپنی آنکھیں سختی سے میچ لی تھیں۔۔ کچھ دیر پہلے گزرے لمحے کسی فلم کی طرح اس کی آنکھوں کی پردے پر چلتے اسے کے چہرے کو لال کر گئے تھے۔۔۔

بیڈ کی چادر اپنی مٹھیوں میں جکڑے وہ بے یقینی کے عالم میں چت لیٹی ہوئی تھی۔۔۔

غزوان حیدر کے لمس میں چھپا جنون اس کی ہوس پرستی نہیں تھی۔۔ہنیم اچھے سے محسوس کرپائی تھی۔۔۔اس کے انداز میں ایک بے قراری سی تھی۔۔۔

ہنیم سمجھ نہیں پارہی تھی کہ آخر وہ سب کیا تھا۔۔۔

اگر وہ اس شخص کے لیے اتنی غیر اہم تھی تو اس کے لمس میں چھپی جنونیت اور بے قراری کیسی تھی۔۔۔۔

ہنیم کی دھڑکنوں نے سینے میں الگ اودھم مچا رکھا تھا۔۔۔ جبکہ دماغ تھا کہ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہو چکا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

اعظم ربانی نے گھر کال کر کے سب کو بتا دیا تھا کہ وہ سوہائے کو ساتھ واپس لا رہے ہیں۔۔۔ جو سن کر پورے ربانی ہاؤس میں خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی۔۔۔ سکندر ربانی اپنی جگہ بالکل خاموش تھے۔۔۔

سوہائے ان کا گھر چھوڑتے وقت نہ تو ان سے ملی تھی۔۔۔ نہ اپنی ماں سے ملنے گئی تھی۔۔

اس نے ان دونوں کے آگے کسی قسم کا کوئی شکوہ شکایت نہیں کی تھی۔۔۔بہت ہی خاموشی کے ساتھ وہ ان کا گھر چھوڑ کر چلی گئی تھی۔۔۔اس بات نے سکندر ربانی کے دل کو جیسے مسل دیا تھا۔۔۔ جب تک وہ گھر تھی۔۔ انہیں کبھی اس کی کوئی پرواہ نہیں رہی تھی۔۔ مگر اب اس کے چلے جانے کے بعد انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے انہوں نے اپنی زندگی کا سب سے قیمتی اثاثہ گنوا دیا تھا۔۔

ان کا گھر بالکل سونا ہو گیا تھا۔۔۔

اعظم ربانی کے ساتھ سوہائے نے ربانی ہاؤس میں قدم رکھا تھا۔۔۔ اس محل نما گھر کی خوبصورتی نے بھی اسے اٹریکٹ نہیں کیا تھا۔۔۔

وہ اس وقت پنک کلر کی لانگ شرٹ اور ٹراؤزر میں ملبوس کریم کلر کے سکارف کر گردن کے گرد لپیٹے بالوں کا جوڑا بنائے اپنے معمول کی نسبت کافی مناسب حلیے میں تھی۔۔۔ مگر وہاں باقی سب خواتین کے سروں کو اس نے دوپٹے سے ڈھانپے دیکھا تھا۔۔

سب لوگ بہت محبت سے ملے تھے اس سے۔۔۔ اس نے بھی اپنا رویہ سب کے ساتھ نارمل رکھا تھا۔۔ لیکن وہاں سب کو ہی وہ بہت زیادہ مغرور لگی تھی۔۔۔

وہ اس کے بارے میں واقف تھے ہر بات سے۔۔۔ اس لیے ان سب نے ہی اس بات کو مائنڈ نہیں کیا تھا۔۔۔

"آئیں میں آپ کو آپ کا کمرہ دکھادوں۔۔۔"

زینت بیگم اسے اپنے ساتھ لگاتیں اس کے روم کی جانب بڑھ گئی تھیں۔۔۔وہ محسوس کر رہی تھیں کہ سوہائے اس وقت کسی سے بات کرنے کے موڈ میں نہیں ہے۔۔۔

انہوں نے بہت ہی خوبصورت کمرہ سوہائے کے لیے سیٹ کروایا تھا۔۔۔جہاں انہوں نے ہنیم سے کہہ کر اس کے لیے بہت سارے ڈریسز بھی منگوا لیے تھے۔۔۔

"کیسا لگا آپ کو یہ روم۔۔۔؟"

زینت بیگم نے اب تک سوہائے کے حوالے سے جتنی بھی باتیں سنی تھیں۔۔وہ انہیں اس سب سے بہت منفرد لگی تھی۔۔وہ تھوڑی روڈ اور ریزروسی تھی۔۔ لیکن وہ جانتی تھیں کہ ان سب گھروالوں کی محبت اس کے دل میں ان کی جگہ بنالے گی۔۔۔

"اچھا ہے۔۔۔کیا اس میں بالکنی بھی ہے۔۔۔؟"

سوہائے نے اس پورے وقت میں پہلی بار خود سے کوئی بات کی تھی۔۔

"جی۔۔۔ آپ کے تایا جان نے ہمیں بتادیا تھا کہ آپ کو بالکنی والا روم پسند ہے۔"

زینت بیگم پردے ہٹاتیں ٹیرس کی جانب بنا دروازہ کھول گئی تھیں۔۔ سوہائے بھی ان کے ساتھ باہر آ گئی تھی۔۔۔ اسے اتنا تو پتا چل چکا تھا کہ اعظم ربانی کے بعد زینت بیگم کے ہاتھ میں ہی اس گھر کی باگ ڈور تھی۔۔۔ مگر ان کی اتنی محبت اور شفقت اسے ہضم نہیں ہو پا رہی تھی۔۔۔

اس نے زندگی میں جتنے دھوکے کھائے تھے۔۔۔ اسے اب بھی یہی لگ رہا تھا کہ یہ لوگ بھی کسی مطلب کے تحت اسے اتنا پروٹوکول اور محبت دے رہے ہیں۔۔۔

بالکنی میں آتے ہی اس کی نظر ربانی ہاؤس کے بالکل ساتھ موجود وائٹ پیلس پر پڑی تھی۔۔۔جو اسے باہر سے بہت زیادہ خوبصورت لگا تھا۔۔اس کے ٹیرس پر کھڑے ہو کر وائٹ پیلس کے لان اور پورچ کا سارا منظر صاف دکھائی دیتا تھا۔۔۔

"یہ کس کا گھر ہے۔۔۔؟"

بے اختیار یہ سوال اس کے ہونٹوں سے پھسلا تھا۔۔۔وہ اس گھر کو اندر سے دیکھا چاہتی تھی۔۔۔جس کا لان اور انٹرنس بہت ہی خوبصورت پھولوں سے سجی ہوئی تھی۔۔۔

"اشہب عالم کا گھر ہے یہ۔۔۔ ہمارے خاندان میں صرف وہی ہے جو ہم سب سے الگ رہتا ہے۔۔۔ ابھی کچھ وقت سے اس کی بہن خنساء بھی اس کے ساتھ ہی رہتی ہے۔۔۔"

زینت بیگم نے تفصیل بتائی تھی۔۔ کیونکہ سوہائے یہاں کسی کے بارے میں کچھ نہیں جانتی تھی۔۔

ابھی بھی زینت بیگم کی بات پر اس نے کوئی ری ایکشن نہیں دیا تھا۔۔۔ وہ سرد و سپاٹ چہرے کے ساتھ وہاں کھڑی رہی تھی۔۔۔

"اور اس کے پیرنٹس۔۔۔۔"

کچھ دیر بعد سوہائے نے سوال کیا تھا۔۔۔جب ان کی ڈیتھ کا سن کر اسے افسوس ہوا تھا۔۔۔

"اس نے کیا معاہدہ کیا تھا مجھے یہاں لانے کے بدلے اس نے کیا مانگا تھا آپ لوگوں سے۔۔۔"

سوہائے پوچھ رہی تھی جب اس کی آنکھوں میں تیرتی اذیت دیکھ زینت بیگم کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔

"اپنی بہن کی طلاق۔۔۔"

اس کی سوالیہ نگاہوں پر زینت بیگم نے اسے خنساء اور سفیر کے حوالے سے سب کچھ بتا دیا تھا۔۔

"پیر سائیں نے آج سفیر کو گھر بلایا ہے۔۔۔"

زینت بیگم کی بات پر سوہائے بے یقینی سے ان کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔ کیا یہ واقعی وہی اشہب تھا۔۔ وہی مہربان انسان جو اتنا وقت اس کے ساتھ رہا تھا۔۔ در حقیقت وہ اتنا ظالم تھا کہ سفیر کی ایک بھول کی وجہ سے وہ ان دو محبت کرنے والوں کو جدا کر رہا تھا۔۔۔

سوہائے کو اس لمحے اس شخص پر بہت غصہ آیا تھا۔۔ مگر پھر اگلے ہی لمحے وہ یہ کہہ کر خود کو نجانے بنا گئی تھی کہ ان لوگوں کے معاملے سے اس کا کوئی لینا دینا نہیں تھا۔۔۔ چاہے وہ جو مرضی کریں۔۔

وہ یہاں صرف اسی لیے آئی تھی کہ وہ اب مزید سکندر ربانی کے پاس نہیں رہنا چاہتی تھی۔۔ سکندر ہاؤس میں رہنے سے بہتر اسے یہاں رہنا لگا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"ماموں مجھے آپ کے ساتھ کرکٹ کھیلنا ہے۔۔"

اشہب کو پچھلے دو دن سے بہت سخت بخار تھا۔۔ آج وہ کچھ بستر سے اٹھ پانے کے قابل ہوا تھا۔۔ تو ارسل کی فرمائش شروع ہو چکی تھی۔۔۔

اپنے لاڈلے بھانجے کے آگے اشہب عالم کبھی انکار نہیں کر سکتا تھا۔ فوراً حامی بھرتے وہ اس کے ساتھ باہر لان میں آگیا تھا۔۔۔

خنساء بھی ان کے ساتھ باہر لان میں آن بیٹھی تھی۔۔۔

"میں نے سنا ہے سکندر چچا کی بیٹی سوہائے ربانی ہاؤس میں آچکی ہے۔۔۔"

خنساء نے اس کے تاثرات پر اپنی نگاہوں کا فوکس رکھتے کہا تھا۔۔۔

مگر اشہب کی جانب سے اسے کوئی خاص ری ایکشن نہیں ملا تھا۔۔۔

"گڈ۔۔۔اچھا ہوا۔۔۔"

انداز کافی سنجیدگی لیے ہوئے تھا۔۔

خنساء کو مایوسی ہوئی تھی۔۔۔

"ماموں اب آپ کی باری۔۔۔"

ارسل نے آؤٹ ہونے کے بعد بہت ہی شرافت کے ساتھ بیٹ

اس کی جانب بڑھا دیا تھا۔۔۔

اب باؤلنگ کروانے کی باری ارسل کی تھی اور بیٹنگ پر اشہب

تھا۔۔۔

اشہب بیٹ لے کر جھکا ہی تھا۔۔۔جب اس کی نظر ربانی ہاؤس کی بالکنی پر پڑی تھی۔۔۔

اور پھر جیسے پلٹنا بھول گئی تھی۔۔۔سوہائے بالکنی میں کھڑی بنا دوپٹے کے اپنے گیلے بالوں کو ٹاول سے جھٹکتی خشک کر رہی تھی۔۔۔

اس کا دلنشین سراپا اس وقت دونوں گھروں کے ملازمین کی نگاہوں کا مرکز بنا ہوا تھا۔۔۔اشہب کے نقوش تن گئے تھے۔۔ اس نے فوراً نگاہیں موڑ کر پودوں کی کانٹ چھانٹ کرتے مالی اور گیٹ پر کھڑے گارڈز کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جو پوری طرح سے

اپنے کام میں متوجہ تھے۔۔وہ اچھے سے جانتا تھا کہ ربانی ہاؤس میں بھی اس وقت یہی ہو گا۔۔ملازمین کی اتنی جرأت نہیں تھی کہ وہ گھر کی خواتین کی جانب نظر اٹھا کر دیکھ سکیں۔۔

مگر اشہب کے لیے یہ سب قابلے قبول نہیں تھا۔۔۔

"ماموں آؤٹ ہو گئے۔۔۔ماموں کی وکٹ اڑ گئی۔۔۔"

ارسل کی ماری گئی بال سیدھی وکٹ میں جا کر لگی تھی۔۔۔کیونکہ اشہب عالم کا تو دھیان ہی کسی اور جانب تھا۔۔۔خنساء بھی خاموشی سے ایک جانب بیٹھی یہ سین ملاحظہ کر رہی تھی۔۔۔

اس کا بھائی اس معاملے میں بہت سخت تھا۔۔۔اور اس کی بیوی بالکل الٹ۔۔۔

"بیٹا آپ کے ماموں کی وکٹ آپ کی مامی اڑا چکی ہیں۔۔۔ چلو ہم اندر چلتے ہیں۔۔۔"

اشہب کے خونخوار تاثرات دیکھ خنساء ارسل کو چپ رہنے کا اشارہ کرتی مسکراتے ہوئے وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔۔

سوہائے کا دھیان ابھی اشہب کی جانب نہیں تھا۔۔۔جواب موبائل نکال کر اسے کال ملا چکا تھا۔۔۔

وہ کوشش کے باوجود اس لڑکی کو نظر انداز نہیں کر پایا تھا۔۔۔

سوہائے جو اپنے ہی دھیان میں بالوں کو جھٹک رہی تھی۔۔۔

موبائل سکرین پر جگمگاتے نمبر کو دیکھ بے اختیار اس کی نظریں وائٹ پیلس کے لان میں کھڑے اشہب پر پڑی تھیں۔۔۔وہ اپنی جگہ پتھر کی ہوئی تھی۔۔۔اتنے دنوں بعد آج وہ اس شخص کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

آج بھی وہ سیاہ لباس میں ملبوس تھا۔۔۔اس کی وجاہت اور سحر انگیزی سوہائے کی آنکھوں کو خیرہ کر گئی تھی۔۔ مگر اچانک اس شخص کی اصلیت کا خیال آتے ہی اس نے غصے کے عالم میں اپنے

ہاتھ میں پکڑا موبائل۔۔ جس پر ابھی بھی اس کا نمبر جگمگا رہا تھا۔۔۔اسے اٹھا کر بالکنی سے نیچے پھینک دیا تھا۔۔

اشہب کی خود پر گڑھی لال پڑتی آنکھیں وہ اتنے دور سے بھی اچھے سے محسوس کر رہی تھی۔۔۔

مگر اب اسے اس شخص کی بھی کوئی پرواہ نہیں تھی۔۔۔

سوہائے اب بھی وہیں کھڑی رہی تھی۔۔ لیکن اس کی جانب سے رخ موڑ لیا تھا۔۔

وہ اب اس کی ضد میں وہاں کھڑی ہوئی تھی۔۔اب کی بار اشہب نے ملازمہ کو فون دے کر اس کی طرف بھیجا تھا۔سوہائے نے اس

کا دیا فون بھی اٹھا کر نیچے پھینک دیا تھا۔۔۔خنساء اپنے روم کی بالکنی میں کھڑی اس دلچسپ منظر سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔۔

دوسری جانب ربانی ہاؤس میں بھی کچھ ایسا ہی ماحول تھا۔۔۔وہ سب اچھے سے جانتے تھے کہ اشہب ربانی ہاؤس جانا پسند نہیں کرتا تھا۔۔۔مگر ابھی اس کی بیوی یہ حرکتیں کر کے اسے بہت شدید قسم کی طیش دلا چکی تھی۔

اشہب مٹھیاں بھینچتے اب کی بار انو جان کو کال ملا گیا تھا۔۔

"انو جان اگر آپ کے شوہر نامدار میری بیوی کو ربانی ہاؤس میں لے ہی آئے ہیں تو اس کی زمہ داری بھی اچھے سے نبھائیں۔۔۔

ورنہ اسے آپ لوگوں سے چھیننے میں زیادہ دیر نہیں لگاؤں گا میں۔۔۔"

اشہب کا لہجہ بہت سنگین تھا۔۔۔ انو جان کے پاس بیٹھے اعظم ربانی تک بھی اس کی آواز پہنچ گئی تھی۔۔۔

"وہ ہماری بیٹی بن کر یہاں آئی ہے اشہب عالم ربانی کی بیوی نہیں۔۔۔"

انو جان کے ہاتھ سے موبائل لیتے اعظم ربانی نے اشہب کو اسی کے انداز میں جواب دیا تھا۔۔ جوابات اشہب کا پارہ مزید چڑھا گئی تھی۔۔۔ زینت بیگم فوراً وہاں سے اٹھتی سوہائے کے روم کی جانب

بڑھی تھیں۔۔۔اور اسے ٹیرس سے ہٹا کر روم میں لے گئی تھیں۔۔۔اشہب اتنی دیر وہاں پر کھڑا رہا تھا۔۔۔

"آپ اسے میری خلاف جتنا مرضی بدگمان کر لیں۔۔وہ رہے گی میری ہی۔۔۔"

اشہب کے لہجے میں ملکیت کا نشہ سر چڑھ کر بول رہا تھا۔۔۔

"سوہائے کو تمہیں کبھی نہیں سونپوں گا میں۔۔میں اچھے سے جانتا ہوں تم اسے اپنے انتقام کے لیے استعمال کرو گے۔۔"

اعظم ربانی نے اپنا خدشہ ظاہر کیا تھا۔۔جو سن کر اشہب نے کال کاٹ دی تھی۔۔۔

"اگر انتقام لیناہوتاتواب تک لے چکاہوتا۔۔۔سانسوں سے بھی زیادہ ضروری ہوچکی ہے وہ مجھے۔۔۔چھین نہیں پاؤگے مجھ سے اسے۔۔۔"

اشہب کی کیفیت اس وقت عجیب سی ہورہی تھی۔۔وہ پاس تھی مگر وہ اسے اپنے قریب نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"آئیں نیچے آجائیں۔۔۔سب لڑکیاں مہندی لگارہی ہیں۔۔۔ آپ بھی لگوالیں۔۔۔"

سوہائے اپنے روم میں بیٹھی بہت زیادہ بور ہو رہی تھی۔۔جب، نیم اسے بلانے کے لیے آئی تھی۔۔۔سوہائے ابھی تک ان سب میں ٹھیک سے گھل مل نہیں رہی تھی۔۔۔اس کا بی ہیویئر روڈ ہی تھا۔۔ مگر ان سب کے نرم رویے کی وجہ سے وہ کچھ حد تک نارمل رہتی تھی۔۔۔

"نہیں میرا موڈ نہیں ہے۔۔۔۔نہ ہی مجھے شوق ہے مہندی لگوانے کا۔۔۔۔شکریہ۔۔۔"

سوہائے اپنے مخصوص اکھڑ لہجے میں بولی تھی۔۔۔

"مگر اشہب بھائی کو تو مہندی بہت زیادہ پسند ہیں۔۔۔"

ہنیم مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھتے اس کے قریب بیڈ پر آن بیٹھی تھی۔۔۔اس کی بات پر سوہائے نے سرد نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ابھی تک کسی نے اس کے سامنے اشہب کا نام لینے کی جرأت نہیں کی تھی۔۔۔

"تو میں کیا کروں۔۔۔پلیز تم جاؤ یہاں سے۔۔۔"

سوہائے بیڈ سے اٹھنے لگی تھی جب،ہنیم نے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔۔۔

"ایک منٹ آرام سے میری بات سن لیں پلیز۔۔۔آپ کے ہی فائدے کی بات ہے۔۔ہمارے خاندان میں دو ہٹلر پائے جاتے

ہیں۔۔ کہ میرے شوہر نامدار غزوان حیدر اور دوسرے آپ کے شوہر نامدار اشہب عالم۔۔۔ دونوں انتہائی مغرور اور گھمنڈی انسان ہیں۔۔۔ ان کے مزاج ہر وقت ساتویں آسمان پر ہوتے ہیں۔۔۔ لڑکیوں سے زیادہ نخرے ہیں ان کے۔۔۔ اکڑا تنی ہے کہ اٹھائی نہیں اٹھتی۔۔۔"

ہنیم زور و شور کے ساتھ ان کی ایک ایک خصلت گنوا رہی تھی۔۔ جبکہ سوہائے حیرت سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔ اسے اشہب کے بارے میں یہ باتیں بالکل ٹھیک لگی تھیں۔۔

"مگر یہ دونوں ہی دل کے بہت اچھے ہیں۔۔۔اپنوں پر جان دینا جانتے ہیں۔۔۔ان کے دل میں کوئی کھوٹ نہیں ہے۔۔۔دل کے بہت ہی پیارے انسان ہیں۔۔۔بس ان کو ڈیل کرنے کا طریقہ الگ ہے۔۔۔ان کو اگنور ہونا نہیں پسند۔۔۔میں اگر غلطی سے بھی اسفر کا نام لے لوں غزوان غصے سے پاگل ہو جاتے ہیں۔۔۔میری خنساء بھابھی سے بات ہوئی ہے۔۔۔اشہب بھائی ظاہر نہیں کر رہے۔۔۔مگر وہ آپ سے بہت محبت کرتے ہیں۔۔۔تڑپ رہے ہیں آپ کے لیے۔۔۔مگر ان کی انا اور ضد کم انہیں جھکنے نہیں دے رہی۔۔۔میں یہ نہیں کہہ رہی کہ آپ ان کے پاس جائیں۔۔مگر جس انسان

نے آپ کو تڑپایا ہے۔۔۔اسے تڑپانے اور اس کی عقل ٹھکانے لانے کی کوشش تو کر ہی سکتی ہیں۔۔۔تاکہ بعد میں آپ کے دل میں کوئی پچھتاوا نہ ہو کہ آپ نے کوشش نہیں کی تھی۔۔۔"

ہنیم سوہائے کو اسی کے انداز میں سمجھا رہی تھی۔۔۔وہ اچھے سے جانتی تھی کہ اعظم ربانی کیا چاہتے تھے۔۔ لیکن اس کا دل محبت کا حامی تھا۔۔اس کی اشہب کی آنکھوں میں سوہائے کے لیے بھی بے پناہ محبت دیکھی تھی اور سوہائے کی اس شخص کے لیے تڑپ بھی اتنے دنوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ اس تھوڑی نکچری مگر بہت ہی پیاری سی لڑکی کے لیے کچھ کرنا چاہتی تھی۔۔۔

ہنیم جا سمجھانے کا انداز ایسا تھا کہ سوہائے فوراً سے سمجھ گئی تھی۔۔۔

وہ کیوں خود کو تکلیف دینے والے انسان کو ایسے ہی بخش دیتی۔۔۔

اسے تڑپانا کے حق تو تھا نا اسے بھی۔۔۔

سوہائے نے ہنیم کے ساتھ نیچے آتے دونوں ہاتھوں پر مہندی لگوائی تھی۔۔۔ یہ سچ تھا کہ اشہب کو مہندی بہت زیادہ پسند تھی۔۔۔

"اور کیا پسند ہے اسے۔۔۔۔؟؟"

سوہائے نے اب تک اس شخص کے بارے میں کچھ جانا ہی نہیں تھا۔۔۔

مگر یہاں موجود لڑکیوں کو کئی بار وہ اشہب کو نام لیتے دیکھ چکی تھی۔۔۔ دانیہ نامی لڑکی اسے زہر لگ رہی تھی۔۔۔ جو باقی لڑکیوں کے چھیڑنے پر اشہب کے حوالے سے ایسے شرما رہی تھی۔۔ جیسے اسی کا شوہر ہو۔۔۔

سوہائے نے بہت مشکل سے اپنا غصہ کنٹرول کر رکھا تھا۔۔۔

ہنیم خنساء اور دانیہ سے اشہب کے حوالے سے سب کچھ پوچھ کر آئی تھی اور اب اسے بتا رہی تھی۔۔۔۔

"انہیں لمبے بال بہت پسند ہیں۔۔۔ آپ کے بال بہت خوبصورت ہیں۔۔۔ آپ ان کی کٹنگ مت کروائیں۔۔۔۔"

سوہائے ہو شولڈر کٹ بال پسند تھے۔۔۔ مگر ابھی کچھ وقت سے اس نے اپنے بال نہیں کٹوائے تھے۔۔۔ وہ آج کٹوانے کا ارادہ رکھتی تھی مگر اب یہ ارادہ بھی ترک کر چکی تھی۔۔

"انہیں خود کو ڈھک کر رکھنے والی پردہ دار لڑکیاں پسند ہیں۔۔۔"

ہنیم جو جو باتیں اسے بتا رہی تھی وہ سوہائے سے بالکل الٹ تھیں۔۔ اس میں ان سب میں سے کچھ بھی نہیں تھا۔۔۔

"تو اس کا مطلب میں اسے پسند نہیں ہوں۔۔۔ مجھ میں تو ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔ میرے یہ سب کرنے کا کوئی فایدہ نہیں ہے۔۔۔

سوہائے کا موڈ خراب ہو چکا تھا۔۔۔

ہنیم کے روکنے کے باوجود وہ وہاں سے اٹھتی اپنے روم کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔

اس کے دونوں ہاتھوں پر مہندی لگ چکی تھی۔۔۔ جسے اوپر آتے ہی وہ پانی سے واش کر چکی تھی۔۔۔ اتنی جلدی دھو لینے کے بعد بھی ہاتھوں پر مہندی کا اچھا خاصہ رنگ آ گیا تھا۔۔۔

جنہیں سوہائے نجانے کتنی دیر تکے گئی تھی۔۔۔

وہ کوشش کے باوجود پہلے جیسی نہیں بن پا رہی تھی۔۔۔وہ ایک جگہ قید ہو کر رہنے والی لڑکی نہیں تھی۔۔۔وہ آج تک وہی کرتی آئی تھی جو اس کا دل چاہتا تھا۔۔

لیکن اب اعظم ربانی کے کہنے پر وہ یہاں رہ بھی رہی تھی اور ان لوگوں کی ہر بات مان بھی رہی تھی۔۔۔اشہب عالم نے اسے بدل دیا تھا۔۔۔وہ احساس کرنا سیکھ گئی تھی۔۔۔اس کے یہاں آنے کی وجہ کہیں نہ کہیں اشہب ہی تھا۔۔۔اس کٹھور کے لیے ہی وہ یہاں آئی تھی۔۔۔

دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ اپنی اصل زندگی میں کیسا ہے۔۔۔اور یہاں آکر وہ اس کی شان وشوکت دیکھ واقعی دھنگ رہ گئی تھی۔۔۔یہ شخص جس کے آگے پیچھے نوکروں کی فوج موجود تھی وہ اتنا وقت اس کا نوکر بن کر پھر تا رہا تھا۔۔۔

یہاں جو سب اسے گھمنڈی اور نجانے کیا کیا بول رہے تھے وہ ویسا تو بالکل بھی نہیں پیش آیا تھا اس کے ساتھ۔۔۔اس کے ساتھ تو وہ بہت زیادہ اچھا تھا۔۔۔

سوہائے کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے۔۔۔وہ ایک بار اس شخص سے جواب طلب کرنا چاہتی تھی۔۔۔آخر کیوں اس کی زندگی

میں آکر اسے مزید اذیت کا شکار کر گیا تھا۔۔۔ کیا بگاڑا تھا اس نے اس سنگدل کا۔۔۔ مگر وہ اس کے سامنے جا کر اسے یہ بھی بتانے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی کہ وہ اس کی محبت میں بری طرح گرفتار ہو چکی ہے۔۔۔ وہ اس کے لیے تڑپ رہی ہے۔۔۔

سوہائے کا دماغ مسلسل یہ سب سوچ کر پھٹنے کے قریب ہوا تھا۔۔۔

اس شخص کے آنے سے اس کی زندگی میں کچھ دنوں کے لیے جو بہار آئی تھی۔۔ وہ اب پوری طرح سے خزاں میں بدل کر اس سے اس کی زندگی کا بچا کچا سکون بھی چھین گئی تھی۔۔۔

وہ وہیں کھڑی تھی جب دروازہ ناک ہوا تھا۔۔۔

"بی بی جی وہ یہ بیوٹیشن ہے۔۔ان کو بڑی بی بی جی نے بھیجا ہے۔۔۔"

اس نے انو جان کو بولا تھا اسے کٹنگ کروانی تھی۔۔۔

"ضرورت نہیں ہے اب لے جاؤ ان کو یہاں سے۔۔۔"

سوہائے کو،منیم کی کہی بات یاد آئی تھی۔۔اس کا بال کٹوانے کا ارادہ ترک ہو چکا تھا۔۔۔

"اف خدایا میں اس انسان کی پسند کے مطابق کیوں ڈھلنا چاہتی ہوں۔۔جسے میری پرواہ بھی نہیں ہے۔۔۔"

سوہائے خود سے زچ ہوتے بولی تھی۔۔۔

وہ ٹیرس پر آن کھڑی ہوئی تھی اس امید سے کہ شاید آج وہ اسے پھر سے نظر آجائے۔۔۔اسے بالکل امید نہیں تھی کہ اس کی مراد آج اتنی جلدی بر آئے گی۔۔۔

اسے ابھی وہاں کھڑے پانچ منٹ بھی نہیں گزرے تھے جب ایک گاڑی وائٹ پیلس کے پورچ میں آن رکی تھی۔۔۔سوہائے کی نگاہیں گاڑی کے دروازے پر فوکس تھیں۔۔۔جسے آگے بڑھ کر گارڈ نے کھولا تھا۔۔۔سوہائے کا دل کہہ رہا تھا کہ یہ وہی تھا۔۔۔

اور اگلے ہی لمحے گاڑی سے نکلتے اس شخص نے سوہائے کے اردگرد روشنیاں بکھیر دی تھیں۔۔۔سیاہ لباس اور سیاہ گرم شال کو اپنے

کندھوں کے گرد لپیٹے سوہائے کے دل کی دنیا میں طوفان برپا کر گیا تھا۔۔۔اس کی یہ سحر انگیز شخصیت سوہائے کو اپنے حصار میں جکڑ گئی تھی۔۔۔

وہ اس شخص کا پروٹوکول دیکھ کر حیران تھی۔۔۔کیا ایک معاہدے کی خاطر اس شخص نے اس کے اتنے نخرے اٹھائے تھے۔۔۔نہیں ایسا بالکل بھی نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔اس کا وہ استحقاق بھرا انداز۔۔۔اس کی فکر۔۔۔سوہائے کی زرا سی تکلیف پر اس کا بھڑک اٹھنا۔۔۔وہ سب ایک معاہدے کا حصہ نہیں تھا۔۔۔

سوہائے کا دل یہ ماننے سے انکاری ہوا تھا۔۔۔

اسے انو جان نے بہت نرمی سے سمجھایا تھا کہ اس کا یوں بنا خود کو ڈھکے باہر آنا ٹھیک نہیں تھا۔۔۔انہوں نے اس کے سامنے نام نہیں لیا تھا مگر سوہائے سمجھ گئی تھی کہ یہ پیغام کہاں سے بھجوایا گیا ہے۔۔۔

اور آج نجانے کس احساس کے تحت ٹیرس پر آنے سے پہلے اس نے سر پر دوپٹہ اوڑھ لیا تھا۔۔۔اسے دوپٹہ سیٹ کرنا نہیں آتا تھا۔۔۔اس نے کبھی دوپٹہ لیا ہی نہیں تھا جو اسے پتا ہو۔۔۔اس وقت بھی اس کا دوپٹہ سر سے پھسل کر کندھوں پر آن ٹھہرا

تھا۔۔۔اسی لمحے اشہب نے نگاہیں اٹھا کر اس کے ٹیرس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

سوہائے کا ہاتھ غیر ارادی طور پر دوپٹے کی جانب گیا تھا۔۔۔جسے وہ اپنے سر پر کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔اشہب کے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔۔وہ اس کی خاطر یہ سب کر رہی تھی۔۔۔یہ احساس بہت ہی انوکھا اور دل کو چھو لینے والا تھا۔۔۔

اشہب کچھ دیر اس کا یہ حسین روپ آنکھوں میں بسانے کے بعد وہاں سے ہٹ گیا تھا۔۔

جبکہ سوہائے کو لگا تھا جیسے وہ مسکرایا ہو۔۔۔

"کیا وہ مجھے دیکھ کر مسکرایا ہے۔۔۔۔؟؟"

سوہائے بے یقین ہوئی تھی۔۔۔اس نے بہت کم اس شخص کو مسکراتے دیکھا تھا۔۔۔اور اس لمحے میں اس کا مسکرانا۔۔۔

سوہائے کی دھڑکنیں منتشر ہوئی تھیں۔۔۔وہ جا چکا تھا۔۔مگر سوہائے اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"مجھے بہت ضروری بات کرنی ہے تم سے۔۔۔۔"

غزوان تیار ہو کر نیچے آیا تھا جب اسفر نے اس کا راستہ روک کر اسے مخاطب کیا تھا۔۔۔ربانی ہاؤس میں ہی مہندی کے فنکشن کی ساری

اریجمنٹ کی گئی تھی۔۔اسفر لوگ ثوبیہ کو لے کر وہیں آئے ہوئے تھے۔۔۔اسفر نے سوچ لیا تھا کہ وہ غزوان سے آج دوٹوک بات کرے گا۔۔۔وہ اس معاملے کو مزید نہیں لٹکانا چاہتا تھا۔۔۔

وہ دونوں اس وقت کوریڈور میں کھڑے تھے۔۔جبکہ باقی سب گھر والے نیچے تھے۔۔۔غزوان ان دونوں اسفر کی صورت دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا تھا۔۔۔

"پلیز غزوان میری بات سن لو۔۔۔میں جانتا ہوں تم ہنیم سے محبت نہیں کرتے۔۔۔اور یہ بات بہت اچھے سے جانتے ہو کہ ہم دونوں ایک دوسرے سے کتنی محبت کرتے ہیں۔۔۔تم کیوں آرہے ہو

ہمارے بیچ۔۔۔ تم تو میرے دوست تھے۔۔۔ میری پیٹھ میں چھڑا کیوں کھونپا تم نے، منیم سے نکاح کر کے۔۔۔ خدا کے لیے ایسا ظلم مت کرو مجھ پر۔۔ پلیز، منیم جو طلاق دے دو۔۔۔ میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ تم اس کی زندگی برباد کر رہے ہو۔۔۔"

اسفر بے چارگی بھرے انداز میں بول رہا تھا۔۔ جبکہ غزوان خاموش کھڑا وحشت ناک آنکھوں سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔

"آج یہ بکواس کی ہے آیندہ مت بولنا۔۔۔ میری بیوی کا نام دوبارہ تمہاری زبان پر نہیں آنا چاہیے۔۔"

انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتے غزوان وہاں سے ہٹا تھا۔۔جب اسفر نے غصے میں آتے اس پر حملہ آور ہونا چاہا تھا۔۔۔غزوان یہ محسوس کرتا اسی لمحے پلٹا تھا اور اسفر کے پنچ کو روکتا دوسرے ہاتھ سے ایک زوردار مکہ اس کے جبڑے پر رسید کرتے اسے بلبلانے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔

اسفر اس کے لیے تیار نہیں تھا۔۔۔وہ پیچھے موجود دیوار سے جا ٹکرایا تھا۔۔۔ہنیم جسے انو جان سے اپنے روم سے کچھ اٹھانے کے لیے بھیجا تھا۔۔وہ بے یقینی سے یہ سب دیکھتی آگے بڑھی تھی۔۔۔

اس نے نہ تو اسفر کے الفاظ سنے تھے۔۔نہ اسے مارتے دیکھا

تھا۔۔۔

یہاں بھی غزوان کو اسفر پر ہاتھ اٹھاتا دیکھ وہ اسے غلط مان چکی

تھی۔۔

"یہ کیا کر رہے ہیں آپ۔۔۔ خبردار جو آپ نے دوبارہ انہیں

نقصان پہنچایا تو۔۔۔۔"

اس سے پہلے کہ غزوان کی جانب سے ایک ضرب اسفر کو لگتی،منیم

فوراً بیچ میں آتی اسفر کو غزوان سے محفوظ کر گئی تھی۔۔۔ اسفر نے

پھٹے ہونٹوں کے ساتھ مسکراتے،ہنیم کی جانب دیکھ کر غزوان کو یہ جتایا تھا کہ تمہاری بیوی تم سے زیادہ میری کیئر کرتی ہے۔۔۔

جو دیکھ غزوان واقعی جل بھن اٹھا تھا۔۔۔اسفر کی عقل ٹھکانے لگانے کے بجائے وہ اپنے دونوں بازوؤں کا تھامے کھڑی،ہنیم کی کلائی اپنی گرفت میں دبوچتا اسے اپنے ساتھ کھینچتا اپنے روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔جو دیکھ اسفر غصے سے پاگل ہوا تھا۔۔۔

وہ اچھے سے جانتا تھا کہ ابھی اسے کیا کرنا ہے۔۔۔وہ وہاں سے اٹھتا سیدھا اعظم ربانی کی جانب چل دیا تھا۔۔غزوان حیدر اتنی آسانی

سے اسے طلاق دینے والا نہیں تھا۔۔۔اب یہ کام پیر سائیں کے ذریعے ہی ہونا تھا۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

سوہائے نے زینت بیگم کے کہنے پر زندگی میں پہلی بار لہنگا پہنا تھا۔۔۔جس میں وہ کمفرٹیبل بالکل بھی نہیں تھی۔۔۔مگر انہوں نے بہت ہی محبت کے ساتھ اسے کہا تھا۔۔۔جس پر وہ انکار نہیں کر پائی تھی۔۔۔ییلو کلر کا بہت ہی خوبصورت لہنگا تھا۔۔۔جس کے اوپر ییلو بلاؤز اور بھاری دوپٹہ تھا۔۔۔جس پر لیسز وغیرہ سے بہت زبردست ڈیزائننگ کی گئی تھی۔۔۔

سوہائے ویسے کی بے انتہا حسین تھی۔۔۔زرا سے سنگھار سے اس کی دلکشی کو چار چاند لگ گئے تھے۔۔۔اس نے بالوں کو کمر پر کھلا چھوڑ کر ان میں پھولوں کی لڑیاں ڈال دی تھیں۔۔۔ہاتھوں میں بھی پھولوں کے گجرے اور چوڑیاں پہن رکھی تھیں۔۔۔

اسے اپنا آپ دلہن جیسا معلوم ہو رہا تھا۔۔۔اس نے گردن میں بھی موتیے اور گلاب کے پھولوں سے بنا ہار پہن رکھا تھا۔۔۔بس ایک دوپٹہ تھا جو سیٹ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔۔اس کی جان کا عذاب بن چکا تھا وہ۔۔۔

سوہائے نیچے جانے کے بجائے ٹیرس پر آگئی تھی۔۔۔ ہر طرف کی گئی لائٹنگ کی وجہ سے تاریکی کا حسن بڑھ گیا تھا۔۔ ایک جانب ربانی ہاؤس جگمگا رہا تھا تو دوسری جانب وائٹ پیلس میں روشنیوں کی مقدار بہت کم تھی۔۔۔ باہر کی لائٹس نجانے کیوں بالکل آف کر دی گئی تھیں۔۔۔ اندر کہیں کوئی ایک دو لائٹس آن نظر آرہی تھیں۔۔۔ سوہائے پلٹنے لگی تھی جب اس کی نظر وائٹ پیلس کی بالکنی پر پڑی تھی۔۔۔ جہاں دو لوگوں کا سایہ دیکھ وہ اپنی جگہ ساکت ہوئی تھی۔۔

وہ اشہب کی طرح کا ہی کوئی مرد تھا جو کسی لڑکی کو اپنے سینے سے لگائے کھڑا ہوا تھا۔۔ پھر جھک کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔۔۔

یہ سب دیکھ سوہائے کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔

اشہب کسی اور لڑکی کے ساتھ۔۔۔۔

سوہائے کا پورا وجود ان دیکھی آگ میں جل اٹھا تھا۔۔۔ وہ فوراً وہاں سے ہٹتی نیچے کی جانب بڑھی تھی۔۔ وہ غصے سے پاگل ہوتی سیدھی وائٹ پیلس میں داخل ہوئی تھی۔۔۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا اس شخص کا قتل کر دے۔۔۔ وہ بھلا کسی اور لڑکی کے اتنے قریب کیسے جا سکتا تھا۔۔۔

سوہائے تاریکی کی پرواہ کیے بغیر تیز قدموں سے چلتی وائٹ پیلس کی بلڈنگ میں داخل ہوئی تھی۔۔۔ مدھم روشنی میں بامشکل راستے کا تعین ہو پا رہا تھا۔۔۔ اندر آ کر اسے کچھ سمجھ نہیں آئی تھی کہ وہ کہاں جائے۔۔۔ اوپر جانے کا راستہ کون سا تھا۔۔۔ وہ پہلے ہی اس لہنگے اور بھاری دوپٹے کو سنبھالتی بہت مشکل سے چل پا رہی تھی۔۔

وہاں اس وقت بالکل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔ سوہائے بہت مشکل سے سیڑھیوں کا تعین کرتی اوپر آئی تھی۔۔ مگر جیسے ہی وہ متعلقہ بالکنی تک پہنچی سامنے کا منظر دیکھ اسے ایک اور جھٹکا لگا

تھا۔۔۔وہاں اشہب تو نہیں تھا۔۔بلکہ خنساء اور سفیر ایک دوسرے کے انتہائی قریب کھڑے تھے۔۔۔

وہ دونوں میاں بیوی تھے اس میں کچھ غلط نہیں تھا۔۔مگر خنساء کا بھائی تو اس کے لیے طلاق مان رہا تھا۔۔۔اس بات نے سوہائے کو دھچکا دیا تھا۔۔۔۔چند لمحے لگے تھے اسے ساری بات سمجھنے میں۔۔۔

خنساء یہ طلاق نہیں چاہتی تھی۔۔مگر اشہب کے آگے وہ کچھ بول نہیں پا رہی تھی۔۔۔وہ نہ اپنے بھائی کو چھوڑنا چاہتی تھی جس نے اس کے مشکل وقت میں اسے سہارا دیا تھا۔۔۔اور نہ ہی اپنے شوہر

کو۔۔۔جس کے دھوکے کے باوجود وہ اسے معاف کر گئی تھی۔۔

یہاں بھی کم بخت محبت آڑھے آگئی تھی۔۔۔

سوہائے کو خنساء کی سچویشن جان کر افسوس ہوا تھا۔۔۔

وہ بنا کوئی آہٹ پیدا کیے وہاں سے ہٹ گئی تھی۔۔۔

دل میں یک گونہ سکون پھیل گیا تھا کہ اشہب عالم کسی اور لڑکی کے ساتھ نہیں تھا۔۔۔وہ ابھی پہلی سیڑھی پر ہی تھی۔۔۔جب بے دھیانی میں اس کا پیر لہنگے کی نیچے آیا تھا۔۔۔وہ لڑکھڑائی تھی۔۔۔

اتنی اونچائی سے گرنے کے بعد اس کا بچ پانا مشکل تھا۔۔۔اس نے ہاتھ بڑھا کر ریلنگ کو پکڑنا چاہا تھا مگر نیم اندھیرے کی وجہ سے اس کا ہاتھ پھسل گیا تھا۔۔۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ نیچے گرتی کسی نے پیچھے سے آتے اس کی کلائی تھام کر اسے اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔۔۔

سوہائے سیدھی اس کے سینے میں آن سمائی تھی۔۔۔وہ بنا دیکھے بھی سمجھ گئی تھی کہ یہ شخص کون تھا۔۔اس پوری دنیا میں اس کے رب نے ایک ہی شخص کو اس کا محافظ بنا کر اتارا تھا۔۔۔۔

جو ہر سچویشن میں اس کی حفاظت کرنے پہنچ جایا کرتا تھا۔۔۔اس وقت بھی اس کے وجود سے اٹھتی سحر انگیز مہک نے سوہائے کے اعصاب کو اپنے حصار میں جکڑ لیا تھا۔۔

سوہائے جس کا وجود ابھی تک خوف سے لرز رہا تھا۔۔۔اپنے گرد اس کی مضبوط بانہوں کا حصار محسوس کرتے اس نے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔۔وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچے اس کے دل کے مقام پر اپنا ماتھا ٹکائے اس کی دھڑکنوں کو محسوس کرتی اس کے ساتھ لگی کھڑی تھی۔۔۔جبکہ اشہب اتنے دنوں بعد اس پری پیکر

کو اپنی بانہوں کے حصار میں دیکھ ہر بات فراموش کرتا اسے اپنے

سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔۔

اس لڑکی کو گلے لگانے میں دنیا بھر کا سرور محسوس ہوتا تھا

اسے۔۔۔اس وقت بھی اسے اپنے سینے میں بھینچے وہ دنیاومافیہا کا

ہوش بھول چکا تھا۔۔۔

اسے یاد تھا تو بس یہ کہ سوہائے سکندر اس کے وائٹ پیلس میں اس

کی بانہوں میں اس کے سینے سے لگی کھڑی تھی۔۔۔

اشہب نے اپنا چہرا اس کے بالوں میں چھپالیا تھا۔۔۔اس کے وجود سے اٹھی پھولوں اور مہندی کی مہک اشہب عالم کو مزید اپنا دیوانہ بنارہی تھی۔۔۔

وہ دونوں کتنے ہی لمحے ایسے ہی ایک دوسرے کی دھڑکنوں کو محسوس کرتے کھڑے رہے تھے۔۔۔

اس کی گرم سانسیں اپنی گردن پر محسوس کرتے سوہائے کو اچانک ہوش آیا تھا۔۔

اس کا حصار توڑتے وہ فوراًاس سے دور ہوئی تھی۔۔۔

اس کا چہرا بالکل لال ہو رہا تھا۔۔۔

اشہب نے آرام سے اسے اپنے حصار سے آزاد کر دیا تھا۔۔اور

گہری نگاہوں سے اس کے دلفریب سراپے کا معائنہ کرنے لگا

تھا۔۔

اس کی بے باک نگاہوں پر سوہائے بنا کچھ بولے وہاں سے پلٹنے لگی

تھی جب اشہب نے اس کی کمر میں بازو حمائل کرتے اسے دیوار

کے ساتھ لگا دیا تھا۔۔۔

"چھوڑو مجھے۔۔۔"

سوہائے نے اس کا بازو اپنی کمر سے ہٹانا چاہا تھا۔۔ جس پر اشہب مزید کس کے اس کی کمر پر اپنی گرفت جماتا اسے اپنے قریب کر گیا تھا۔۔

"یہاں کیوں آئی ہیں آپ۔۔۔؟"

اس کے لپسٹک سے سجے ہونٹوں پر اپنی انگلی پھیرتا وہ سوہائے کی جان نکال گیا تھا۔۔ اس شخص کے یہ بدلے انداز اس کے اوسان خطا کر رہے تھے۔۔۔ وہ جتنا غصہ تھی اس پر۔۔۔ یہ شخص اتنی ہی بے باکی سے اسے گھور رہا تھا۔۔۔

اس کی بے خود ہوتی نگاہوں کا تسلسل آج بھی پہلے دن کی طرح ہی تھا۔۔۔

"کیوں۔۔۔۔ نہیں آسکتی۔۔۔؟؟جب تم میرے گھر میں گھس کر میرا نقصان کر سکتے ہو تو میں کیوں نہیں کر سکتی۔۔۔۔"

سوہائے کو اس شخص کا یہ نارمل انداز مزید طیش دلا رہا تھا۔۔۔وہ ایسے ظاہر کر رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔۔۔

اس شخص کی اس ہوشیاری پر وہ لال ہوئی تھی۔۔۔

"میں نے کیا نقصان کیا ہے آپ کا۔۔۔"

اشہب عالم اس کے سامنے ایک الگ انسان بن جایا کرتا تھا۔۔۔

اس کا کندھے سے ڈھلکتا دوپٹہ درست کرتے اشہب کی آنکھیں مسکائی تھیں۔۔۔وہ لڑکی اس کی پسند کے مطابق ڈھلنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔اس سے خوبصورت فیلنگ کوئی نہیں ہو سکتی تھی اس کے لیے۔۔۔

"کچھ نہیں کیا تم نے۔۔۔"

سوہائے نے غصے سے اس کے بازو اپنے گرد سے ہٹانے لگی تھی۔۔۔

"تم دنیا کے سب سے بڑے جھوٹے اور دھوکے باز انسان ہو۔۔۔

تم نے اپنا مقصد پورا کرنے کے لیے میرا استعمال کیا ہے۔۔۔مرتے

دم تک معاف نہیں کروں گی میں تمہیں۔۔۔۔ تم نے سوہائے سکندر کے ساتھ کھیل کھیلنے کی کوشش کی ہے۔۔۔ کبھی معافی نہیں ملے گی تمہیں۔۔۔۔"

سوہائے مسلسل اس سے گھتم گھتا ہوتی غصے میں بولی جا رہی تھی۔۔۔ جب کچھ دیر اسے ایسے ہی غصہ کرتے دیکھتے رہنے کے بعد اشہب نے جھک کر اس کی نازک کمر کو اپنے کسرتی مضبوط بازوؤں میں اٹھاتے اس کے ہونٹوں پر اپنا قبضہ جماتے اس کے سارے غصے اور اشتعال کو اپنی اندر اتار لیا تھا۔۔۔ اشہب نے ایک بازو سے اسے اوپر اٹھا رکھا تھا۔ جبکہ اسکا دوسرا ہاتھ سوہائے کے

بالوں میں تھا۔۔۔اس کی سانسوں میں اپنی محبت کی شدتیں انڈیلتا وہ اس بپھری شیرنی کو آہستہ آہستہ نارمل کر گیا تھا۔۔۔

"آپ کو دھوکا دینے سے پہلے اشہب عالم اپنے آپ کو ختم کر لے گا۔۔۔ آپ اتنی اہم ہے میرے لیے۔۔۔اتنا غصہ مت کیا کریں۔۔۔اگلی بار میں خود کو روک نہیں پاؤں گا۔۔بہت حسین لگتی ہیں یوں غصے میں چلاتے ہوئے۔۔۔اور آپ اچھے سے جانتی ہیں میں شریف انسان بالکل بھی نہیں ہوں۔۔۔"

اس کے کان کی لوح پر اپنی شدتیں نچھاور کرتا اب وہ اس کی گردن پر آیا تھا۔۔۔جہاں پہنا لوگوں کا گلوبند اس کے دانتوں کی سختی سے

Don't Copy Paste and Share Without My Permission

ٹوٹ چکا تھا۔۔۔ سوہائے ابھی اس شخص کی بے باکی پر سنبھلی نہیں تھی۔۔ اسے پھر سے خود پر حاوی ہوتا دیکھ سوہائے کو لگا تھا وہ بے ہوش ہو جائے گی۔۔۔

اسے آج اپنی ساری تیاری میں یہ گلوبند سب سے زیادہ پسند آیا تھا۔۔۔ مگر یہ شخص اس کا حشر پوری طرح سے بگاڑ گیا تھا۔۔۔

اس کے ہونٹوں کا لمس اپنی گردن پر محسوس کرتے سوہائے نے اس کے کندھوں پر اپنے ناخن گاڑھ دیئے تھے۔۔۔ لیکن اس شخص کو پرواہ کہاں تھیں۔۔۔

To Read My Novels Plzz Contact on My Facebook Page "Farwa Khalid Novels".

Also,Subscribe My Youtube Channel "Farwa Khalid Novels".

سوہائے اس کی شدتوں پر پوری جان سے کانپ گئی تھی۔۔۔اسے لگ رہا تھا اس کے حواس ساتھ چھوڑ جائیں گے۔۔۔

"ڈرائیور پلیز۔۔۔۔"

سوہائے کو بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ اپنے گھر میں اس شخص کے مزاج پوری طرح سے بدل جائیں گے۔۔اس کی بے باکیاں اور گستاخیاں عروج پر تھیں۔۔۔ہمیشہ کی طرح یہ شخص آج بھی اپنی من مانیاں ہی کر رہا تھا۔۔۔

مگر جیسے ہی سوہائے کو محسوس ہوا کہ اس شخص کے ہونٹ گردن سے نیچے کا فاصلہ طے کر رہے ہیں۔۔۔وہ اپنے کپکپاتے لبوں کے ساتھ چلا اٹھی تھی۔۔۔

اس کے ہونٹوں سے اپنا یہ نام سنتے اشہب عالم کھل کر مسکرا دیا تھا۔۔۔بہت مشکل سے اپنے منہ زور جذبوں پر قابو پاتا وہ سیدھا ہوا تھا۔۔۔

اور اس لرزتی کانپتی حسین دوشیزہ کے مخمور نگاہوں سے تکنے لگا تھا۔۔جو ابھی بول پانے کے قابل بھی نہیں بچی تھی۔۔۔

"آپ کی دوست ملی نے ٹھیک کہا تھا آپ سے۔۔۔میں واقعی آپ کا عاشق ہوں۔۔۔"

اشہب نے اس کی کلائیاں تھام کر اپنے ہونٹوں سے اس کی چوڑیوں اور گجروں کو چھوا تھا۔۔۔

جب اس کی نظر مہندی سے سجی دودھیا ہتھیلیوں پر پڑی تھی۔۔۔ جن کے عین درمیان میں لکھے اپنے نام کو دیکھ اس کے چہرے پر دلفریب مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔

سوہائے جو اس کی ملی والی بات پر ہونقوں کی طرح منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

اس کے وجیہہ چہرے پر پھیلی مسکراہٹ بہت دلفریب تھی۔۔۔

مگر سوہائے اتنی آسانی سے اس شخص کی معافی قبول نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

"ہنیم نے زبردستی لکھا ہے یہ نام۔۔۔۔"

سوہائے نے اسے بتانا ضروری سمجھا تھا کہ اس نے اپنی مرضی سے اس کا نام نہیں لکھوایا۔۔۔

"آپ نے روکا بھی تو نہیں اسے۔۔۔"

وہ شرارتی مسکراہٹ کے ساتھ بولتا اس کی دونوں ہتھیلیوں کو چوم گیا تھا۔۔۔

"تم جو سمجھ رہے ہو ویسا کچھ نہیں ہے۔۔۔۔"

سوہائے اسے باور کروانا چاہتی تھی کہ وہ اس سے محبت نہیں کرتی۔۔۔۔

"کیا سمجھ رہا ہوں میں۔۔۔۔؟؟"

اشہب نے اس کی دونوں بازو اپنے گردن میں ڈالتے اس کی نازک کمر کو اپنی گرفت میں لیا تھا۔۔وہ آج اس طرح اس کی پسند کے مطابق سجی اسے پاگل کر رہی تھی۔۔۔

"کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں۔۔۔ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔۔"

دنیا کو ہلا کر رکھنے والی سوہائے سکندر اس شخص کے سامنے بری طرح پزل ہو رہی تھی۔۔

"مگر میں تو ایسا کچھ سمجھ ہی نہیں رہا۔۔ میں تو آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں محبت کرتا ہوں آپ سے۔۔۔"

اس کے گالوں کی نرماہٹیں محسوس کرتے اشہب نے بہت ہی آرام سے اپنی محبت کا اقرار کر دیا تھا۔۔ جبکہ بے یقینی کے عالم میں اسے تکے جا رہی تھی۔۔۔

یہ شخص آخر چاہ کیا رہا تھا۔۔۔ اس جانب اس کے لیے اجنبی بن جاتا تھا اور پھر اچانک سے اتنا مہربان اور اس کا دیوانہ۔۔۔

"میں اب تمہارے کسی بھی فریب میں نہیں آنے والی۔۔۔اب پھر کسی مقصد کے تحت میرے قریب آؤ گے اور پھر دھوکا دے کر چلے جاؤ گے۔۔۔میں تمہارا کھلونا نہیں بن سکتی۔"

سوہائے نے اس کی گرفت سے خود کو آزاد کروانا چاہا تھا۔۔۔

"کیا دھوکا دیا ہے میں نے آپ کو۔۔۔۔؟؟"

اشہب نے اسے خود سے دور نہیں جانے دیا تھا۔۔۔یہ لڑکی بار بار اسے دھوکے باز کہہ رہی تھی۔۔۔اب کی بار اس کا دماغ بھی گھوم چکا تھا۔۔۔

اس کے دونوں بازوؤں پر اپنی مضبوط گرفت جماتے اس نے دیوار کے ساتھ لگاتے اپنا چہرا اس کے چہرے کے نہایت قریب کرتے۔۔۔اس کی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑھ دی تھیں۔۔۔

اس کی آنکھوں میں چھپی اذیت سوہائے نے اس لمحے شدت سے محسوس کی تھی۔۔

اس سے پہلے کے وہ کچھ بولتی جب بالکنی میں کچھ گرنے کی آواز آئی تھی۔۔۔

اشہب کا دھیان اس جانب گیا تھا۔۔۔

"کون ہے وہاں۔۔۔۔؟"

اشہب اس جانب بڑھا تھا۔۔۔جو دیکھ سوہا ئے گھبرا گئی تھی۔۔

خنساء اس سے چھپ کر اپنے شوہر سے مل رہی تھی۔۔۔اگر وہ اپنی بہن کی یہ سچائی جان لیتا تو اس نے بہت ہرٹ ہونا تھا۔۔۔جو ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی وہ۔۔۔اس شخص کی آنکھوں کی اداسی ہی تڑپا دیتی تھی اسے۔۔۔

اگر وہ دیکھ لیتا کہ اس کی وجہ بہن جس کے لیے وہ اپنا ہر رشتہ داؤ پر لگا چکا ہے۔۔وہ اسے دھوکے میں رکھے ہوئے ہے تو اشہب عالم برداشت نہ کر پاتا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ دور جا پاتا۔۔۔ سوہائے نے اس کا بازو تھام کر اسے اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔۔۔

اشہب اس کی اس حرکت پر حیران ہوتا خود کو اس کی جانب کر گیا تھا۔۔۔

جو اب اسے دیوار سے لگائے اس کے دونوں جانب اپنی نازک ہتھیلیاں جمائے کھڑی غصے بھری آنکھوں سے اسے گھور رہی تھی۔۔۔

"تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا کہ تم ایک ڈرائیور نہیں ہو۔۔۔ بلکہ میر اشہب عالم ربانی ہو۔۔۔ میں نے سنا ہے تم بہت مغرور انسان

ہو۔۔۔اپنی ناک پر مکھی تک نہیں بیٹھنے دیتے۔۔۔پھر میری اتنی بکواس کیسے برداشت کرتے رہے۔۔۔"

سوہائے اس کا دھیان وہاں سے ہٹانے کے لیے اس کے بے انتہا قریب کھڑی اس سے استفسار کر رہی تھی۔۔۔جب اشہب کی نگاہ بالکنی کے دوسرے دروازے سے نکلتے سفیر پر پڑ چکی تھی۔۔۔کچھ سیکنڈز بعد ہی وہاں سے نکلتی خنساء کو دیکھ اس نے اپنے لب سختی سے بھیچ لیے تھے۔۔۔

سوہائے نے قدموں کی آواز محسوس کرتے جلدی سے اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔۔۔وہ اپنی طرف سے اس کا رخ بالکنی

کے اس دروازے سے موڑے کھڑی تھی۔۔۔اس بات سے انجان کے وہ بہت کوشش کے بعد بھی ناکام ٹھہری تھی۔۔۔

اشہب ان دونوں کو دیکھ چکا تھا۔۔۔

وہ مٹھیاں بھینچے بہت مشکل سے خود پر قابو رکھے ہوئے تھا۔۔۔

جب سوہائے کی گداز ہتھیلی کا لمس اپنی جلتی آنکھوں پر محسوس کرتا وہ اس لڑکی کے یوں اپنے قریب آنے کا سارا مقصد سمجھتا اپنے دل کے ایک کونے میں سکون اترتا محسوس کرنے لگا تھا۔۔۔

یہ لڑکی اس کے دل کی دھڑکنوں میں اتر چکی تھی۔۔۔

اس نے سوہائے کے گرد اپنی مضبوط بانہوں کا حصار قائم کرتے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا۔۔۔

"جس چیز کو آپ مجھ سے چھپانے کی کوشش کر رہی ہو۔۔۔ میں دیکھ چکا ہوں وہ۔۔۔ زندگی میں بہت ساری تکلیفیں برداشت کی ہیں۔۔ بہت سارے درد رقم ہے اس دل پر۔۔۔ ان کے مقابلے میں یہ کچھ بھی نہیں ہے۔۔۔ مگر میرا پروردگار بہت رحیم ہے۔۔۔ اس نے میری ہر اذیت کا مداوا کرنے کے لیے۔۔۔ آپ کی صورت بہت ہی پیاری ہستی میری زندگی میں بھیج دی ہے۔۔۔"

اس کے کان میں سرگوشیانہ لہجے میں بولتا۔۔۔وہ اسے اپنے سینے میں اتنی زور سے بھینچ گیا تھا۔۔ جیسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وہیں چھپا لینا چاہتا ہو۔۔۔

سوہائے تو اس کے لفظوں کی تاثیر میں کھوئی کچھ بول ہی نہیں پائی تھی۔۔

اس شخص کا اسے یوں اپنے آپ میں چھپا لینے کا انداز اس کی روح کو بھی سکون پہنچا دیتا تھا۔۔۔

اشہب کا دل نہیں چاہ رہا تھا اسے جدا کرنے پر۔۔۔ مگر ابھی اسے جانا تھا۔۔۔

وہ اسے اپنے حصار سے آزاد کرتے کھڑا اسے تکے جا رہا تھا۔۔

جس کا بھاری دوپٹہ زمین پر گرا پڑا تھا۔۔۔اور لہنگا بار بار لوز ہوئے جا رہا تھا۔۔۔

سوہائے اس شخص سے نگاہیں نہیں ملا پا رہی تھی۔۔۔اسے ابھی تک سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس کی اس دیوانگی کا کیا جواب دے۔۔۔

اس شخص کی شدتیں اور وارفتگیاں ویسے ہی اس کا ہوش بھلائے ہوئے تھیں۔۔۔اوپر سے یہ بھاری بھرکم لباس۔۔۔۔

سوہائے کی روہانسی صورت دیکھ اشہب مسکرایا تھا۔۔۔

وہ آگے بڑھا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔۔۔۔"

سوہائے پیچھے ہوتی اس کی مدد لینے سے انکار کر گئی تھی۔۔۔

مگر اس شخص کی من مانیوں کے آگے پہلے بھلا اس کی کبھی چل پائی تھی جو آج چل پاتی۔۔۔۔

اشہب نے اس کا لہنگا اپنی مٹھی میں دبوچتے اسے اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔۔۔

"ڈرائیور۔۔۔۔۔"

سوہائے اس شخص کی اس بے باک حرکت پر جی جان سے کانپ گئی تھی۔۔۔

اس کا چہرا حیا اور خفت سے لال اناڑی ہوا تھا۔۔۔

مگر مقابل کو بھلا پرواہ کہاں تھی۔۔۔

اس نے سوہائے کے لہنگے کی ڈوریاں کھولی تھیں۔۔۔

"تم یہ کیا کر رہے ہو۔۔۔؟"

سوہائے چیخ اٹھی تھی۔۔۔

ہاہاہاہا ابھی میرا کچھ بھی کرنے کا ارادہ نہیں ہے۔۔۔ مگر آپ اگر ایسے ہی چلائیں گی تو میں اپنی شرافت پن کی زیادہ دیر گارنٹی نہیں دے سکتا۔۔۔"

اس کی ڈوریاں مضبوطی سے باندھے کے بعد وہ اب اس کا لہنگا صحیح سے فکس کر چکا تھا۔۔۔ جبکہ اس کے شوخ جملے پر سوہائے کانوں تک لال ہوئی تھی۔۔۔ نجانے اس کی باقی دوستوں کو یہ شخص اتنا شریف کیسے لگا تھا۔۔۔

مگر اس کے اتنے اچھے سے لہنگا فکس کرنے پر شرم سے لال پڑتی سوہائے نے اسے مشکوک نگاہوں سے گھورا تھا۔۔۔

جو محسوس کرتے اشہب دھیرے سے مسکرا دیا تھا۔۔۔

ااور اب اس کا دوپٹہ تھام کر سیٹ کرنے لگا تھا۔۔۔

اب سوہائے بنا اسے روکے خاموشی سے اس کی سامنے کھڑی اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔خود پر اس کی نگاہوں کا ارتکاز محسوس کرتے مسلسل اس شخص کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔۔۔

خنساء کے حوالے سے جو انکشاف ابھی اس پر ہوا تھا۔۔۔اگر اس وقت سوہائے اس کے پاس نہ ہوتی تو نجانے اس بات کو وہ کیسے لیتا۔۔۔اور کتنا بڑا ہنگامہ کھڑا ہو جانا تھا۔۔۔

لیکن سوہائے نے جس طرح اسے کنٹرول کیا تھا۔۔۔یہ بات اس کے دل کو چھو گئی تھی۔یہ لڑکی اس کے لیے بہت قیمتی ہو چکی تھی۔۔۔

"تمہیں یہ سب کیسے آتا ہے۔۔۔؟ کیا پہلے کسی کے پرسنل اسسٹنٹ بھی رہ چکے ہو۔۔۔"

سوہائے کو جس دوپٹے نے اتنا خوار کیا ہوا تھا۔۔۔ اشہب اسے بہت اچھے سے سیٹ کر چکا تھا۔۔۔ اس لیے سوہائے اپنے اس شک کو باہر آنے سے روک نہیں پائی تھی۔۔۔

اس کے طنز پر اشہب عالم کا جاندار قہقہ بر آمد ہوا تھا۔۔۔

"میں جانتا ہوں میری اس پیاری سی مالکن کی کس طرح خدمت کرنی ہے۔۔۔ وہ سب سیکھا ہے میں نے۔۔۔۔"

اس کے گال سے اپنا گال مس کرتے وہ بوجھل لہجے میں بولا تھا۔۔۔

اسے ایک بار پھر سے پٹری سے اترتے دیکھ سوہائے اس سے دور ہوتی جلدی سے سیڑھیاں اتر آئی تھی۔۔۔ آخری زینے پر پہنچتے اس نے مڑ کر اشہب کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جو والہانہ نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ نگاہوں کے اس گہرے تصادم پر سوہائے کو اپنا دل بغاوت کرتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

اس کا بالکل بھی دل نہیں چاہا تھا یہاں سے جانے کو۔۔۔

اس شخص سے دور ہونے کو۔۔۔

مگر ابھی وہ بہت سی باتوں سے ناواقف تھی۔۔۔اشہب اس سے دور کیوں ہو گیا تھا۔۔۔ایسی کیا وجہ تھی کہ وہ ربانی ہاؤس نہیں جاتا تھا۔۔اس نے خود کو اتنا اکیلا کیوں کر لیا تھا۔۔۔سوہائے اشہب کے حوالے سے سب کچھ جاننا چاہتی تھی۔۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"چھوڑیں میرا ہاتھ۔۔۔ آپ اس طرح کیوں لے کر آئیں ہیں مجھے یہاں۔۔۔"

غزوان اسے روم میں لا کر لاک کر چکا تھا۔۔۔اضطراب کی کیفیت میں مسلسل چکر کاٹتا وہ اپنے کھولتے غصے کو قابو کرنے کی کوشش

کررہا تھا۔۔۔جب،منیم اس کی راستے میں آتی کافی بد تمیزی سے بولی تھی۔۔۔

غزوان نے اپنی لال آنکھیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔وہ اس وقت گرین اور اور ینج کلر کی شرارے میں ملبوس اپنے لمبے بالوں میں پھول ڈال کر چٹیا بنائے اسے آگے کی جانب ڈال رکھا تھا۔۔۔پھولوں کے زیورات پہنے وہ بے پناہ حسین لگ رہی تھی۔۔۔اس کی گردن کا تل آج واضح تھا۔۔۔

غزوان کا دل جیسے پگھل کر موم ہوا تھا۔۔۔

غزوان دبے قدموں اس کی جانب بڑھا تھا۔۔۔اس کی خمار آلود آنکھیں اپنے وجود پر گڑھی دیکھ،ہنیم اپنے آپ میں سمٹ گئی تھی۔۔۔یہ شخص پتا نہیں چاہتا کیا تھا۔۔۔

وہ جتنی پیچھے پیچھے جا رہی تھی غزوان اتنے ہی اس کے قریب آرہا تھا۔۔۔ہنیم کی کمر دیوار کے ساتھ ٹکرائی تھی۔۔۔جب غزوان اس کے ارد گرد اپنی دونوں ہتھیلیاں جماتا اسے کے اوپر جھکا تھا۔۔۔

"تم جانتی ہو تم پر پورا حق رکھتا ہوں میں۔۔۔کبھی بھی اپنا حق استعمال کر سکتا ہوں۔۔۔کوئی نہیں روک سکتا مجھے۔۔۔"

اس کی ٹھوڑی کو تھام کر چہرا اوپر اٹھاتے اس کی آنکھوں میں جھانک کر باور کروایا گیا تھا۔۔۔اس کی گرم سانسیں،ہنیم کا چہرا جھلسا رہی تھیں۔۔۔اس کے انداز میں کچھ ایسا تھا کہ،ہنیم گھبرا گئی تھی۔۔

"کک کیا مطلب۔۔۔"

ہنیم نے لاشعوری طور پر اپنا دوپٹہ درست کیا تھا۔۔۔

"وہی جو تم سمجھ چکی ہو۔۔۔یہ بھی جانتی ہو کہ مجھے آج تک میری کرنے سے کوئی نہیں روک پایا۔۔۔

Don't Copy Paste and Share Without My Permission

غزوان نے جھک کر اس کی کان کی لوح کو چھوتے اس کے کانوں میں پہنے جھمکوں کی مہک اپنے اندر اتاری تھی۔۔۔

ہنیم کے پسینے چھوٹ چکے تھے۔۔۔وہ اسکے بے پناہ قریب تھا۔۔۔ اتنا کہ اگر ہنیم زرا سی بھی حرکت کرتی تو اس شخص کے چہرے کو چھو جانا تھا۔۔۔

ہنیم نے اسے دور کرنا چاہا تھا۔۔جب غزوان اس کی کمر میں بازو حمائل کرتا اس اپنے سے مزید قریب کر گیا تھا۔۔۔ان دونوں کے بیچ فاصلہ نہ ہونے کے برابر تھا۔۔۔ہنیم کا نرم گرم وجود غزوان پر

To Read My Novels Plzz Contact on My Facebook Page "Farwa Khalid Novels".

Also,Subscribe My Youtube Channel "Farwa Khalid Novels".

Don't Copy Paste and Share Without My Permission

خماری سے طاری کر رہا تھا۔۔۔اس کا دل شدت سے چاہا تھا اپنا حق

استعمال کرنے پر۔۔۔ مگر اس وقت وہ ایسا کچھ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

اس لڑکی کی حالت بتا رہی تھی کہ اس کی ہلکی سی جسارت پر اس نے

بے ہوش ہو جانا تھا۔۔۔

"میں کل کے دن ہماری رخصتی چاہتا ہوں۔۔اور یہ بھی جانتا ہوں

کہ اب اس میں بہت ساری مخالفتیں کھڑی ہونگی۔۔ لیکن تمہیں

میری سائیڈ ہونا ہو گا۔۔۔"

غزوان کی بات پر، ہنیم اسے پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔یہ شخص آخر اسے سمجھتا کیا تھا۔۔۔وہ جو بولے گا اس کے اشاروں پر چل دے گی۔۔۔

"ایسا کبھی نہیں ہو گا۔۔۔"

ہنیم اس کی گرفت سے خود کو آزاد کرواتی چلائی تھی۔۔۔

"تو ٹھیک ہے جو رخصتی کے بعد ہونا ہے وہ آج کرتے ہیں۔۔۔"

غزوان نے جھک کر اس کے نازک وجود کو بانہوں میں اٹھایا تھا اور بیڈ کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

ہنیم کی رنگت زرد ہوئی تھی۔۔۔

"آپ مجھے بلیک میل کر رہے ہیں۔۔۔؟؟"

ہنیم کو اس کے خطرناک تیور دیکھ اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

"نہیں صرف ایک ڈیل کر رہا ہوں۔۔۔ سب کے سامنے میرا ساتھ دے دو۔۔۔ کیونکہ طلاق تو میں اب تمہیں نہیں دوں گا۔۔۔ اگر آرام سے اس رخصتی کے لیے مان جاؤ گی تو بعد میں تمہاری ہر بات مانوں گا۔۔۔"

غزوان حیدر اس سے ڈیل کر رہا تھا۔۔۔جو سن کر ہنیم مزید تپ اٹھی تھی۔۔۔غزوان حیدر کے لیے شادی کسی کھیل سے زیادہ کچھ نہیں تھی۔۔۔

"میں ایسا کچھ نہیں کرنے والی۔۔۔ہر بار آپ نے مجھے ٹھکرایا ہے۔۔۔اس بار میں آپ کو ٹھکراؤں گی۔۔۔۔"

ہنیم پر عزم تھی۔۔۔اس کا اس شخص پر غصہ مزید بڑھ گیا تھا۔۔۔جو اس کی محبت کو سمجھے بغیر اپنی ہی گیمز کھیلتا رہتا تھا۔۔۔وہ اچھے سے سمجھ رہی تھی غزوان یہ سب اسفر کو نیچا دکھانے کے لیے کر رہا تھا۔۔

اس کی بات کے جواب کی غزوان نے اسے بیڈ پر پٹخ دیا تھا۔۔۔وہ کسی بے جان گڑیا کی طرح بیڈ پر جا گری تھی۔۔۔

اس نے سامنے کھڑے غزوان حیدر کو دیکھا تھا۔۔۔جو اس وقت وائٹ لباس پر سیاہ شال اوڑھے ہمیشہ کی طرح بہت ہی وجیہہ لگ رہا تھا۔۔۔اس کے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔اس نے شال اتار کر سائیڈ پر رکھی تھی۔۔۔اب وہ اپنی سلیوز کے بٹن کھولتا انہیں پیچھے کی جانب فولڈ کر رہا تھا۔۔۔اس کی بے باک نگاہیں،ہنیم کے دلنشیں سراپے سے الجھ رہی تھیں۔۔۔ہنیم نے پیچھے کی جانب کھسکتے وہاں سے فرار ہونا چاہا تھا۔۔جب غزوان اسے ٹانگوں سے

Don’t Copy Paste and Share Without My Permission

تھام کر واپس اپنی جانب کھینچتا اس کے اوپر جھکا تھا۔۔۔ہنیم کی

دونوں کلائیاں تھام کر بیڈ پر دائیں بائیں رکھتے وہ پوری طرح سے

اس کے اوپر جھکا ہوا تھا۔۔۔اس کے وجود سے اٹھتی مسحور کن

خوشبو،ہنیم کو اپنی حصار میں جکڑ رہی تھی۔۔۔

وہ تو بہت پہلے سے اس شخص کی دیوانی تھی۔۔۔اس کے یہ روپ

اسے مزید گھائل کر رہے تھے۔۔۔غزوان حیدر نہیں جانتا تھا کہ یہ

لڑکی دل و جان سے اوپر قربان ہے۔۔ مگر اب تک وہ جو کر چکا

تھا۔۔۔اس کی وجہ سے بہت زیادہ ہرٹ اور ناراض تھی اس

سے۔۔۔لیکن اس شخص کو منانا نہیں مزید ناراض کرنا ہی آتا تھا۔۔

اگر وہ اپنے پچھلے رویے پر معافی مانگ کر آرام سے اسے رخصتی کے لیے مناتا تو اس کے حوالے سے موم جیسا دل رکھنے والی،ہنیم نے مان بھی جانا تھا۔۔۔

غزوان جو اس کے اتنے قریب اسے ڈرانے اور اپنی بات کے لیے منانے ہی آیا تھا۔۔۔اس وقت وہ اس کی قربت میں سب کچھ فراموش کر چکا تھا۔۔ہنیم کی دونوں کلائیوں کو اپنے قابو میں کیے وہ جھکا تھا اور اس کی گردن پر اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑتا وہ سب کچھ فراموش کر گیا تھا۔۔۔اس لڑکی کے قریب آکر اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا تھا۔۔۔

ہنیم ربانی پر اپنی ملکیت کا احساس سر چڑھ کر بولنے لگا تھا۔۔۔

"تم مجھ پر آج چاہے جو بھی الزام لگاؤ۔۔۔ لیکن یہ سچ ہے کہ تمہارے قریب آ کر میں ہر شے فراموش کر جاتا ہوں۔۔۔ دل چاہتا ہے تمہیں اپنی سانسوں میں اتار لوں۔۔۔"

وہ بوجھل سرگوشی کرتا ہنیم کے چہرے کے ایک ایک نقش کو اپنے ہونٹوں سے چھوتا ہنیم کو اس کے ہوش بھلا گیا تھا۔۔۔ اس کی مونچھوں کی چبھن، ہنیم کا چہرا مزید لال کر گئی تھی۔۔ غزوان نے ہاتھ بڑھا کر اپنی راہ میں رکاوٹ پیدا کرتے اس کی پھولوں کی بالیوں کو اتار کر سائیڈ پر رکھ دیا تھا۔۔۔ ہنیم گہرے گہرے سانس لیتی اس

وقت پوری طرح اس کے رحم و کرم پر تھی۔۔۔وہ اس سے جدا ہونے کی کوشش بھی نہیں کر رہی تھی۔۔۔یہ بات غزوان کے لیے بہت ہی خوبصورت اور حیران کن بھی تھی۔۔۔

غزوان اس کی گردن پر موجود تل کا دیوانہ ہو چکا تھا۔۔۔شدت جذبات میں اسے چھوتے وہ اپنی محبت کا بہت واضح نشان چھوڑ چکا تھا۔۔۔ہنیم اس کی اس والہانہ چاہت پر تڑپ اٹھی تھی۔۔۔

اس شخص کے ایک ایک انداز سے اس کی بے پناہ محبت چھلکتی تھی۔۔۔مگر وہ لبوں سے اس بات کا اقرار نہیں کرتا تھا۔۔۔جس کی وجہ سمجھنے سے قاصر تھی وہ۔۔۔

غزوان حیدر پوری طرح سے اس کی قربت میں بہک چکا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید گستاخی کرتا اس کا موبائل بج اٹھا تھا۔۔۔

اعظم ربانی کا نمبر دیکھ اس کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔

وہ،ہنیم کے اوپر سے اٹھ چکا تھا۔۔۔ جیسے ہی اس کی نظر،ہنیم کے بکھرے وجود پر پڑی ایک دلنشین مسکراہٹ نے اس کے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔۔۔

ہنیم نے اٹھنے کے بجائے اس کی نگاہوں پر شرم سے دوہرا پڑتے اپنے چہرے پر دوپٹہ ڈال دیا تھا۔۔۔ جب غزوان نے اسے دونوں

کلائیوں سے تھام کر اپنے مقابل کھڑا کرتے اس کے چہرے سے دوپٹہ ہٹایا تھا۔۔

"کل تیار رہنا مہلت بالکل نہیں ملے گی۔۔۔"

جھک کر اس کی گردن پر اپنی دیوانگی کی وجہ سے بنے نشان پر لب رکھتے وہ روم سے نکل گیا تھا۔۔۔ جبکہ ہنیم ساکت سی کھڑی یہی سوچ رہی تھی کہ آخر اس شخص کو ہوا کیا ہے۔۔۔ اسکا انکار اچانک سے اقرار میں کیسے بدل گیا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

سوہائے واپس ربانی ہاؤس میں آچکی تھی۔۔۔جہاں سب لوگ موجود تھے سوائے اشہب کے۔۔۔سوہائے کو اس کی کمی بہت زیادہ محسوس ہوئی تھی۔۔۔

اس کا موڈ اب کافی خوشگوار تھا۔۔۔اس لیے وہ سب سے اچھے سے بات کر رہی تھی۔۔۔۔

"کیسی ہے ہماری بیٹی۔۔۔۔؟؟؟"

اعظم ربانی اس کے قریب آتے محبت بھرے لہجے میں اس سے مخاطب ہوئے تھے۔۔۔

سوہائے کو اس وقت وہ بہت اچھے لگے تھے۔۔۔جہنوں نے چاہے جس ریزن سے بھی مگر اشہب کو اس کی زندگی میں بھیجا تھا۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں تایا جان۔۔۔۔"

سوہائے نے نرمی سے جواب دیا تھا۔۔۔

"ہمیں آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔۔۔"

اعظم ربانی کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ بات سوہائے سے کیسے کریں۔۔۔

"جی۔۔۔۔۔"

سوہائے نے ان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"ہم چاہتے ہیں آپ اشہب کو اس گھر میں لے کر آئیں۔۔۔وہ ہم سے بہت نفرت کرتا ہے۔۔۔بہت دور کر دیا ہے اس نے خود کو ہم سے۔۔۔اس نے آپ کو اپنی ضد اور انا کا مسئلہ بنا لیا ہے۔۔۔وہ آپ سے محبت نہیں کرتا۔۔۔میں نہیں چاہتا آپ کسی بھی قسم کے دھوکے میں رہیں۔۔۔وہ بس میرے خلاف جانا چاہتا ہے۔۔۔جس کے لیے وہ آپ کو اپنے قریب رکھ کر استعمال کر رہا ہے۔۔۔

"

اعظم ربانی بول رہے تھے۔۔۔ سوہائے بے یقینی سے ان کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا تھا بھلا۔۔۔ اس نے خود اس شخص کی آنکھوں میں اپنے لیے محبت دیکھی تھی۔۔۔ اس نے اقرار کیا تھا۔۔ پھر وہ ایسا کیوں بول رہے تھے۔۔۔

"آپ اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ مجھ سے محبت نہیں کرتا۔۔۔"

یہاں اگر کوئی اور یہ بات بولتا تو سوہائے ایک پل کے لیے بھی نہ مانتی۔۔۔ مگر یہ بات اسے اس گھر کے سربراہ اعظم ربانی بول رہے تھے۔۔۔

کچھ تو وجہ تھی جو وہ اتنے یقین سے اتنی بڑی بات بول رہے تھے۔۔۔

"میں آپ کو اس بات کے سچ ہونے کا یقین نہیں دلا سکتا۔۔۔ مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ اشہب آپ کے لیے اچھا انسان نہیں ہے۔۔۔ وہ بہت گھمنڈی اور ضدی انسان ہے۔۔۔ جسے اپنے اصول دنیا کی ہر شے سے بڑھ کر اہم ہیں۔۔۔ آپ اس کے لیے کبھی اہم نہیں ہو سکتیں۔۔۔ ابھی وہ آپ کو صرف میری ضد میں آ کر حاصل کرنا چاہتا ہے۔۔۔ محبت نہیں ہے اس کے دل میں۔۔۔"

اعظم ربانی کی باتوں پر سوہائے کی آنکھوں میں آنسو جھلملا گئے تھے۔۔۔ مگر وہ کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔اس کو اذیت کا شکار ہوتے دیکھ اعظم ربانی کا دل بھی دکھا تھا۔۔۔ مگر وہ کچھ نہیں کر سکتے تھے اس وقت۔۔۔۔بہت بے بس ہو چکے تھے وہ۔۔۔۔

اعظم ربانی کے جانے کے بعد سوہائے ایک جانب آ کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔یہ سب کیا ہو رہا تھا۔۔۔اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔ ایک طرف اعظم ربانی نے اشہب کو خود اس کے پاس بھیجا تھا۔۔۔ اور اب جب وہ دونوں ایک دوسرے کی محبت میں گرفتار ہو چکے تھے تو وہ یہ سب بول رہے تھے۔۔۔

"کیا واقعی تم مجھ سے محبت نہیں کرتے۔۔۔؟ مگر میرا دل یہ بات مانتے کو تیار کیوں نہیں ہے۔۔۔پوری دنیا کے سامنے بتا کیوں نہیں دیتے تم۔۔۔ کیا چاہتے ہو تم مجھ۔۔۔۔ اگر چھوڑ کر جانا چاہتے ہو تو چھوڑ دو۔۔۔"

سوہائے کو لگا تھا اس دنیا میں اسے کبھی سکھی وقت اور ایک مخلص ساتھ کبھی نہیں ملنے والا تھا۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"ہانی آپ ٹھیک ہو۔۔۔کب سے ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔ کہاں تھیں آپ۔۔۔۔"

ہنیم جیسے ہی نیچے آئی آسیہ بیگم اور زینت بیگم اس کے قریب آئی تھیں۔۔۔اس کی چہرے کی ہوائیاں اڑی دیکھ ان دونوں کو تشویش ہوئی تھی۔۔

جبکہ ایک جانب کھڑا اسفر خونخوار نگاہوں سے،ہنیم کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔یہ لڑکی اس طرح اس کے ساتھ تو کبھی نہیں آئی تھی جیسی وہ غزوان حیدر کے ساتھ کھینچی چلی جاتی تھی۔۔۔اسفر کو غزوان کے ساتھ ساتھ،ہنیم پر بھی بہت زیادہ غصہ آیا تھا۔۔۔

"آپ کی گردن پر کیا ہوا بچے۔۔۔"

زینت بیگم کی نظر اس کی گردن پر بنے سرخ نشان پر پڑی تو وہ پریشان ہو گئی تھیں۔۔۔

"کچھ نہیں انو جان الرجی ہو گئی ہے۔۔۔ ٹھیک ہو جائے کی کچھ دنوں تک۔۔۔"

ہنیم ان سے نگاہیں چراتے آہستگی سے بولی تھی۔۔۔

ہنیم کی نگاہیں بار بار اعظم ربانی کے روم کی جانب جا رہی تھیں۔۔۔ جہاں اس وقت غزوان بھی موجود تھا۔۔۔ نجانے اب یہ شخص پھر سے کونسا ڈرامہ لگانے والا تھا۔۔۔

فنکشن ختم ہوتے ہی جیسے مہمان واپس لوٹے ربانی ہاؤس میں وہی ہوا تھا جس کا ہنیم کو ڈر تھا۔۔۔

غزوان نے اعظم ربانی کے سامنے کل کے دن رخصتی کی ڈیمانڈ کی تھی۔۔۔ جس پر اعظم ربانی کچھ خاص راضی نظر نہیں آرہے تھے۔۔۔ انہوں نے سارا فیصلہ ہنیم پر ڈال دیا تھا۔۔۔ جو وہ کہے گی وہی ہو گا۔۔۔

اس وقت سب لوگ ڈرائنگ روم میں موجود تھے۔۔۔ ہنیم انو جان کے ساتھ ہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔ جبکہ غزوان اس کے سامنے صوفے

پر براجمان تھا۔۔۔اسفر اور اس کے گھر والوں کی نگاہیں بھی،ہنیم پر ٹکی ہوئی تھیں۔۔۔

"ہنیم بیٹا ہمارے لیے آپ کی خوشی سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔۔۔ آپ جو بولیں گی وہی ہو گا۔۔۔"

اعظم ربانی نے شفقت بھری نگاہوں سے،ہنیم کی جانب دیکھتے کہا تھا۔۔۔

غزوان یک ٹک اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔

ہنیم نے ایک نظر اس پر ڈالتے نگاہیں جھکالی تھیں۔۔۔

"میں یہ رخصتی نہیں چاہتی۔۔۔میں میر غزوان حیدر ربانی سے طلاق چاہیے۔۔میں جس انسان کے معیار پر پورا نہیں اترتی مجھے اس کی زندگی میں شامل بھی نہیں ہونا۔۔۔"

ہنیم نے اس لمحے اپنے دل کو پتھر کرتے اپنی محبت کو سائیڈ پر رکھتے اپنی عزت نفس کو اوپر رکھا تھا۔۔۔یہ شخص بہت بار سب خاندان والوں کے سامنے اس کی عزت نفس مجروح کر چکا تھا۔۔۔

انو جان کو،ہنیم کا فیصلہ ٹھیک لگا تھا۔۔۔غزوان حیدر کی ضد اسے سب سے زیادہ پیاری تھی۔۔مگر،ہنیم بھی کوئی کھلونا نہیں تھی کہ

جسے کبھی وہ ضد میں آکر دھتکار دے اور کبھی پھر سے کسی ضد کے چلتے اپنا لے۔۔۔

اسفر کے ہونٹوں پر دل جلاتی مسکراہٹ بکھری تھی۔۔اس نے فوراً اپنی ماں کو اشارہ کیا تھا۔۔۔جو اس موقع پر کچھ نہیں بولنا چاہتی تھیں۔۔مگر بیٹے کے مجبور کرنے پر بول گئی تھیں۔۔۔

"بھائی صاحب اب جب یہ رشتہ ختم ہو ہی رہا ہے تو میں بھی کچھ کہنا چاہتی ہوں۔۔۔بہت وقت سے یہ خواہش میرے دل میں تھی۔۔۔ہنیم کو اپنے اسفر کی دلہن بنانا چاہتی ہوں میں۔۔۔

شہزادی بنا کر رکھوں گی اپنے گھر گی۔۔۔اس رشتے کے ختم ہوتے ہی میں دوسرا رشتہ جوڑنا چاہتی ہوں۔۔۔

آسیہ بیگم ابھی بول ہی رہی تھیں۔۔جب غزوان غصے سے بپھرتا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

"آسیہ یہ کوئی وقت نہیں ہے اس بات کا۔۔۔ہنیم ابھی بھی غزوان کے نکاح میں ہے۔۔۔تھوڑا سا تو خیال کر لو۔۔۔"

زینت بیگم سمیت باقی سب کو بھی آسیہ بیگم کا یہ انداز بہت برا لگا تھا۔۔۔

ہنیم نے غزوان کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جو اٹھ کر اس کی جانب بڑھا تھا۔۔

"اگر اس پوری دنیا میں میر غزوان حیدر کے معیار پر کوئی لڑکی پوری اترتی ہے تو وہ صرف تم ہو۔۔۔۔میں نے وہ سب جان بوجھ کر بولا تھا۔۔۔جس کا ریزن ابھی نہیں بتا سکتا۔۔۔بہت محبت کرتا ہوں تم سے۔۔۔ تمہیں طلاق کسی قیمت پر نہیں دے سکتا۔۔۔۔ سب کے سامنے ٹھکرایا تھا تمہیں۔۔۔اب سب کے سامنے اپنی غلطیوں پر معافی مانگ کر تمہیں اپنانا چاہتا ہوں۔۔۔۔مجھے معاف کر دو۔۔۔۔"

Don't Copy Paste and Share Without My Permission

غزوان ربانی بول رہا تھا جبکہ وہاں بیٹھا ہر شخص سکتے کے عالم میں اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔ کسی کو بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ الفاظ غزوان حیدر کے منہ سے نکل رہے ہیں۔۔ جس شخص کی اونچی ناک کبھی کسی کے آگے نہیں جھکی تھی۔۔۔ وہ آج پورے خاندان کے سامنے، ہنیم کے آگے جھک چکا تھا۔۔۔

انو جان ڈبڈبائی آنکھوں سے ان دونوں کی جانب دیکھ رہی تھیں۔۔۔ انہیں بالکل امید نہیں تھی کہ ان کا بیٹا اتنا بڑا اقدم اٹھائے گا۔۔۔ ہنیم کے غصے سے بھی وہ واقف تھیں۔۔۔ کہ وہ

To Read My Novels Plzz Contact on My Facebook Page "Farwa Khalid Novels".

Also,Subscribe My Youtube Channel "Farwa Khalid Novels".

غزوان سب کتنا غصہ ہے۔۔ مگر وہ جانتی تھیں کہ ہنیم کو منالیں گی وہ۔۔۔

غزوان کی ضد ختم ہو گئی تھی ان کے لیے یہی کافی تھا۔۔۔

ہنیم کو بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ سب کے سامنے اس طرح اس سے معافی مانگے گا۔۔۔ وہ اسے اتنی آسانی سے معاف کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی تھی مگر ابھی وہ بالکل سن کھڑی تھی۔۔۔

غزوان اس کی جانب امید طلب نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔ اس یقین کے ساتھ کہ وہ انکار نہیں کرے گی۔۔۔ اسفر بھی رکتی سانسوں کے ساتھ ہنیم کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

مجھے ان کا ساتھ قبول نہیں ہے تایا جان۔۔۔میں اس رشتے کو ختم کرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔مجھے ان کے ساتھ نہیں رہنا۔۔۔۔"

ہنیم آج اس ظالم انسان پر رحم کرنے کے موڈ میں بالکل بھی نہیں تھی۔۔۔اپنی بات مکمل کرتی وہ وہاں رکی نہیں تھی۔۔۔تیزی سے نکلتی چلی گئی تھی۔۔۔

غزوان نے گہرا سانس ہوا میں خارج کرتے خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کی تھی۔۔۔

"وہ ابھی غصے میں ہے۔۔میں اس سے ایک بار بات کرنا چاہتی ہوں۔۔۔"

انو جان فوراً اپنی جگہ سے کھڑی ہوتے بولیں تھیں۔۔۔ان کی بات پر اسفر کی خوشی پھیکی پڑی تھی۔۔۔ہنیم انو جان کی کوئی بات نہیں ٹالتی تھی۔۔۔

یہ بات ان سب کو ہی پتا تھی۔۔۔غزوان کو تسلی ہوئی تھی کہ انو جان اس کے ساتھ تھیں۔۔۔اب وہ اپنی لاڈلی کو خود ہی منا لیں گی۔۔۔

اعظم ربانی اس معاملے میں بالکل خاموش تھے۔۔۔سب نے ہی نوٹ کیا تھا کہ وہ بہت زیادہ چپ چپ رہنے لگے تھے۔۔۔ سفیر کو

بھی انہوں نے کچھ نہیں کہا تھا۔۔۔ سفیر اور خنساء کا معاملہ انہوں نے اشہب عالم پر چھوڑ دیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"کیا ہوا سب پریشان کیوں لگ رہے ہیں۔۔۔؟"

سوہائے نیچے آئی تھی جب سب کی اڑی رنگت دیکھ پوچھے بغیر نہیں رہ پائی تھی۔۔۔

"اشہب بھائی نے تایا جان اور سفیر بھائی کو بلایا ہے وائٹ پیلس میں۔۔۔ اللہ خیر ہی کرے۔۔۔ وہ کوئی سنگین فیصلہ نہ کر دیں۔۔۔ خنساء بھابھی ان کے سامنے نہیں بولیں گی کچھ بھی۔۔۔"

بیلا نے بتایا تھا۔۔۔زینت بیگم مسلسل تسبیح کا ورد کر رہی تھیں۔۔۔ وہاں اور کسی کو بھی جانے کی اجازت نہیں تھی۔۔۔سب پریشان تھے کہ اشہب نجانے کیا فیصلہ کرتا ہے۔۔۔

ان کو وہاں گئے ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی جب اعظم ربانی کے ساتھ خنساء اور ارسل کو اٹھائے سفیر اندر داخل ہوا تھا۔ جنہیں دیکھ وہاں موجود تمام افراد کے چہروں پر مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔۔سوہائے کو بھی اشہب کا فیصلہ جان کر خوشی ہوئی تھی۔۔۔ جس نے اپنی بہن کی خوشی کو ہر بات سے آگے رکھا تھا۔۔

مگر خنساء اسے تھوڑی اداس سی لگی تھی۔۔۔

"کیاہوا آپ خوش نہیں ہیں یہاں آکر۔۔۔؟"

سوہائے اس کی اداسی کی وجہ جاننا چاہتی تھی۔۔۔

"نہیں میں خوش ہوں۔۔ مگر میں نے اپنے بھائی کو بہت ہرٹ کیا ہے۔۔۔انہوں نے مجھے کہا نہیں ہے مگر میں جانتی ہوں وہ مجھ سے بہت شدید ناراض ہو گئے ہیں۔۔۔وہ بہت کم لوگوں کو اپنے دل کے قریب رکھتے ہیں۔۔۔اور شاید اب انہوں نے مجھے وہاں سے نکال دیا ہے۔۔۔مجھے انہیں سفیر کے حوالے سے بتا دینا چاہئے تھا۔۔۔ میں نے ان سے یہ سب چھپا کر بہت بڑی غلطی کی ہے۔۔۔۔وہ ناراض نہیں ہوتے بلکہ ایسے ہی خود سے دور کر دیتے ہیں۔۔۔"

خنساء اشہب کو لے کر بہت اداس تھی۔۔۔

"میں نہیں چاہتی میرا بھائی بالکل تنہا ہو جائے۔۔۔ یہاں دانیہ بہت محبت کرتی ہے ان سے۔۔۔ اسکا بس نہیں چلتا اشہب بھائی کے قدموں میں بچھ جائے۔۔۔ ایسی ہی بے لوث محبت ڈیزرو کرتے ہیں بھائی۔۔۔ جس لڑکی کے پیچھے انہیں نہ بھاگنا پڑے۔۔۔ بلکہ وہ لڑکی انہیں ان کی اہمیت کا احساس دلائے۔۔۔"

خنساء نے اس کے خوبصورت چہرے کی جانب دیکھتے عجیب سے انداز میں اسے کہا تھا۔۔۔ جبکہ سوہائے گم صم سی کھڑی تھی۔۔۔

تایا جان کی طرح خنساء بھی نہیں چاہتی تھی کہ اشہب کے قریب جائے۔۔۔

کیا وہ اتنی بری تھی۔۔اس کی محبت پر بھی بھروسہ نہیں تھا کسی کو۔۔۔

اس کی جس جگہ اور جس انداز میں پرورش ہوئی تھی۔۔۔اس سب میں اس کا تو کوئی قصور نہیں تھا۔۔پھر سب لوگ اسے اتنا غلط کیوں سمجھتے تھے۔۔۔

وہ بظاہر اگر کم بولتی تھی۔۔۔اسے سازشیں کرنا نہیں آتا تھا۔۔۔
وہ دل کی بہت صاف لڑکی تھی۔۔۔

سوہائے کا دل خنساء کی باتوں سے دکھا تھا۔۔۔اس کا دل چاہ رہا تھا۔۔

یہاں سے بہت دور چلی جائے۔۔۔جہاں کوئی بھی نہ ہو۔۔

وہ کیا کرتی آخر ہر بندہ اشہب کے حوالے سے اسے نئی کہانی سنا دیتا

تھا۔۔۔

سوہائے نے نگاہیں موڑ کر اعظم ربانی کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جو

بالکل سنجیدہ تھے۔۔۔جیسے کسی بہت گہری سوچ میں ڈوبے

ہوں۔۔۔

اسی لمحے انہوں نے نگاہیں اٹھا کر سوہائے کی جانب دیکھا تھا۔۔اور فوراً سے گڑبڑا کر نگاہیں موڑلی تھیں۔۔۔جیسے اپنا کوئی راز کھل جانے کا خوف ہو۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"ہانی میری بچی یہ کیسی ضد ہے۔۔۔؟تم تو محبت کرتی ہو نا غزوان سے۔۔۔پھر طلاق کیوں چاہتی ہو اس سے۔۔۔؟"

انو جان اپنی گود میں منہ چھپا کر لیٹی،ہنیم کے بالوں کو سہلاتے محبت سے بولی تھیں۔۔۔

ہنیم جب سے نیچے سے آئی تھی مسلسل روئے جا رہی تھی۔۔۔اندر کہیں سب کے سامنے اس شخص کو ٹھکرانے کا افسوس بھی تھا۔۔وہ اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کر کے اڈے معاف کر سکتی تھی۔۔۔اسفر ربانی کے سامنے اسے یوں زلیل نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔مگر وہیں دوسری جانب ظالم شخص کی ستمگری یاد کرتے اسے رونا آرہا تھا۔۔۔ جو پہلے خود بہت آرام سے اسے ٹھکرا کر چلا گیا تھا۔۔۔اور اب اچانک سے نجانے کونسی محبت جاگ گئی تھی اس شخص کی۔۔۔ہنیم کو یہی لگ رہا تھا کہ وہ صرف اسفر سے ضد کی وجہ سے اسے اپنانے

پر راضی ہوا ہے۔۔اور بعد میں جب یہ ضد ختم ہو جائے گی تو اس شخص نے پہلے کیا طرح اسے چھوڑ دیا تو وہ کیا کرے گی۔۔۔

اس نے بہت مشکل سے خود کو سنبھالا تھا۔۔ایک بار پھر وہ ویسے ہی نہیں ٹوٹنا چاہتی تھی۔۔۔

"میں طلاق نہیں لینا چاہتی۔۔اور محبت بھی کرتی ہوں ان سے۔۔۔ لیکن وہ نہیں کرتے مجھ سے محبت۔۔۔ضد میں کر رہے ہیں یہ سب کچھ۔۔۔۔"

ہنیم کی بات پر انو جان کے چہرے پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔۔

"ایسا کچھ نہیں ہو گا۔۔۔میرا بیٹا اتنا برا ابھی نہیں ہے۔۔۔ہاں تھوڑا بگڑا ہوا ہے۔۔۔لیکن جب تم پوری طرح سے اس کی زندگی میں جاؤ گی تو دیکھنا ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔خود کو اس سے چھین کر اس کی نادانی کی اتنی بڑی سزا مت دو۔۔۔میں نے دیکھی اس کی آنکھوں میں تمہارے لیے محبت۔۔"

زینت بیگم نے اسے رسانیت سے سمجھایا تھا۔۔۔ہنیم کو ان کی بار کافی حد تک ٹھیک لگی تھی۔۔۔وہ جذبات میں آکر ساری زندگی کا پچھتاوا مول نہیں لے سکتی تھی۔۔۔مگر اب وہ سب کے سامنے

اں کار کر کے اس شخص سے جو دشمنی مول لے آئی تھی۔۔۔اس کا اب نجانے کیا ہونے والا تھا۔۔۔

"ٹھیک میں اس رخصتی کے لیے تیار ہوں۔۔۔ مگر میری کچھ شرائط ہیں۔۔۔ اگر وہ مانتے ہیں تو ٹھیک۔۔۔ ورنہ میری طرف سے انکار ہی ہو گا۔۔۔"

ہنیم کی بات سن کر انو جان خوشی سے نہال ہوئی تھیں۔۔۔ انہیں ہنیم پر ٹوٹ کر پیار آیا تھا۔۔۔ جو ہمیشہ ان کی فرمانبردار رہی تھی۔۔۔

"مانے گا کیوں نہیں مانے گا۔۔۔"

انو جان نے پوری گارنٹی دی تھی۔۔ لیکن وہ شاید یہ بھول چکی تھیں کہ ان کا بیٹا کتنا اڑیل تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

راحیلہ بائی کے کوٹھے پر اس وقت ہر جانب مٹھائی بانٹی جا رہی تھی۔۔۔ آج کوٹھے پر معمول کی نسبت جشن کا سماں زیادہ تھا۔۔۔ راحیلہ نے کوٹھے پر موجود تمام لڑکیوں کو آج اپنی مرضی کرنے کی چھوٹ دے دی تھی۔۔۔ کیونکہ آج کے دن وہ بہت زیادہ خوش تھی۔۔۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ اتنے لمبے انتظار کے بعد

اتنی بڑی خوشی مل جائے گی۔۔۔ آج اس کے کوٹھے پر ربانی خاندان کا چشم و چراغ موجود تھا۔۔ جس کے لیے خوب جشن منایا جا رہا تھا۔۔ جس کی ربانی خاندان کو ابھی تک خبر ہی نہیں تھی۔۔۔ اس چھوٹے سے بچے کی کلکاریاں چاروں جانب گونج رہی تھیں۔۔۔۔

راحیلہ بائی جسے بچوں کے نام سے بھی نفرت تھی۔۔۔اس وقت ربانی خاندان کے خون کو گود میں لیے بیٹھی وہ خوشی سے جھوم رہی تھی۔۔۔کیونکہ اب یہی بچہ اس خاندان کی تباہی کا باعث بننے والا تھا۔۔۔

سامنے بیٹھی لڑکی بالکل پتھر کی بنی ہوئی تھی۔۔۔وہ اس جگہ سے کتنا بھاگی تھی۔۔۔مگر قسمت پھر اسے اٹھا کر اسی چوکھٹ پر پٹخ گئی تھی۔۔۔جہاں اس شخص نے اس کی عزت کو نیلام کیا تھا۔۔۔اس بد بخت لڑکی کا نام عالیہ تھا۔۔

جس نے چند دنوں کی محبت کے جھانسے میں آ کر اپنے ماں باپ کے سر میں خاک ڈال دی تھی۔۔۔وہ ایک مڈل کلاس گھرانے سے تعلق رکھتی تھی۔۔جس کے گھر والے بہت ہی سفید پوش تھے۔۔ اسے ایک لڑکے سے محبت ہوئی تھی۔۔۔جس سے اس کے گھر والے اس کی شادی کرنے کو تیار نہیں تھے۔۔۔اس کی شادی کہیں

اور طے کر دی گئی تھی۔۔۔ مگر اس کے سر پر اس وقت محبت کا ایسا بھوت سوار تھا کہ اس نے اپنے بوڑھے ماں باپ کی عزت کا بھی خیال نہیں کیا تھا۔۔۔اور شادی والے دن اس شخص کے ساتھ گھر سے بھاگ آئی تھی۔۔ جس نے اسے لا کر راحیلہ بائی کے آگے بھاری قیمت پر بیچ دیا تھا۔۔۔ کیونکہ وہ ایک ان چھوئی کافی خوبصورت لڑکی تھی۔۔۔

عالیہ ابھی اتنا بڑا دھوکا ہی برداشت نہیں کر پائی تھی۔۔ جب اسے راحیلہ بائی نے اپنے کسی گاہک کے آگے ڈال دیا تھا۔۔۔ وہ خوبرو شخص جو دیکھنے میں بہت زیادہ مہذب اور اچھے گھرانے کا لگ رہا

تھا۔۔۔اندر سے وہ ایک بھیڑیا نکلا تھا۔۔۔نشے میں دھت وہ اس کی منتوں اور آہوں کو کسی بھی خاطر میں لائے بغیر اس کی عزت پامال کر گیا تھا۔۔۔اور صبح جب اسے ہوش آیا تھا تو وہ پچھتاؤں میں گھرتا اس پر ایک نگاہ غلط ڈالے بغیر وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

عالیہ اپنی عزت گنوانے کے بعد جیسے اپنے ہوش بھی کھو بیٹھی تھی۔۔۔وہ اچھے سے جانتی تھی کہ یہاں آنے والے مرد ان عورتوں کو طوائف سے زیادہ کچھ نہیں سمجھتے۔۔۔ان کے جسموں سے کھیلنے کے شوقین انہیں اپنا نام دینے کا تصور بھی نہیں

رکھتے۔۔۔اس کے ساتھ بھی یہی ہوا تھا۔۔۔وہ شخص اسے بھول گیا تھا۔۔۔

عالیہ کو لگا تھا اب وہ ایسے ہی سب مردوں کے آگے کھلونا بنتی رہے گی۔۔۔اس زندان سے نکلا اسے بہت مشکل لگ رہا تھا۔۔۔

جب انہیں دنوں اس پر انکشاف ہوا تھا کہ وہ پریگنینٹ ہے۔۔۔عالیہ کے لیے ایک اور صدمہ تھا۔۔۔وہ ایک ناجائز بچے کی ماں بننے والی تھی۔۔۔اور اگر وہ لڑکی ہوتی تو اس کے ساتھ یہاں یہی سب ہونا تھا۔۔۔عالیہ نے ٹھان لیا تھا وہ یہاں نہیں رہے گی۔۔۔اسے یہاں سے کسی بھی قیمت پر نکلنا تھا۔۔۔جس میں بہت جلد وہ

کامیاب بھی ہوئی تھی۔۔۔ایک دن طبیعت خرابی کا بہانہ بنا کر وہ ہاسپٹل آئی تھی۔۔۔راحیلہ بائی اس کا بہت خیال رکھتی تھی۔۔۔

آج تک وہاں جتنی بھی لڑکیوں کے ساتھ ایسا مسئلہ پیش آتا وہ فوری طور پر ان کا ابارشن کروا دیتی تھی۔۔۔مگر عالیہ کے ساتھ ایسا نہیں کیا گیا تھا۔۔۔

جس بات پر سب ہی حیران تھیں۔۔۔مگر کچھ ان میں ایسی تھیں جو اس کی وجہ بہت اچھے سے جانتی تھیں۔۔۔۔جو شخص اس دن عالیہ کے پاس آیا تھا وہ ربانی خاندان کا بیٹا تھا۔۔۔

راحیلہ بائی بہت اچھے کوششوں کے بعد انہیں ٹریپ کرنے میں کامیاب ہوئی تھی۔۔۔وہ اتنا اچھا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتی تھی۔۔۔عالیہ اس کے لیے سونے کی چڑیا ثابت ہوئی تھی۔۔۔جسے وہ بہت سنبھال کرر کھ رہی تھی۔۔۔

مگر عالیہ کی خوش قسمتی تھی یا بد قسمتی کہ وہ ہاسپٹل میں آکر ڈاکٹر کی مدد لیتی وہاں سے فرار ہو گئی تھی۔۔۔

راحیلہ بائی نے اسے بہت ڈھونڈا تھا۔۔۔اور اب پانچ سال بعد وہ اسے ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔راحیلہ بائی عالیہ کو وہیں ختم

کروادیتی۔۔۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا تھا۔۔۔ ابھی اس لڑکی سے بہت بڑا کام کروانا تھا اس نے۔۔۔۔

ابھی اعظم ربانی کے غرور کو توڑنا تھا۔۔۔ بہت ناز تھا اسے اپنے بیٹوں بھتیجوں پر اب وہ اس کا وہ سارا غرور خاک میں ملانے کی پوری تیاری کر چکی تھی۔۔۔

عالیہ صرف اتنا جانتی تھی کہ جس شخص نے اس کی عزت پامال کی تھی وہ وہاں کے سب سے معزز گھرانے ربانی خاندان کا بیٹا تھا۔۔۔ اس سے زیادہ وہ کچھ نہیں جانتی تھی۔۔۔ اس شخص نے راحیلہ بائی کو یہ بات چھپانے کی بہت بڑی قیمت ادا کی تھی۔۔۔ مگر اسے اندازہ

Don't Copy Paste and Share Without My Permission

نہیں تھا کہ راحیلہ بائی کو پیسوں کی تو پرواہ ہی نہیں تھی۔۔۔جب بات ربانی خاندان کو تباہ کرنے پر آتی تھی تو وہ سب کچھ بھول جاتی تھی۔۔۔

"تم سمجھ چکی ہو نا کہ ربانی ہاؤس میں جا کر کیا بولنا ہے تمہیں۔۔۔۔ اگر زرا سی بھی غلطی کی تو تمہیں اور تمہارے اسے بیٹے کو قتل کروانے میں ایک سیکنڈ بھی نہیں لگاؤں گی۔۔ تمہاری اتنی بڑی غلطی کے بعد بھی معافی دی ہے تمہیں۔۔۔اگر اب دوبارہ کوئی غلطی کی تو چھوڑوں گی نہیں۔۔۔"

راحیلہ بائی نے عالیہ کے بالوں سے پکڑ کر غراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

جس پر وہ درد سے بلبلاتی اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔۔۔

"اب بول کیا نام بولے گی وہاں جا کر اس شخص کا۔۔۔۔"

راحیلہ بائی نے اسے سارا سبق پڑھا دیا تھا جو عالیہ کو ربانی ہاؤس میں جا کر بولنا تھا۔۔۔

"بول۔۔۔۔"

اس کے خاموش رہنے پر راحیلہ بائی اس کے منہ پر تھپڑ مارتی پوری قوت سے چلائی تھی۔۔۔ جس پر عالیہ بہتی آنکھوں کے ساتھ وہ نام لے گئی تھی۔۔۔

"میر غزوان حیدر ربانی۔۔۔۔"

وہ اچھے سے جانتی تھی اسے وہاں قبول نہیں کیا جائے گا۔۔۔ مگر یہ عورت اسے وہاں اچھی نیت سے بھیج کہاں رہی تھی۔۔۔ وہ تو اس خاندان کو تباہ کرنے بھیج رہی تھی۔۔۔ اعظم ربانی کے لخت جگر کے کارناموں کو سامنے لا کر۔۔۔۔

راحیلہ بائی کے ایک وار سے اس کا پورا خاندان تباہ ہونے والا تھا۔۔۔

"شاباش۔۔۔۔ بھولنا مت اس نام کو۔۔۔۔ اور اس انسان کو۔۔۔۔ ورنہ تیرے اتنے بیٹے کے اتنے ٹکڑے کروں گی کہ انہیں اٹھا کرنا مشکل ہو جائے گا۔۔۔۔"

راحیلہ بائی نے اس پانچ سال کے بچے کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جس میں ربانی خاندان کا خون دوڑ رہا تھا۔۔۔ اس خاندان کے فرد کی، کی جانے والی ایک غلطی اس پورے خاندان کو تباہ کرنے والی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"وہ اکیلا ہو گا۔۔ مجھے اس کے پاس جانا چاہیے۔۔۔"

سوہائے بے چینی سے اپنے روم میں چکر کاٹ رہی تھی۔۔۔ اسے اشہب کی فکر ہو رہی تھی۔۔۔ وہیں اعظم ربانی کی کہیں باتیں بھی اس کے دماغ میں گردش کر رہی تھیں۔۔۔ جنہیں پس پشت ڈالتی وہ اپنے دل کے کہنے پر وائٹ پیلس کی جانب بھر گئی تھی۔۔۔

اسے وہاں جاتے دیکھ دروازے کی اوٹ میں کھڑی ملازمہ نے تیزی سے دانیہ کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔

جہاں اس دن کی نسبت آج پورا پیلس روشنیوں میں نہایا ہوا تھا۔۔

سوہائے نے ابھی ڈرائینگ روم میں قدم رکھا ہی تھا جب اس کے کانوں میں نسوانی قہقہ گونجا تھا۔۔ سوہائے ٹھٹھکی تھی۔۔۔

سامنے کا منظر اس کی آنکھوں میں مرچیں سی بھر گیا تھا۔۔ دانیہ صوفے پر بیٹھے اشہب پر جھکی کھڑی تھی۔۔۔ سوہائے نے دیوار کا سہارا لیتے اپنے لڑکھڑاتے وجود کو سہارا دیا تھا۔۔۔اس کے پورے وجود میں آگ سی بھڑک اٹھی تھی۔۔۔

اشہب نے اسے تھام کر پیچھے کرتے آہٹ پر دروازے کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جہاں کھڑی سوہائے کو دیکھ جہاں دانیہ اپنی پلاننگ کامیاب ہونے پر مسکرائی تھی وہیں اشہب سوہائے کے تاثرات دیکھ پریشان ہوا تھا۔۔۔

"میں چلتی ہوں سائیں۔۔۔۔"

اس کی جانب مسکراتی نگاہوں سے دیکھتی دانیہ وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔

"سوہائے۔۔۔۔۔۔"

اشہب سوائے کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

"دور رہو تم مجھ سے اشہب عالم۔۔۔پاگل بنا کر رکھ دیا ہے تم نے مجھے۔۔۔"

سوہائے اسے وہیں رکنے کا اشارہ کرتی۔۔۔ تیز قدموں سے وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔

ربانی ہاؤس میں آتے اس کا رخ اعظم ربانی کے روم کی جانب تھا۔۔۔جب اسے وہ سب گھر والوں کے ساتھ ڈرائنگ روم میں بیٹھے نظر آئے تھے۔۔۔

"کیا ہوا میری گڑیا۔۔۔؟؟روکیوں رہی ہو آپ۔۔۔۔؟"

اسے اس طرح روتے دیکھ زینت بیگم کا کلیجہ منہ کو آیا تھا۔۔۔

باقی سب بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

"مجھے یہاں نہیں رہنا۔۔۔پلیز مجھے واپس بھجوادیں۔۔۔۔"

سوہائے سکندر جو کبھی کسی کے سامنے نہیں روئی تھی۔۔۔اس وقت اپنا چہرا دونوں ہاتھوں میں چھپائے ہچکیوں سے رو دی تھی۔۔۔

اعظم ربانی اور زینت بیگم نے اس کے پاس جانا چاہا تھا۔۔ مگر اس نے ان کے ہاتھوں کو جھٹک دیا تھا۔۔۔

اس کا دل اس وقت بہت بری طرح ٹوٹ چکا تھا۔۔۔وہ کسی کو بھی اب اپنے قریب نہیں آنے دے رہی تھی۔۔۔

"بیٹا ہوا کیا ہے۔۔۔؟؟"

زینت بیگم اس کو اس بری طرح سے روتا دیکھ اپنے آنسو نہیں روک پائی تھیں۔۔۔وہاں باقی سب کی حالت بھی ایسی ہی تھی۔۔۔

جب اسی لمحے وہاں اشہب عالم نے قدم رکھا تھا۔۔۔

جسے دیکھ ان سب پر جیسے سکتہ ساطاری ہو گیا تھا۔۔۔اتنے سالوں بعد آج اس نے اس گھر کی دہلیز پار کی تھی۔۔۔

"سوہائے۔۔۔چلو میرے ساتھ۔۔۔"

اشہب وہاں موجود ہر شخص کو اگنور کرتا سیدھا سوہائے کی جانب بڑھا تھا۔۔مگر ابھی وہ فاصلے پر ہی تھا۔۔جب اعظم ربانی درمیان میں آئے تھے۔۔۔

"وہ تمہارے ساتھ نہیں آئے گی۔۔۔"

اعظم ربانی کا لہجہ سرد سپاٹ تھا۔۔

"اپنی بیوی کو یہاں سے لے جانے کے لیے آپ کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے مجھے۔۔۔ آپ کی بہتری اسی میں ہے کہ ہمارے بیچ مت آئیں۔۔۔ ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔۔۔"

اشہب نے غصے کی انتہا پر پہنچتے ہوئے بھی اپنا لہجہ نارمل رکھا تھا۔۔۔

اس کی نگاہیں زور و شور سے روتی سوہائے پر تھیں۔۔۔ اس کا دل جیسے کسی نے مسل دیا تھا۔۔۔ بہت خوش کر دیا تھا اس نے اپنے

دشمنوں کو اب مزید وہ اپنی محبت کو اذیت کا شکار ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔

"تمہیں ابھی اور اسی وقت طلاق دینی ہو گی سوہائے کو۔۔۔۔"

اعظم ربانی اس لمحے لوہا گرم دیکھ اس پر ضرب لگا گئے تھے۔۔۔

"پیر سائیں یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔ ہمیں بچوں کا گھر بسانا ہے اجاڑنا نہیں ہے۔۔۔"

زینت بیگم اتنے دنوں سے اپنے شوہر کی یہ ساری حرکتیں نوٹ کر رہی تھیں۔۔۔ ان کا سوہائے کو اشہب کے خلاف کرنا۔۔ خنساء کو سوہائے کے سامنے اشہب کے بارے میں وہ سب بولنے کو

کہنا۔۔کچھ بھی چھپا ہوا نہیں تھا ان سے۔۔۔اور وہ یہ سب باتیں اشہب کو بتا چکی تھیں۔۔۔انہیں لگ رہا تھا اعظم ربانی کسی مشکل میں تھے۔۔۔وہ اپنے شوہر کو بہت اچھے سے جانتی تھیں۔۔۔جو شخص اپنے بچوں پر جان دینے کو تیار رہتا تھا۔۔۔ضرور وہ کسی بہت بڑی وجہ کے باعث یہ سب کر رہا تھا۔۔۔

وہ وجہ کیا تھی یہ جاننا اب اشہب کا کام تھا۔۔۔اور وہ جان چکا تھا۔۔۔

راحیلہ بائی نے اعظم ربانی کو دھمکی دی تھی کہ اگر اشہب اور سوہائے ایک ساتھ ہوئے تو وہ اشہب کو مروا دے گی۔۔اور اگر

اشہب اور سوہائے میں طلاق ہو گئی تو وہ ان کا اور ان کے خاندان کا پیچھا ہمیشہ کے لیے چھوڑ دے گی۔۔۔ اعظم ربانی نے اب تک راحیلہ بائی کو ختم کروانے کی بہت کوشش کی تھی۔۔ مگر وہ عورت صرف ان سے انتقام لینے کی خاطر خود کو اتنا طاقتور بنا چکی تھی کہ اسے ختم کر پانا آسان نہیں رہا تھا۔۔۔

اشہب یہ سب پتا کروا چکا تھا۔۔۔ مگر وہ اپنے تایا کی طرح اس بازاری عورت سے نہیں ڈرتا تھا۔۔۔ اور اس عورت کی خاطر اپنی محبت کو خود سے بالکل بھی جدا نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

"تایا جان بالکل ٹھیک بول رہے ہیں۔۔۔طلاق چاہیے مجھے تم سے۔۔۔میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔۔۔"

سوہائے اس وقت غصے سے بپھری سب کے سامنے اس سے کافی بدتمیزی سے بولی تھی۔۔۔

سب نے ہی گھبرا کر اشہب کی جانب دیکھا تھا وہ ایسے لہجے بالکل بھی برداشت نہیں کرتا تھا۔۔۔نہ ہی آج تک کبھی کوئی اس طرح مخاطب ہوا تھا اس سے۔۔۔۔

"انو جان کیا آپ میری بیوی کو میرے ساتھ رخصت کر سکتی ہیں ابھی۔۔۔"

سوہائے کے ساتھ اعظم ربانی کو بھی اگنور کرتا وہ زینت بیگم سے مخاطب ہوا تھا۔۔ جو اپنے شوہر کی سرد نگاہوں کو اگنور کرتی اشہب کی جانب محبت پاش نگاہوں سے دیکھتیں تیزی سے اندر کی جانب بڑھ گئی تھیں۔۔

سوہائے بھیگے چہرے کے ساتھ ہونقوں کی طرح کھڑی یہ سب دیکھ رہی تھی۔۔

"اشہب عالم مجھے طلاق چاہیے تم سے۔۔۔ میری بات سمجھ نہیں آرہی تمہیں۔۔۔۔"

سوہائے ان سب کے سامنے اس کا گریبان اپنی مٹھیوں میں جکڑے اس کے مقابل آئی تھی۔۔۔

اس کی آنکھیں غضب ناک حد تک لال ہو چکی تھیں۔۔۔ مسلسل رونے کی وجہ سے سوج چکی تھیں۔۔۔اس کے اس انداز پر باقی سب نے اپنا دل تھام لیا تھا۔۔ انہیں ڈر تھا کہ ابھی اشہب کی غضبنا کی سامنے آئی کہ تب۔۔۔ مگر ان کی حیرت کی انتہا اس وقت حد پار کر گئی تھی۔۔۔

جب اشہب نے سوہائے کے ہاتھ اپنے گرفت میں لیتے دھیرے سے ان پر اپنے لب رکھ دیئے تھے۔۔

"آپ کو غصہ سر آنکھوں پر میری جان۔۔۔ مگر ابھی آپ کو میرے ساتھ رخصت ہونے سے آپ بھی نہیں روک سکتیں۔۔۔ "

اشہب نے مضبوطی سے اس کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔

زینت بیگم نے ان دونوں کے قریب آتے سوہائے کے سر پر بھاری بھرکم عروسی دوپٹہ ڈال دیا تھا۔۔۔ جس نے اس کی نازک وجود کو پوری طرح سے ڈھانپ دیا تھا۔۔۔

"بیٹا اپنی بیوی کو یہ کنگن پہنا دو۔۔۔ ہمارے خاندانی کنگن ہیں یہ سوہائے۔۔۔ انہیں اتارنا نہیں۔۔۔۔"

اس کی پیشانی چومتے زینت بیگم نے اسے ہدایت کی تھی۔۔۔جو وہاں ہونقوں کی طرح کھڑی یہ سب دیکھ رہی تھی۔۔۔اسے سمجھ ہی نہیں آیا تھا کہ اس کے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔۔۔

اعظم ربانی جانتے تھے اگر اشہب اب ٹھان کر آگیا تھا تو وہ اسے نہیں روک پائیں گے۔۔۔

اشہب نے زینت بیگم کے کہنے پر بہت ہی سعادت مندی کے ساتھ سوہائے کی دوں وں کلائیوں میں کنگن پہنا دیئے تھے۔۔۔

سوہائے کو مزاحمت کرنے کا بھی موقع نہیں ملا تھا۔۔۔۔

"اللہ تم دونوں کی جوڑی سلامت رکھے۔۔۔اور ہر طرح کی بد نظر سے محفوظ رکھے۔۔۔۔میری گڑیا کا خیال رکھنا۔۔۔تھوڑی نادان ہے مگر آپ سے بہت زیادہ محبت کرتی ہے۔۔۔۔"

زینت بیگم نے سوہائے کا ہاتھ اشہب کے ہاتھ میں دے دیا تھا۔۔

"مگر۔۔۔۔۔۔"

اس سے پہلے کہ سوہائے کچھ بول پاتی۔۔۔۔اشہب اسے اپنی بانہوں میں اٹھاتے وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔۔۔جب راستے میں کھڑی دانیہ کے پاس ایک پل کے لیے رکا تھا۔۔۔

"تھینکس۔۔۔ تمہاری آج کی گئی سازش نے میرے لیے فیصلہ کرنا آسان کر دیا۔۔۔"

اشہب اس پر ایک قہر آلود نگاہ ڈالتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔

جبکہ وہاں کھڑے تمام افراد اس انوکھی رخصتی پر ابھی تک حیرت زدہ سے کھڑے تھے۔۔۔ ان کے نکلتے ہی ان سب کے چہروں پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"آپ کو جو بھی بات کرنی ہے آپ غزوان سے ابھی کر لو۔۔ آپ کے تایا جان نے رخصتی کے لیے کل کی ڈیٹ فکس کی ہے۔۔۔"

اشھب اور سوہائے کا معاملہ سلجھانے کے بعد اب وہ،ہنیم اور غزوان کے درمیان سب کچھ بہتر کرنے کا ارادہ رکھتی تھیں۔۔۔۔

"میں نے اس پیپر پر اپنی ساری شرائط لکھ دی ہیں۔۔۔ آپ انہیں بولیں اس پر سائن کر دیں۔۔۔اس کے بعد میں رخصتی کے لیے تیار ہوں۔۔۔"

ہنیم نے ایک انویلپ انو جان کی جانب بڑھایا تھا۔۔۔

جب اسی لمحے غزوان میں داخل ہوا تھا۔۔۔

"جی انو جان۔۔۔۔"

ہنیم پر ایک تفصیلی نگاہ ڈالنے کے بعد وہ زینت بیگم سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔ جبکہ اسے وہاں دیکھ، ہنیم کی رنگت متغیر ہوئی تھی۔۔۔ اس نے کنفیوز ہوتے اپنے چہرے پر آگری بالوں کی لٹ کو کانوں کے پیچھے اڑسا تھا۔۔۔

"ہنیم کی یہ شرائط ہیں۔۔۔ آپ پڑھ کر سائن کر دیں۔۔۔"

اس کا کنفیوز ہوتا انداز نگاہوں کے فوکس میں رکھتے غزوان نے وہ پیپرز باہر نکالے تھے۔۔۔ ہنیم کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ گئی تھیں۔۔

اسے ڈر تھا کہ کہیں یہ بے شرم انسان انوجان کے سامنے نہ پڑھ دیں اس پر لکھا۔۔۔

زینت بیگم پریشان ہو رہی تھیں کہ نجانے،منیم نے شرائط میں کیا لکھا ہو گا۔۔ جنہیں دیکھ کر غزوان کو غصہ ہی نہ آجائے اور معاملات سدھرنے کے بجائے مزید بگڑ جائیں۔۔

مگر وہ سب پڑھنے کے بعد غزوان کے ہونٹوں پر بکھرتی مسکراہٹ پر زینت بیگم نے حیرت سے،منیم کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جو مسلسل اپنے ہاتھوں کو مسلتی بالکل لال ہو چکی تھی۔۔۔

"انوجان کیا یہ آپ کو بھی پڑھ کر سنانی ہیں۔۔۔"

غزوان نے بہت ہی معصومیت کا مظاہرہ کرتے یہ بات پوچھی تھی۔۔۔ جس کے جواب میں، ہنیم کی حقیقت میں ہوائیاں اڑ گئی تھیں۔۔۔

جو دیکھ زینت بیگم نے بہت مشکل سے اپنی ہنسی روکی تھی۔۔۔ یہ دونوں ہی اپنے نام کے ایک تھے۔۔۔

"میرے خیال میں تم دونوں اچھے سے سوچ بچار کر کے فیصلہ کر لو کہ تمہیں کیا کرنا ہے۔۔۔ میں پیر سائیں سے رخصتی کے فنکشن کے حوالے سے کچھ ڈسکس کر لوں۔۔۔"

زینت بیگم اپنے لاڈلے بیٹے کے اشارے پر وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔ جبکہ ہنیم نے بھی اس وقت ان کا وہاں سے جانا غنیمت سمجھا تھا۔۔۔ وہ ان کے سامنے شرمندہ بالکل بھی نہیں ہونا چاہتی تھی۔۔۔ اگر وہ اس کی شرائط جان لیتیں تو کیا عزت رہ جانی تھی ان کے سامنے۔۔۔

انو جان کے جاتے ہی غزوان روم لاک کرتا۔۔۔ اس کی جانب پلٹا تھا۔۔۔

"شادی کے بعد چھ مہینے دور رہنا ہو گا تم سے۔۔۔ تمہاری پروفیشنل اور پرسنل لائف میں دخل اندازی کی اجازت نہیں ہو گی

مجھے۔۔۔ تم جب چاہے ربانی ہاؤس رہو گی اور جب چاہے شہر میں میرے ساتھ۔۔۔۔ مجھ پر غصہ نہیں کریں گے۔۔۔اور نہ کسی قسم کی زبردستی۔۔۔۔ جو میں چاہوں گی وہی ہو گا۔۔۔"

غزوان اونچی آواز میں وہ ساری شرائط پڑھتا اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔

ہنیم اس کے چہرے پر پھیلی محظوظ کن مسکراہٹ دیکھ خفت سے لال ہو رہی تھی۔۔۔اس شخص نے اس کی اتنی سیریس بات کا مذاق اڑا کر رکھ دیا تھا۔۔۔

"آپ پلیز فاصلے پر رہیں۔۔۔"

ہنیم الٹے قدموں پیچھے جاتی اسے تنبیہہ کر گئی تھی۔۔۔

اس کا دل اتنے زور سے دھڑک رہا تھا۔۔۔ جیسے ابھی پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا۔۔

"پین چاہیے مجھے سائن کرنا ہے۔۔۔"

غزوان نے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا تھا۔۔۔ہنیم نے جیسے ہی پین اس کے ہاتھ پر رکھا۔۔۔ غزوان پین کے ساتھ ساتھ اسے بھی اپنی جانب کھینچ گیا تھا۔۔۔۔

"تو تم واقعی چاہتی ہو کہ میں اس پر سائن کروں۔۔۔؟"

اس کے چہرے کو قریب سے دیکھتے غزوان نے سوال کیا تھا۔۔۔

جس پر،ہنیم نے فوراً سے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔۔۔

"اوکے مجھے تمہاری تمام شرائط منظور ہیں۔۔۔۔ مگر اس کے بدلے میری بھی ایک شرط ہے۔۔۔۔"

غزوان حیدر اتنی آسانی سے بات مان یہ بھلا کہاں ممکن تھا۔۔۔۔

"کیسی شرط۔۔۔؟؟؟"

ہنیم کو اس شخص کی نگاہیں سہمنے پر مجبور کر رہی تھیں۔۔

ان آنکھوں میں کچھ ایسا تھا کہ،ہنیم اپنی دھڑکنوں کو قابو میں نہیں رکھ پا رہی تھی۔۔۔

"میرا سائن کیا ہوا یہ پیپر ہر وقت تمہارے پاس ہونا چاہیے۔۔۔اگر یہ تمہارے پاس نہ ہوا تو میں اپنی کوئی گارنٹی نہیں دے سکتا۔۔۔"

غزوان حیدر نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ ایک وکیل ہے۔۔۔اگر وہ اس سے پیپرز سائن کروا رہا تھا تو وہ بھی اسے اس پیپر کے ساتھ کی ڈیل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔۔۔"

ہنیم نے سکھ کا سانس لیا تھا۔۔۔اسے لگا تھا نجانے یہ شخص اسے کونسی شرط رکھنے والا ہے۔۔۔مگر اسے اندازہ نہیں تھا کہ اس کی

رکھی یہ ساری شرائط یہ شخص اس کی جان کا عذاب بنانے والا تھا۔۔۔

"تو پھر ملتے ہیں کل۔۔۔مجھے اپنی دلہن کا شدت سے انتظار رہے گا۔۔۔"

جھک کر اس کی پیشانی چومتا وہ وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔

جبکہ اس کے جانے کے بعد ہنیم نے تیز ہوتی سانسوں کے ساتھ اس پیپر کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جہاں اس کے سائن کے ساتھ غزوان کے سائن تھے۔۔۔

یہ اکڑو شخص اتنی آسانی سے اس کی شرائط مان لے گا اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا۔۔

وہ اس کی محبت کو بہت اچھے سے سمجھ رہی تھی۔۔۔اس شخص کے انداز میں ایک والہانہ پن ہوتا تھا،ہنیم کے لیے۔۔۔اس کی پوزیسونیس اور بے پناہ فکر۔۔۔۔

ہنیم کو کبھی یہی محسوس ہوتا تھا کہ وہ اسے اسفر سے چھیننے کے لیے یہ سب کر رہا ہے۔۔۔اور کبھی کبھی وہ واقعی اس کی دیوانگی پر ایمان لے آتی تھی۔۔۔آخر ایسا کیا تھا جو اس شخص کو کھل کر سامنے آنے سے روک رہا تھا۔۔۔

ہنیم ابھی تک سمجھ نہیں پائی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"چھوڑو مجھے۔۔۔ تم مجھ پر اس طرح زبردستی نہیں کر سکتے۔۔۔ تم سمجھتے کیا ہو خود کو۔۔ کیا کر رہے تھے اس لڑکی کو اپنے اتنے قریب کر کے۔۔۔۔؟؟؟"

وہ اسے زبردستی اٹھائے وائٹ پیلس لے آیا تھا۔۔ پوری دنیا سے چرا کر اپنی دنیا میں۔۔۔ جہاں صرف وہ تھا اور اس کی سوہائے سکندر۔۔۔

جسے وہ ایسے ہی پوری دنیا سے چھپا کر رکھنا چاہتا تھا۔۔ اور آج ہر بات کو پس پشت ڈال کر وہ یہ کر چکا تھا۔۔۔ تہارہ کر تھک چکا تھا وہ۔۔۔ اب اسے سوہائے سکندر سے وہ محبت اور سکون چاہیے تھا۔۔۔ جو وہ ڈیزرو کرتا تھا۔۔۔

"آپ کو ابھی بھی مجھ پر یقین نہیں ہے کہ میں کتنا شریف انسان ہوں۔۔۔ باقی لڑکیوں کے معاملے میں۔۔۔۔"

اس کی عروسی دوپٹے کے ہالے میں موجود موہنی صورت کو اپنی آنکھوں میں بساتے اس نے پوچھا تھا۔۔۔

جس پر سوہائے نے اسے جن نگاہوں سے گھورا تھا اشہب اپنا قہقہ نہیں روک پایا تھا۔۔۔

"کیوں محترمہ آپ کو شریف نہیں لگتا میں۔۔۔؟؟"

اشہب نے دور کھسکتی سوہائے کے گرد اپنے دونوں بازو حمائل کرتے اسے خود سے قریب تر کیا تھا۔۔۔

"آج کے بعد کوئی لڑکی تمہارے قریب نہیں آئے گی۔۔۔"

سوہائے نے اس کا گریبان دونوں مٹھیوں میں جکڑے اسے وارن کیا تھا۔۔۔

"آج تک کبھی ایسی نوبت آئی بھی نہیں ہے۔۔۔وہ صرف نظروں کا دھوکا تھا۔۔۔اس سے زیادہ کچھ نہیں۔۔۔"

اشہب تو اس لڑکی کو اس روپ میں اپنے بیڈروم میں کھڑا دیکھ جیسے زندگی میں ملی ہر اذیت بھول چکا تھا۔۔۔

مگر اسے اندازہ نہیں تھا کہ یہ پیاری لڑکی ایک بار پھر اس سے چھننے والی تھی۔۔۔۔

"محبت کرتے ہو مجھ سے۔۔۔۔۔"

سوہائے اس کی گردن میں اپنے دونوں بازو حمائل کرتے پوچھ رہی تھی۔۔۔وہ اس لمحے اس کی بہت زیادہ قریب تھی۔۔۔دونوں کے ہونٹوں کے بیچ فاصلہ نہ ہونے کے برابر تھا۔۔۔

وہ اس کے اتنے قریب آتے اندر سے لرز اٹھی تھی۔۔۔لیکن اپنے چہرے پر ایسا کوئی تاثر نہیں آنے دیا تھا۔۔۔اشہب کے پیروں پر اپنے پیر جمائے کھڑی وہ اس کے بے انتہا قریب اس کے جذبات میں تغیانی برپا کر گئی تھی۔۔۔

"بے انتہا۔۔۔۔"

اشہب نے جھک کر اس کے ہونٹوں کو چھونا چاہا تھا مگر سوہائے اس کے ہونٹوں پر اپنی نازک ہتھیلی جماتے اسے ایسا کرنے سے روکتی اس کی تڑپ کو کئی گنا مزید بڑھا گئی تھی۔۔۔

اشہب کی آنکھیں بالکل لال ہو چکی تھیں۔۔۔

"میری خاطر کچھ بھی کر سکتے ہو۔۔۔؟؟"

سوہائے اس لمحے اپنے لیے اس کی تڑپ دیکھ رہی تھی۔۔۔اس شخص کے اپنی کمر پر محسوس ہوتے ہاتھوں کا مضبوط لمس اس کی جان جوکھوں میں ڈال رہا تھا۔۔۔کیونکہ اسے خوف محسوس ہو رہا تھا

اشہب عالم کے اس ری ایکشن سے جو ابھی اس کی بولے جانے والی بات کے بعد متوقع تھا۔۔۔

"ہاں۔۔۔۔اب تک کرتا آیا ہوں آگے بھی کرتا رہوں گا۔۔۔۔"

اشہب کی بے چینی پر گزرتے لمحے کے ساتھ بڑھ رہی تھی۔۔۔وہ اسے محسوس کرنا چاہتا تھا۔۔اس کو چھو کر اس کے اپنے قریب ہونے کا یقین دلانا چاہتا تھا اپنے دل کو۔۔۔ مگر یہ لڑکی اس کی تڑپ کو مزید بڑھا رہی تھی۔۔۔یہ نہیں جانتی تھی کہ اس آگ کے طوفان کو اسی نے جھیلنا تھا۔۔۔

"تو پھر طلاق دے دو مجھے۔۔۔میری خاطر کچھ بھی کر سکتے ہو تو

کرو۔۔۔اسی میں میری خوشی ہے۔۔۔طلاق دے دو مجھے۔۔۔

نہیں رہنا چاہتی میں تمہاری ساتھ۔۔۔"

سوہائے اس کے دل پر بہت گہرا وار کرتی اسے دونوں کندھوں سے

دھکیلتی۔۔۔اس کے حصار سے نکل گئی تھی۔۔۔

جبکہ اشہب شاک کے عالم میں اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔

"یہ کیا بول رہی ہیں آپ۔۔۔؟؟؟"

اس شخص نے اب بھی اپنا ضبط ٹوٹنے نہیں دیا تھا۔۔

وہ اپنی جگہ ساکت کھڑا تھا۔۔۔

Don't Copy Paste and Share Without My Permission

"وہی جو تم نے سنا ہے۔۔۔ نہیں رہنا مجھے تم جیسے دھوکے باز اور ہوس پرست انسان کے ساتھ۔۔۔۔ تایا جان نے مجھے تمہاری ساری سچائی بتادی ہے۔۔۔ طلاق دینا چاہتے تھے نا تم مجھے۔۔۔ مجھ جیسی بے شرم لڑکی کو اپنی بیوی کے روپ میں قبول نہیں کرنا چاہتے تھے نا تم۔۔ تو پھر اچانک ایسا کیا ہوا کہ مجھ جیسی بے حیا، بے شرم اور واحیات لڑکی کے خواہشمند ہو گئے تم۔۔۔ تمہیں تو دانیہ جیسی باپردہ لڑکیاں پسند تھیں نا۔۔ تو مجھے کیسے قبول کر لیا۔۔۔ جس پر نجانے کتنے مردوں کی نظریں رہ چکی ہیں۔۔۔ بولو۔۔۔ میرے حسن نے گھائل کر دیا تمہارے مضبوط نفس کو۔۔۔"

To Read My Novels Plzz Contact on My Facebook Page "Farwa Khalid Novels".
Also,Subscribe My Youtube Channel "Farwa Khalid Novels".

سوہائے دور کھڑی نفرت آمیز نگاہوں سے اسے دیکھتی وہ سارا زہر اگل رہی تھی جو اس کے اندر ڈالا گیا تھا۔۔۔

اشہب خاموشی سے کھڑا اسے سنتا رہا تھا۔۔۔اس کا چہرا غضبناک حد تک لال ہو چکا تھا۔۔ مگر وہ مٹھیاں بھینچے کنپٹی کی ابھرتی رگوں کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔جو نجانے کیا کیا بولے جا رہی تھی۔۔۔

"میں تم جیسے انسان کے ساتھ ایک پل نہیں رہ سکتی۔۔۔ جس نے مجھے رد کیا ہو۔۔۔اپنے پورے خاندان کے سامنے میری بے عزتی کی ہو۔۔۔مبارک ہو تمہیں تمہاری باپردہ لڑکیاں۔۔۔ نہیں رہنا

چاہتی میں تمہارے ساتھ۔۔۔میرے دل میں تمہارے لیے جو تھوڑی بہت انسیت پیدا ہوئی تھی وہ بھی ختم ہو گئی اب۔۔۔اگر تم میں زرا سی بھی غیرت ہے تو ابھی اور اسی وقت طلاق دو مجھے۔۔۔"

سوہائے بول رہی تھی جب اشہب اس کی جانب بڑھا تھا اور اس کی کلائی دبوچ کر اس کی کمر پر موڑ تا اسے اپنے سے قریب تر کر گیا تھا۔۔۔سوہائے کے سر سے دوپٹہ پھسل کر نیچے جا گرا تھا۔۔۔اس کی کلائیوں میں پہنے کنگن گنگنا اٹھے تھے۔۔۔

مگر اس وقت وہ دونوں ہی ان لمحوں کو محسوس کرنے کی کیفیت سے بہت اوپر جا چکے تھے۔۔۔

سوہائے سکندر نے اب تک اس شخص کا غصہ نہیں صرف پیار دیکھا تھا۔۔۔اس لیے وہ اس کے سامنے اتنی بدتمیزی سے بول گئی تھی۔۔۔

ایک ہاتھ اس کے بالوں کی گدی میں پھنساتے وہ اس کا چہرا اپنے بے پناہ قریب کرتا اپنی گرم سانسوں سے اس کا چہرا جھلسا گیا تھا۔۔۔

"جس بھی ریزن سے تم یہ سب بول رہی ہو۔۔۔بہت غلط کر رہی ہو۔۔۔ہاں میں نے ریجیکٹ کیا تھا تمہیں۔۔۔کیونکہ میں اعظم ربانی کا کیا فیصلہ ماننا نہیں چاہتا تھا۔۔۔میں اس شخص کو ہرانا چاہتا تھا۔۔۔اسی لیے میں نے تمہارے بارے میں کچھ بھی جانے بغیر

تمہارے بارے میں بتائیں باتوں کو آگے رکھتے۔۔۔انکار کیا تھا تمہیں اپنانے سے۔۔۔ہاں نہیں پسند تھیں مجھے تم جیسے لڑکیاں۔۔۔جن کی لڑکوں سے دوستی ہو، جنہیں پہننے اوڑھنے کا ڈھنگ نہ ہو۔۔۔مگر وہ ناپسندیدگی صرف اس وقت تک تھی جب تک میں تمہیں جانتا نہیں تھا۔۔۔مگر جب تمہارے قریب گیا۔۔۔تمہیں جانا تو میرے دل کو بہت بھلی لگی تم۔۔۔تمہاری حفاظت کرتے کرتے میں کب تمہاری محبت میں گرفتار ہوا مجھے پتا بھی نہیں چلا۔۔۔اب اتنی محبت کرتا ہوں تم سے کہ تمہاری یہ ساری فضولیات بولنے کے باوجود نہیں چھوڑ سکتا تمہیں۔۔۔"

Don't Copy Paste and Share Without My Permission

اشہب کی آنکھیں بالکل لال ہو چکی تھیں۔۔ جیسے ابھی ان سے خون ٹپک پڑے گا۔۔۔ اسے اعظم ربانی سے اس لمحے شدید نفرت محسوس ہوئی تھی۔۔۔ جو نجانے کیوں اس کے دشمن بنے ہوئے تھے۔۔۔

وہ اچھے سے سمجھ رہا تھا کہ سوہائے کو بھی راحیلہ بائی کے حوالے سے اس کی جان کو خطرہ بتا کر یہ سب کرنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔۔۔۔ اشہب کی بات سن کر سوہائے کا دل جیسے موم ہوا تھا۔۔۔ اس جیسی لڑکیوں کو وہ سخت ناپسند کرتا تھا۔۔ مگر اس کے باوجود خود کو اس

To Read My Novels Plzz Contact on My Facebook Page "Farwa Khalid Novels".

Also,Subscribe My Youtube Channel "Farwa Khalid Novels".

سے محبت کرنے سے نہیں روک پایا تھا۔۔ مگر سوہائے خود غرض بن کر اس کی جان کو خطرے میں مبتلا نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

وہ ہمیشہ سے رشتوں اور محبتوں کے معاملے میں بد قسمت رہی تھی۔۔ پھر یہ شخص بھلا کیسے مل پاتا اسے۔۔۔ اسے ربانی ہاؤس والوں کو ان کا بیٹا لوٹانا تھا۔۔۔ ہمیشہ کے لیے چھیننا نہیں تھا۔۔۔ اس وقت اس کی آنکھیں بالکل خشک تھیں۔۔ کیونکہ اس کے آنسو اس کے دل پر گر رہے تھے۔۔۔ وہ دل لہولہان ہو رہا تھا۔۔ جس نے اس شخص کو پانے کی شدت سے خواہش کی تھی۔۔۔ زندگی میں

پہلی بار اس نے کسی شے کو پانے کی شدت سے چاہت کی تھی۔۔۔

مگر اسے بھی بہت بے دردی سے اس سے چھینا جا رہا تھا۔۔۔

وہ جب وائٹ پیلس آئی تھی تو اس سے پہلے اعظم ربانی اسے اشہب عالم کی زندگی کے ہر پہلو سے آگاہ کر چکے تھے۔۔۔ اشہب عالم کے فادر قاسم ربانی کی راحیلہ بائی سے محبت، ان کا خودکشی کرنا اور اس کے بعد کی ساری بربادی۔۔۔

راحیلہ بائی ہی قاسم کی موت کا باعث تھی۔۔۔ اور اب اس کا اگلا شکار اشہب عالم تھا۔۔۔

اعظم ربانی نے اسے واضح لفظوں میں کہہ دیا تھا کہ اگر اس نے اشہب سے طلاق نہ لی تو وہ اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کھو دے گے۔۔

سوہائے کا دل یہ سن کر جیسے بند ہوا تھا۔۔۔وہ اس مہربان انسان کو اپنی وجہ سے کسی بھی خطرے میں نہیں ڈالنا چاہتی تھی۔۔۔جس نے اس کی زندگی کو سنوارا تھا۔۔۔

اس شخص نے اس کی زندگی میں آکر۔۔اس کی اتنی کیئر کر کے اس کی عادتیں بگاڑ دی تھیں۔۔۔اسے اپنا عادی بنا دیا تھا۔۔۔سوہائے

اب اپنی زندگی کی انہیں حسین یادوں کے ساتھ زندہ رہنا چاہتی تھی۔۔۔جو اس شخص کے ساتھ بیتی تھیں۔۔۔

وہ اسے چھوڑنے پر راضی ہوگئی تھی۔۔۔سوہائے نے یہ فیصلہ اس کی سلامتی کی خاطر کیا تھا۔۔۔مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ اشہب اس بات کے لیے اسے بالکل بھی نہیں بخشنے والا تھا۔۔۔

"تم جو بھی فیل کرتے ہو میرے لیے۔۔مجھے اس سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔۔مگر میں کچھ بھی فیل نہیں کرتی تمہارے لیے۔۔تمہارا ہونا نہ ہونا برابر ہے میرے لیے۔۔۔۔"

سوہائے اسے مزید غصہ دلا رہی تھی۔۔۔

تا کہ وہ غصے میں آکر یہ انتہائی قدم اٹھا دے۔۔۔۔

"اعظم ربانی کے کہنے پر اپنی محبت کو جھٹلا رہی ہو۔۔۔ ٹھیک کہہ رہی ہو۔۔ تمہارے دل میں میرے لیے واقعی کوئی فیلنگز نہیں ہیں۔۔۔ اگر ہوتیں تو تم کسی کی بھی ایموشنل بلیک میلنگ میں آکر اپنی محبت سے دستبردار نہ ہوتی۔۔۔ اچھی بات ہے تم نے خود ہی اس نام نہاد محبت کو جھٹلا دیا ورنہ میں اسے قبول کرنے والا بھی نہیں۔۔۔ ہاں مگر بدقسمتی سے میں سچی اور بے لوث محبت کرنے لگا ہوں تم سے۔۔۔ جسے کسی قیمت پر نہیں جھٹلاؤں گا میں۔۔۔ اتنی قوت رکھتا ہوں اپنے بازوؤں میں کہ اپنی جانب اٹھتے ہاتھوں کو

کاٹ سکوں۔۔۔مجھے نہ تو راحیلہ بائی نقصان پہنچا سکتی ہے۔۔۔اور نہ اعظم ربانی۔۔۔ہاں مگر وہ دونوں بہت اچھے سے جانتے ہیں کہ تم کتنی اہم ہو چکی ہو میرے لیے۔۔۔تمہاری یہ ساری باتیں اشہب عالم کو کمزور کریں گی۔۔۔انہوں نے کھیل کھیلا اور تم اس میں پھنس کر اپنی محبت کو جھٹلا گئی۔۔۔اس بات کو زندگی بھر نہیں بھولوں گا میں۔۔۔"

اشہب اس کے چہرے پر اپنی آگ اگلتی سانسیں چھوڑتا بول رہا تھا۔۔۔جبکہ سوہائے اس کی باتیں سن کر سکتے میں آ گئی تھی۔۔۔وہ ہر بات سے واقف تھا۔۔۔اور اس کے باوجود اسے خود سے دور

کرنے کو تیار نہیں تھا۔۔۔ اتنی طاقتور محبت تھی اس کی۔۔۔ کہ اپنی

جان سے بڑھ کر اسے رکھے ہوئے تھا وہ۔۔۔

سوہائے اس شخص کے آگے لاجواب ہوئی تھی۔۔۔

وہ سوچ بھی کیسے سکتی تھی کہ وہ اس کی ساری بکواس کے بعد اس کی

بات مانے گا۔۔۔ ہمیشہ سے اپنی منمانی ہی تو کرتا آیا تھا۔۔۔ اب

بھی یہی کرنا تھا اس نے۔۔۔

اشہب نے اسے اپنی گرفت سے آزاد کر دیا تھا۔۔۔

"اب سے تم وہیں رہو گی جہاں میں رہوں گا۔۔۔ وہیں سوؤں گی

جہاں میں سوؤں گا۔۔۔ ویسا ہی کرو گی جو میں کہوں گا۔۔"

اشہب عالم کے جلالی روپ کو جھنجھوڑ کر یہ لڑکی اسے اپنے لیے جگا چکی تھی۔۔۔ جسے وہ اس نازک جان کی آگے ہمیشہ دبا جاتا تھا۔۔۔

"کیوں۔۔۔ میں ایسا کچھ نہیں کروں گی۔۔۔ غلام نہیں ہوں میں تمہاری۔۔۔"

سوہائے اس کے آگے اپنی پیشانی ظاہر کر کے اسے مزید شیر نہیں بننے دینا چاہتی تھی۔۔۔ اس کی بات سن کر اشہب پھر اسے اس کی جانب پلٹا تھا۔۔۔

وہ اس وقت بلیک کلر کی لانگ شرٹ اور ٹراؤزر میں بالوں کو جوڑے میں قید کیے سادہ سے حلیے میں بھی اسے بے پناہ حسین لگی تھی۔۔۔اس کی دودھیار نگت چمک رہی تھی۔۔۔

اس کے چہرے پر خوف اور آنکھوں میں ہلکورے لیتی ندامت اشہب کو مزید اس کا اسیر کر رہی تھی۔۔ مگر ابھی کچھ وقت کے لیے اس معاملے کو سنبھالنے اور سوہائے کو اپنے دشمنوں سے رکھنے کے لیے اس نے یہ روپ اپنانا تھا۔۔۔

"سوہائے سکندر اگر اپنی بھلائی چاہتی ہو تو وہ کرو جو میں کہہ رہا ہوں۔۔۔۔فائدے میں رہو گی۔۔۔۔"

اشہب کو اس لمحے اپنے دشمنوں کی چلائی سازش پر بے پناہ غصہ آرہا تھا۔۔۔اور یہ لڑکی رہی سہی کسر پوری کررہی تھی۔۔۔ایک تو اسے اپنے بیڈروم میں دیکھ اشہب کے لیے اپنے جذبات پر قابو پانا ویسے ہی مشکل ہورہا تھا۔۔۔

سوہائے اب کی بار کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔جب اشہب ایک گہری نظر اس ظالم لڑکی پر ڈالتا وہاں سے نکل گیا تھا۔۔۔آج تک اپنے خاندان والوں کو خود سے دور رکھ کر اس نے انہیں بے پناہ تڑپایا تھا۔۔۔مگر آج اسے احساس ہورہا تھا کہ تڑپ کا احساس برداشت کرنا کتنا تکلیف دہ عمل ہوتا تھا۔۔۔

وہ ڈرائینگ روم میں آج بیٹھا تھا۔۔۔اس کا دماغ کھول رہا تھا۔۔۔

سکون ملنے کی بجائے مزید تڑپ اس کے حصے میں لکھ دی گئی تھی۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

دروازہ بند ہونے کی آواز پر، منیم کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں۔۔ آج دوسری بار وہ اس شخص کے نام کی دلہن بنی اس کی سیج سجائے بیٹھی ہوئی تھی۔۔ مگر آج فرق اتنا تھا کہ آج وہ اس شخص کی مرضی اور چاہت کے تحت وہاں لائی گئی تھی۔۔۔

آج اسے ٹھکرائے جانے کا خوف نہیں تھا۔۔۔اسی بات کا احساس تھا کہ آج اس پر ٹوٹ کر روپ آیا تھا۔۔۔اس کی انو جان نے نجانے کتنی بار اس کی نظر اتاری تھی۔۔۔جبکہ دوسری جانب غزوان حیدر کی بھی آج چھب نرالی تھی۔۔۔شہزادوں جیسی آن بان رکھنے والا شخص اس کی چاہت کا طلبگار تھا۔۔۔یہ احساس ہی بہت نرالہ تھا۔۔۔

مگر ہنیم ابھی بھی اس کی سزا اتنی آسانی سے معاف کرنے کو بالکل بھی تیار نہیں تھی۔۔۔

جیسے ہی اس نے محسوس کیا کہ غزوان اندر آچکا ہے۔۔۔۔وہ بیڈ سے اٹھ گئی تھی۔۔۔جبکہ وہ دروازے کے پاس کھڑا اس کی جانب دیکھ رہا تھا کہ آج اس کی زوجہ محترمہ اس سے کیسے بدلہ لینے کا ارادہ رکھتی ہیں۔۔۔۔

ہنیم نے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر پہلے اپنے پرس سے وہ پیپرز نکال کر سامنے رکھے تھے۔۔۔

جو دیکھ غزوان کے ہونٹوں پر بہت ہی دلفریب مسکراہٹ بکھر گئی تھی۔۔وہ سامنے رکھے صوفے پر بیٹھتا اس کی جانب دیکھ رہا تھا۔۔۔ جو اسے تڑپانے کے لیے اپنی جانب خطرہ مول لے رہی تھی۔۔۔۔

غزوان تو اس کا حسین روپ دیکھ کر ہی گھائل ہو رہا تھا۔۔یہ لڑکی ہمیشہ خود کو چھپا کر رکھتی تھی۔۔۔ مگر اس وقت اپنے حسین وجود کی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ اس کے سامنے تھی۔۔۔ہنیم نے اپنا عروسی دوپٹہ اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھا تھا۔۔۔

اس پر نگاہیں گاڑھے بیٹھے غزوان کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔وہ ٹھوڑی کے نیچے اپنی مضبوط ہتھیلی جمائے خمار آلود نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا رہا تھا۔۔۔وہ لڑکی مسلسل اس کا امتحان لے رہی تھی۔۔۔ہنیم اس کی جانب نہیں دیکھ رہی

تھی۔۔۔ مگر اس کی گہری محبت پاش نگاہوں کی تپش سے، ہنیم کو

اپنے ہاتھ لرزتے ہوئے محسوس ہوئے تھے۔۔۔

وہ ایک ایک کر کے اپنے بالوں سے پنز نکال رہی تھی۔۔۔ جب

اسے محسوس ہوا تھا کہ غزوان اپنی جگہ سے اٹھا ہے۔۔۔ ہنیم کی

دھڑکنیں تیز ہوئی تھیں۔۔۔ وہ ابھی کچھ دیر پہلے بہت زیادہ بہادری

دکھا رہی تھی۔۔۔ اس شخص کے اٹھتے کی وہ ساری غائب ہو چکی

تھی۔۔ غزوان دھیرے دھیرے اس کے قریب آ رہا تھا۔۔۔

ہنیم کی نگاہیں سامنے رکھے پیپرز پر تھیں۔۔۔

غزوان اس کے بالکل پیچھے آن کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔منیم کی سانسیں رکی تھیں۔۔وہ اس وقت بنا دوپٹے کے اپنے عروسی سرخ لباس میں ملبوس دلنشین حلیے کے ساتھ غزوان حیدر کو بہت بری طرح گھائل کر رہی تھی۔۔۔

غزوان کی خمار آلود سرخ آنکھیں اس کی اندرونی کیفیت بیان کر رہی تھیں۔۔۔

غزوان کی نگاہیں اس کے پیٹ پر بندھے نہایت ہی خوبصورت بیلٹ پر تھیں۔جسے چھونے اور اس کے نازک وجود کو اس بندھن سے آزاد کرنے کی خواہش نے اس کے اندر زور پکڑ لیا تھا۔۔۔

ہنیم کو اس شخص کی تپش زدہ نگاہوں سے اپنے ہاتھ لرزتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔جب اسی لمحے اس نے غزوان کو اپنے بہت قریب آتے محسوس کیا تھا۔۔۔

وہ اس کی جانب جھک رہا تھا۔۔۔اتنا کہ ہنیم کو اپنے کندھے پر اس کی گرم سانسوں سے جلن محسوس ہونے لگی تھی۔۔۔

"سو بیوٹیفل۔۔۔۔آج تو کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔مگر جس دن میری سزا ختم ہو گی۔۔۔اس دن میں تمہیں ایسے ہی تیار دیکھنا چاہتا ہوں۔۔۔۔اتنی ہی حسین تیاری جو آج مجھے تڑپانے کے لیے کی گئی

ہے۔۔۔اس دن سارے بدلے لوں گا۔۔ایک ایک تڑپ اور اذیت کا حساب لوں گا۔۔۔"

غزوان اپنی بات مکمل کرتے اس کے دودھیا کندھا اور گردن پر اپنے ہونٹوں کا شدت بھرا لمس چھوڑتا ہاتھ بڑھا کر اس کے پیٹ پر بندھا بیلٹ کھول گیا تھا۔۔یہ بہت ہی خوبصورت سونے کا بنا کوئی سنگھار تھا۔۔۔جو رواج کے مطابق اکثر عورتیں پہنتی تھیں۔۔۔

اس کی گرم جھلستی نگاہوں کی تپش اپنی گردن اور کندھوں پر محسوس کرتے

ہنیم کی جان آدھی ہوئی تھی۔۔۔ابھی تو اسے ان پیپرز کا سہارا تھا۔۔۔ مگر اس شخص کی زرا سی قربت پر اسے اپنا پورا وجود لرزتا محسوس ہوا تھا۔وہ اگر اپنی کرنے پر آتا تو وہ اسے بالکل بھی روک پانے کی ہمت نہیں رکھتی تھی۔۔۔اس شخص کی طاقت کے آگے اس کا کوئی مقابلہ نہیں تھا۔۔

لیکن غزوان حیدر اپنے کہے پر قائم تھا۔۔۔

اس نے اس سے کسی قسم کی زبردستی یا روایتی مردوں کی طرح اپنے حق کی ڈیمانڈ نہیں کی تھی۔۔۔جو دیکھ ہنیم کے دل میں اس شخص کی عزت اور محبت بہت زیادہ بڑھ گئی تھی۔۔۔وہ بہت اچھا تھا۔۔۔

بس،ہنیم یہی نہیں سمجھ پارہی تھی کہ اسے ٹھکرانے کی آخر وجہ تھی کیا۔۔۔

کیوں اس نے پورے خاندان سے دشمنی مول لی تھی۔۔۔۔اور اپنے ماں باپ کو اکیلا چھوڑ گیا تھا

۔۔لیکن چاہ کر بھی،ہنیم کو اس بات کا جواب نہیں مل پارہا تھا۔۔۔

اور اس شخص سے کچھ پوچھنے کی ہمت تو تھی ہی نہیں اس میں۔۔۔۔

غزوان کے وہاں سے ہٹنے کے بعد بھی،ہنیم کو اپنی گردن اور کندھے پر اس کے تپش زدہ لبوں کا لمس محسوس ہوتا رہا تھا۔۔۔

وہ اب واش روم میں جا چکا تھا۔۔۔جب،ہنیم کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔اس شخص کی معاملے میں اس کا دل بہت کمزور تھا۔۔۔۔ اس کے لیے سزا تو بہت بڑی تجویز کر لی تھی۔۔۔مگر اب اسے یوں خود سے دور رکھنا،ہنیم کے دل کو بے چین کر رہا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

اشہب سمجھ رہا تھا کہ ربانی ہاؤس والے ہی سوہائے کے دل میں اس کے لیے یہ ساری الٹی سیدھی باتیں بھر کر اسے اشہب کو چھوڑنے کے لیے پریشرائز کر رہے ہیں۔۔۔اس لیے وہ اگلے ہی دن سوہائے کو لے کر واپس سکندر ہاؤس آگیا تھا۔۔۔جواب اس نے سکندر ربانی

سے خرید لیا تھا۔۔۔یہ گھر سوہائے کا گھر تھا۔۔۔جہاں وہ اس لڑکی کا اسیر ہوا تھا۔۔۔اس لیے اب وہ سوہائے کے ساتھ اسی گھر میں رہنا چاہتا تھا۔۔۔

سکندر ربانی اور زکیہ بیگم اپنے دوسرے گھر میں شفٹ ہو گئے تھے۔۔۔سوہائے اس بات سے واقف نہیں تھی کہ اشہب نے یہ گھر خرید لیا ہے۔۔۔اس کے ڈیڈ تو ویسے ہی زیادہ طرح اپنے ٹورز پر رہتے تھے۔۔۔اس لیے ان کا گھر میں ہونا اور نہ ہونا برابر ہی تھا۔۔۔

اشہب صبح اسے وہاں چھوڑ کر نجانے کہاں چلا گیا تھا۔۔۔دن سے شام اور شام سے رات ہو چکی تھی۔۔۔مگر وہ واپس نہیں آیا تھا۔۔۔سوہائے کو اس کی شدید فکر ہو رہی تھی۔۔۔اس نے کئی بار اس شخص کا نمبر بھی ٹرائے کیا تھا۔۔جو دوسری جانب سے پک نہیں کیا گیا تھا۔۔۔وہ اس سے سخت ناراض تھا۔۔اس بات کا احساس سوہائے کو شدت سے ہو رہا تھا۔۔۔مگر وہ کیا کرتی اسے مجبوراً ہی اتنا کیا گیا تھا۔۔۔

اور سوہائے یہاں اشہب کے سامنے اعظم ربانی اور خنساء کا نام لے کر ان کو پھنسانا نہیں چاہتی تھی۔۔۔پہلے ہی اشہب ان دونوں سے ہی سخت ناراض تھا۔۔ مزید مسائل بھی پیدا ہو سکتے تھے۔۔۔

سوہائے نے اس کا بہت زیادہ انتظار کیا تھا۔۔ مگر وہ شخص نجانے کہاں گم تھا۔۔۔ سوہائے پچھلی رات بھی ٹھیک سے نہیں سو پائی تھی۔۔۔ بستر پر بیٹھتے اشہب کا انتظار کرتے کب اس کی آنکھ لگی تھی اسی پتا ہی نہیں چلا تھا۔۔۔۔

وہ اس وقت کریم کلر کی سلک کی بہت سی سٹائلش سی نائٹی پہنے ہوئے تھی۔۔۔ وہ ہمیشہ ہی الٹی سیدھی ڈریسنگ کرتی تھی۔۔ مگر

آج تو جیسے وہ قیامت ہی ڈھا رہی تھی۔۔۔اس نائٹی میں اسکے

حسین نشیب و فراز واضح ہو رہے تھے۔۔۔اور سوتے وقت تو وہ

ویسے ہی اپنے ہوش بھول جاتی تھی۔۔۔

سوہائے گہری نیند میں سو رہی تھی۔۔۔جب اشہب نے روم میں

قدم رکھا تھا۔۔

اس کی نگاہیں جیسے ہی بیڈ پر محوِ خواب سوہائے پر پڑیں اس کے

ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔۔۔

وہ چلتا ہوا اس کی جانب آیا تھا۔۔۔اس کے ارد گرد اپنی دونوں

ہتھیلیاں جماتے وہ پوری طرح اس پر جھکتا اس کے ہونٹوں کو محبت

سے چھو گیا تھا۔۔۔ سوہائے کسمسائی تھی۔۔۔ مگر اگلے ہی لمحے اس کے ہاتھ پر اپنا چہرا اٹکاتی واپس سے سو گئی تھی۔۔۔

اشہب نے اس کے چہرے سے بال ہٹاتے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ گھنی پلکوں سے سجی غلافی آنکھیں آرزوں پر جھکی ہوئی تھیں۔۔۔ گلابی ہونٹ سختی سے ایک دوسرے میں پیوست تھے۔۔۔ اس کی حسین زلفیں اس کی دودھیا گردن کی رعنائیوں کو چھپا پانے میں ناکام ہو رہی تھیں۔۔۔

اشہب نجانے کتنے ہی لمحے دیوانہ وار نگاہوں سے اس کی جانب دیکھتا اس کے اوپر کمبل پھیلاتا وہاں سے اٹھ گیا تھا۔۔۔ اگر وہ مزید

کچھ دیر یہاں بیٹھتا تو اس کا بہک جانا لازم تھا۔۔۔اس لڑکی کے معاملے میں اپنے جذبات پر کنٹرول رکھنا اس کے لیے آسان نہیں تھا۔۔۔اس سے پہلے کہ اس پر کوئی نیا الزام عائد کیا جاتا اشہب نے خود ہی اس کی جانب سے دوری بنالی تھی۔۔۔

چینج کرتا وہ بھی بیڈ پر سوہائے سے کافی فاصلے پر آن لیٹا تھا۔۔۔اس نے سوہائے کی جانب سے رخ موڑ رکھا تھا۔۔وہ ابھی اس لڑکی کو ٹائم دینا چاہتا تھا۔۔۔اپنی محبت کا احساس دلانے کے لیے۔۔۔

رات کا نجانے کونسا پہر تھا جب سوہائے کی آنکھ کھلی تھی۔۔۔

اشہب کے خیال سے اس نے اٹھنا چاہا تھا۔۔جب زیرو پاور بلب کی

مدھم روشنی میں اس کی نظر بیڈ پر کچھ فاصلے پر سوئے اشہب پر پڑی تھی۔۔۔جو اس کی جانب سے رخ موڑے سو رہا تھا۔۔۔سوہائے کو اس کا یہ انداز بالکل بھی پسند نہیں آیا تھا۔۔۔آج تک اس شخص کی نگاہوں کا فوکس وہ رہی تھی۔۔۔پھر آج کیسے وہ اس کی جانب سے نگاہیں موڑ سکتا تھا۔۔۔

سوہائے نے ایک جھٹکے کے ساتھ اس کے اوپر موجود کمبل اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔۔۔وہ جو پورے دن کا تھکا کچھ دیر پہلے سویا تھا۔۔۔اس گستاخی پر اس نے اپنی نیند کے خمار میں ڈوبی سرخی مائل آنکھیں کھول کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

جو بیڈ پر بیٹھی اس وقت اپنے قیامت خیز حلیے کے ساتھ اس کے اعصاب جھنجھنا کر رکھ گئی تھی۔۔۔

"کیا بد تمیزی ہے یہ۔۔۔۔؟؟"

اشہب اس کی جانب کروٹ لیتے غصے سے دھاڑا تھا۔۔۔

"تم مجھے اگنور کیوں کر رہے ہو۔۔۔۔؟؟"

سوہائے اس سے بھی زیادہ غصے اور اونچی آواز میں بولی تھی۔۔۔

"محترم آپ بھول رہی ہیں۔۔۔ آپ ہی نے ایسی خواہشات کا اظہار کیا ہے میرے سامنے۔۔۔۔"

اشہب ایک بار پھر سے اس کی جانب سے نگاہیں چرا گیا تھا۔۔۔

سونے کی وجہ سے اس کے نائٹ گاؤن کی ڈوریاں تقریباً کھل چکی

تھیں۔۔۔ سوہائے کو اس بات کا احساس نہیں ہوا تھا۔۔۔ وہ اس

وقت اپنے حلیے سے بالکل لاپرواہی برتتے ہوئے تھی۔۔۔ جبکہ

اشہب کے لیے اپنی حواس قابو میں رکھنا بہت مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

سوہائے کو اس کا بار بار ایسے رخ موڑنا بہت غصہ دلا رہا تھا۔۔۔ وہ

اس شخص کی توجہ اور محبت کی عادی تھی۔۔۔ اس شخص کی نگاہیں اس

پر سے کبھی ہٹی ہی نہیں تھیں۔۔۔

اس نے اپنی محبت کو جھٹلایا تھانا۔۔۔یہ شخص تو ابھی بھی اپنی محبت کا دعوے دار تھا۔۔پھر یہ سب کیوں کر رہا تھا۔۔۔سوہائے کو لگ رہا تھا کہ وہ اس سے بدلہ لے رہا ہے۔۔۔اسے اگنور کر کے۔۔۔خود سے دوری پر رکھ کے۔۔۔اسے خود بھی سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ چاہتی کیا ہے۔۔۔

ایک جانب وہ اس سے طلاق مانگ رہی تھی۔۔۔اور دوسری جانب اس کی زرا سی بے رخی بھی برداشت نہیں کر پائی تھی۔۔۔مگر اشہب کو بہت اچھے سے پتا تھا کہ یہ لڑکی اس سے کیا چاہتی ہے۔۔۔

وہیں لیٹے اس نے ہاتھ بڑھا کر سوہائے کی کمر میں اپنا بازو حمائل کرتے اسے اپنے اوپر گرا لیا تھا۔۔۔

سوہائے اس سے اس حرکت کی توقع نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

سیدھی اس کے سینے پر آن گری تھی۔۔۔

"اب بولو کیا مسئلہ ہے۔۔۔۔؟؟؟"

اس کے چہرے پر آن گرے بالوں کو کان کے پیچھے اڑستے اشہب نے خمار آلود نگاہوں سے اس کے ہوش ربا حلیے کی جانب دیکھا تھا۔۔۔اس کے وجود سے اٹھتی دلفریب مہک اس کے حواسوں کو جکڑ رہی تھی۔۔۔وہ کیسے بچ پاتا بھلا۔۔۔اس لڑکی پر اسے غصہ آتا

ہی نہیں تھا۔۔۔چاہے وہ اس کے ساتھ کتنا ہی برا کر لے۔۔۔وہ اسے کچھ کہہ ہی نہیں سکتا تھا۔۔۔اشہب اس کی گزشتہ زندگی کی تمام محرومیاں ختم کر کے اسے اپنی بے پناہ چاہت کا احساس دلانا چاہتا تھا۔۔اسے بتانا چاہتا تھا کہ وہ اس کے لیے کتنی اہم ہے۔۔۔ یہی جان کر اس کے دشمن اسے چھین لینا چاہتے ہیں۔۔۔

سوہائے جو پہلے اس کے اگنور کرنے پر غصے کا شکار ہو رہی تھی۔۔۔ اب ایک دم اسکے اتنے قریب کر لینے پر اس کی بوتی بالکل بند ہو چکی تھی۔۔۔ں

اس شخص کی دیوانگی اس کے ہر ہر انداز سے جھلکتی تھی۔۔۔ جسے وہ جھٹلا نہیں سکتی تھی۔۔۔

"مم میں وہ۔۔۔۔۔"

سوہائے کو سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ وہ بولے کیا۔۔۔

جب اشہب اس کی گردن میں بازو حمائل کرتے اس کا چہرا اپنے چہرے کے بے پناہ قریب لے آیا تھا۔۔۔ اتنا کہ دونوں کی سانسیں آپس میں الجھنے لگی تھیں۔۔۔ وہ تکیے پر چت لیٹا ہوا تھا۔۔ جبکہ سوہائے پوری طرح سے اس کے اوپر جھکی ہوئی تھی۔۔۔ اس کی

حالت ایسے ہو چکی تھی جیسے وہ اس شخص کی سحر انگیزی سے کبھی نکل ہی نہیں پائے گی۔۔۔

"تم چاہتی ہو چھوڑ دوں تمہیں۔۔۔ تاکہ میری جان کو کوئی خطرہ نہ رہے۔۔۔"

اشہب نے اس کے گال کی نرمی کو ہاتھ کی پشت سے چھوتے مخمور لہجے میں کہا تھا۔۔۔ وہ اس سے ناراض تھا۔۔۔ جس نے اپنی محبت کا اظہار کرنے کے بجائے اسے سرے سے ماننے سے ہی انکار کر دیا تھا۔۔۔

اس کی بات پر سوہائے کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔

وہ اسے کیسے بتاتی کہ وہ اس سے کتنی محبت کرتی تھی۔۔۔وہ اس محبت کو جھٹلانے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔۔

ہاں مگر اس شخص سے اوپر کچھ نہیں تھا اس کے لیے۔۔۔

اشہب نے کروٹ بدلتے اسے بیڈ پر لٹاتے تکیے پر دونوں جانب اپنے ہاتھ رکھتا اس پر پوری طرح سے حاوی ہوا تھا۔۔۔

"ہاں نہیں کرتی میں تم سے محبت۔۔۔ چھوڑ دو مجھے تم۔۔۔۔"

سوہائے نے اس پر اپنی ناراضگی جتائی تھی۔۔۔ آج کا پورا دن وہ اس کا انتظار کرتی رہی تھی۔۔۔ مگر اس شخص نے اسے اتنا اگنور کیا تھا۔۔۔ سوہائے نے زندگی میں بہت کچھ برداشت کیا تھا۔۔۔ مگر

اس شخص کی دوری برداشت کرنا اب اس کے لیے سہانے روح تھا۔۔۔

"ممکن ہی نہیں ہے۔۔۔۔"

اشہب اس کے چہرے پر جھلکتا اس کے آنسو کو اپنے ہونٹوں سے چنتا اپنا شدت بھرا لمس اس کے چہرے پر چھوڑ تا چلا گیا تھا۔۔۔

سوہائے اس کے اس انداز پر ایک دم بوکھلا گئی تھی۔۔۔اس نے اشہب کے کندھوں پر دباؤ ڈالتے اسے روکنا چاہا تھا۔۔ مگر وہ اس کی آج سننے کو بالکل بھی تیار نہیں تھا۔۔۔

"آج میں تمہیں اپنے اتنے قریب لے آؤں گا کہ تم دوبارہ مجھے چھوڑنے کا سوچ بھی نہیں سکو گی۔۔۔"

اشہب اس کی سانسوں پر قابض ہوتا سوہائے کے رہے سہے حواس بھی چھین گیا تھا۔۔۔وہ کچھ بولنے کے قابل ہی نہیں رہی تھی۔۔۔

وہ دھیرے دھیرے اپنی شدتیں، دیوانگی، چاہت اور بے پناہ تڑپ سانسوں کے راستے اس کے اندر انڈیلتا اسے احساس دلا گیا تھا کہ وہ اس کے لیے کتنی ضروری ہے۔۔۔

سوہائے نے آنکھیں موند رکھی تھیں۔۔۔اس کی دھڑکنوں کا بڑھتا شور اور اشہب عالم کی بڑھتی شدتیں اس کی نازک جان پر بھاری

ثابت ہو رہی تھیں۔۔۔اس شخص کی قربت کا نشہ اسے اسکی ہر

اذیت اور محرومی کو پیچھے چھوڑ چکا تھا۔۔۔اس نے اسے خود سے دور

کر کے جو تڑپایا تھا۔۔۔آج یہ شخص اس پر تڑپ کا بدلہ لینے کا ارادہ

رکھتا تھا۔۔۔

"ڈرائیور۔۔۔۔۔"

اشہب نے جیسے ہی اس کی سانسوں کو آزادی بخشی سوہائے کے بھیگے

ہونٹوں سے نکلتا یہ نام اسے مزید بھڑکا گیا تھا۔۔۔وہ جس دلفریب

انداز میں اسے پکارتی تھی۔۔۔اشہب عالم اس کا بھی دیوانہ تھا۔۔۔

یہ لڑکی ایسے ہی تو اپنی چھوٹی چھوٹی باتوں سے اسے اپنا اسیر بنا چکی تھی۔۔۔

"مجھے تم سے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔"

سوہائے اس کا گریبان مٹھیوں میں دبوچے اس کی گردن میں چہرا چھپاتے کانپتے لہجے میں بولتی اشہب کے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ کا اضافہ کر گئی تھی۔۔۔

"آڈرائیور کی جان اب تک جو حرکتیں آپ کر چکی ہیں۔۔۔ آپ کو کیوں ایسا لگتا ہے کہ آپ آج بچ جائیں گی مجھ سے۔۔۔"

اشہب نے جھک کر اس کی گردن پر اپنے ہونٹوں کا لمس چھوڑا تھا۔۔

سوہائے کا پورا وجود دھیرے دھیرے لرز رہا تھا۔۔۔

وہ لڑکی جو اپنے سرکل میں بہت ہی زیادہ بولڈ اور کانفیڈنٹ مشہور تھی۔۔۔ جس کے سامنے لڑکوں کی بولتی بند ہو جاتی تھی۔۔۔ وہ آج اشہب عالم کے سامنے بالکل چھوئی موئی بن چکی تھی۔۔۔ شرم وحیا کے مارے اس کی نگاہیں نہیں اٹھ رہی تھیں۔۔۔ وہ اس کے سینے میں اپنا چہرا چھپائے اسی سے بچنے کی کوشش کر رہی

تھی۔۔۔جب اسے اشہب کے ہاتھ کا لمس اپنی گردن پر محسوس ہوا تھا۔۔۔

وہ اس کے گلے میں پہنا نیکلس اتار رہا تھا۔۔سوہائے نے سختی سے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔۔ نیکلیس اتار کر سائیڈ پر رکھنے کے بعد وہ اس کی گردن پر جھکا تھا اور اپنے ہونٹوں سے اس کی پوری گردن کو نشانہ بناتا چلا گیا تھا۔۔۔

اس کی صراحی دار نازک گردن، اس کے گداز بازو اور یہ مخملی وجود۔۔۔وہ اس سب کا دیوانہ تھا۔۔۔وہ اس کی سانسوں کا دیوانہ تھا۔۔۔اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ جس لڑکی کو وہ چھوڑنے کے

درپے تھا۔۔۔جو اس کی پسند اور آئیڈیل پر بالکل بھی پوری نہیں اترتی تھی۔۔۔اسے وہ اتنی شدّت سے چاہنے لگے گا۔۔۔کہ اس کے تصور کے بغیر ایک پل گزارنا بھی مشکل ہو جائے گا۔۔۔

وہ دھیرے دھیرے اسے اپنی سانسوں سے بھی زیادہ قریب کر رہا تھا۔۔۔

سوہائے کو اپنی گردن کا ایک ایک حصہ جلتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔ اس کی سانسیں رک رہی تھیں۔۔۔

جب اس کی حالت دیکھتے اشہب نے اسے آزادی بخش دی تھی۔۔۔

اس کا سر اپنے سینے پر رکھتا وہ اسے اپنی مضبوط بانہوں کے حصار میں

Don't Copy Paste and Share Without My Permission

لیتا آنکھیں موند گیا تھا۔۔۔ کتنی مشکل سے اس نے اپنے منہ زور

جذبات پر قابو پایا تھا یہ وہی جانتا تھا۔۔۔

مگر وہ کبھی بھی اس پر جبر اپنی مرضی تھوپنے کا ارادہ نہیں رکھتا

تھا۔۔۔ چاہے اسے زندگی پھر اس کی ہاں کا اور ویسی ہی بے لوث

محبت کا انتظار نہ کرنا پڑتا جیسی محبت کا وہ خواہاں تھا۔۔۔

اس نے سوہائے سکندر کی روح سے پیار کیا تھا۔۔۔ وہ اس کے لیے

بہت زیادہ قیمتی تھی۔۔۔ شاید دنیا والے اشہب عالم کے نزدیک

اس لڑکی کی اہمیت سے واقف ہی نہیں تھے۔۔۔۔ اس لیے یہ سمجھ

رہے تھے کہ وہ اسے آسانی سے چھوڑ دے گا۔۔۔ نہ ہی سوہائے

To Read My Novels Plzz Contact on My Facebook Page "Farwa Khalid Novels".

Also,Subscribe My Youtube Channel "Farwa Khalid Novels".

سکندر خود واقف تھی۔۔ کہ وہ اس کے لیے آتی جاتی سانسوں سے بڑھ کر تھی۔۔۔

سوہائے نے اپنی بکھرتی سانسوں کو اعتدال میں لاتے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو آنکھیں موندے بھی مسکرا رہا تھا۔۔ کیونکہ اس کی سوہائے اس وقت اس کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔۔ اس سے زیادہ حسین پل اس کے لیے کبھی کوئی نہیں ہوا تھا۔۔۔ اس لڑکی کو اپنی سینے سے لگا کر رکھنا اس کا نشہ تھا۔۔۔ جو اسے چوبیس گھنٹے چاہیے تھا۔۔۔

سوہائے کتنے ہی لمحے اس کے وجیہہ حسین چہرے کو تکے گئ تھی۔۔۔ کتنا خوبرو تھا وہ۔۔۔اس کی اپنے سرکل کی ہی کتنی لڑکیوں نے اس شخص کی خواہش کی تھی۔۔۔ مگر وہ ان سب کی آفر کو ٹھکراتا صرف اس کا بن کر رہا تھا۔۔۔ سوہائے اب تک اس شخص کی جس طرح انسلٹ کر چکی تھی۔۔۔اسے اسی بات پر یقین نہیں آتا تھا کہ بھلا وہ اس سے نفرت کرنے کے بجائے اتنی محبت کیسے کر گیا تھا۔۔۔

سوہائے اپنی جگہ سے اوپر ہوتی اس کے سینے پر اپنی اپنی ہتھیلیاں ٹکاتی ان پر اپنا چہرا رکھ گئی تھی۔۔۔اب وہ بہت ہی توجہ سے اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔

"آگ سے کھیلنے کی کوشش کرتی ہو۔۔۔ مگر پھر اسے سہنے کی جرأت نہیں رکھ پاتی۔۔۔"

اشہب نے اس کی یہ دلیری دکھانے پر چوٹ کی تھی۔۔۔جو اس کے جذبات کو بھڑکا کر پھر سے موم کی گڑیا من جاتی تھی۔۔۔۔

"میں نے کب کہا میں نہیں سہہ سکتی۔۔۔ مسٹر اشہب عالم ربانی آپ اپنے خوف کو میرے اوپر ڈالنے کی کوشش مت کریں۔۔۔۔"

سوہائے آگے ہوئی تھی اور اس کی ٹھوڑی پر اپنے لگ رکھ گئی تھی۔۔۔ اشہب کی آنکھیں بند تھیں۔۔۔ اسی لیے وہ اتنی بہادر بنی ہوئی تھی۔۔۔

"کیا خوف۔۔۔۔؟"

اس الزام پر اشہب کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔۔

"یہی کہ کہیں مجھے کوئی تم سے چھین نہ لے۔۔۔اور تم پھر میرے بغیر نہیں رہ پاؤ گے۔۔۔"

سوہائے نے اب کی بار اس کے دائیں گال کو چھوا تھا۔۔۔اس کے گداز ہونٹوں کا لمس اشہب کو اپنے پورے وجود میں سکون سا سرایت کرتا محسوس ہوا تھا۔۔۔یہ لڑکی اس کی جان لے کر چھوڑنے والی تھی۔۔۔

"کیا واقعی میں اتنی اہم ہوں تمہارے لیے۔۔۔جتنا تم ظاہر کرتے ہو۔۔؟"

سوہائے اب مزید اوپر ہوتی اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھتے اس کی جانب سے جواب کی منتظر تھی۔۔۔

جب اشہب نے آنکھیں کھول کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جس کی آنکھوں میں آنسو جھلملا رہے تھے۔۔۔

"تمہیں کیا لگتا ہے۔۔۔۔"

اشہب نے خاموش نگاہوں سے اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو بیڈ سے اٹھ چکی تھی۔۔۔

"مجھے لگتا ہے میں اتنی خوش قسمت نہیں ہیں۔۔۔ یقیناً یہ کوئی حسین خواب ہے۔۔۔ جو بہت جلد ٹوٹ جائے گا۔۔۔ تمہارے

نزدیک اگر میری اہمیت ہوتی ناتو تم اس کا ثابت بھی کرتے۔۔۔ مجھے اس طرح اگنور نہ کرتے۔۔۔ تم کسی مقصد کے تحت میرے قریب آرہے ہو۔۔۔ خبردار جواب مجھے ہاتھ لگانے کی کوشش بھی کی تو۔۔۔ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔۔ چلے جاؤ تم میری زندگی سے۔۔۔ مجھے ضرورت نہیں ہے تمہاری۔۔۔۔"

سوہائے کو اس کا یوں دور ہونا اور آنکھیں موند کر خود کو دیکھنے سے اگنور کیا جانا دل برداشتہ کر گیا تھا۔۔۔ وہ اس کی کیفیت سمجھنے سے بالاتر اپنے دل میں بہت سارے خدشات پیدا کر گئی تھی۔۔۔

"سوہائے رک جاؤ۔۔۔"

اسے روم سے باہر جاتے دیکھ اشہب نے اسے پکارا تھا۔۔۔ مگر سوہائے اس کی بات ان سنی کرتی دروازے کا ہینڈل گھما گئی تھی۔۔۔

مگر وہ بھول چکی تھی کہ مقابل اس وقت اشہب عالم تھا۔۔۔ جو پورے انتظامات کر کے ہی میدان میں اترتا تھا۔۔۔

دروازہ لاک تھا۔۔۔ جو سوہائے کی بہت کوششوں کے بعد بھی نہیں کھلا تھا۔۔۔

اس نے پلٹ کر دیکھا تھا۔۔۔ اشہب بیڈ سے اٹھتا اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔

اس کے تیور دیکھ سوہائے کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں نمودار ہوئی تھیں۔۔ وہ اسے ابھی غصے میں بہت کچھ بول گئی تھی۔۔۔ ہمیشہ کی طرح وہ غصے میں سوچے سمجھے بغیر کچھ بھی بول گئی تھی۔۔۔

"کیا بولا تم نے۔۔۔ تم اہم نہیں ہو میرے لیے۔۔۔؟؟"

اشہب اس کے قریب پہنچتا اس کی دونوں کلائیاں تھام کر انہیں دروازے کے ساتھ ٹکاتا اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھ گیا تھا۔۔۔

"ہاں۔۔۔ کیونکہ تم انہیں لوگوں کو اگنور کرتے ہو جو تمہارے لیے غیر اہم ہوتے ہیں۔۔۔ اور آج صبح سے تم مجھے مسلسل اگنور

کر رہے ہو۔۔۔اس کا یہی مطلب ہوا کہ میں تمہارے لیے اہم نہیں رہی اب۔۔۔تو سیدھی طرح منہ پر بولو نا۔۔۔جیسے میں بولتی ہوں۔۔۔"

سوہائے اس کا اگنور کرنا ایک سیکنڈ کے لیے برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔اس وقت بھی اس کی حالت بہت زیادہ غیر ہو چکی تھی۔۔۔وہ چاہے کچھ بھی کرے اس شخص کو اس سے نگاہیں ہٹانے کی اجازت نہیں تھی۔۔۔

اپنی نگاہوں میں رکھنے کی عادت ڈال کر اب نگاہوں سے اوجھل کیوں کر رہا تھا۔

"میری بے وقوف بیوی جانتی بھی ہو کہ میں کیوں اگنور کر رہا ہوں تمہیں۔۔۔؟"

اشہب نے باری باری اس کے غصے سے پھولے دونوں گالوں کو چوم لیا تھا۔۔۔ سوہائے اس کی جانب نہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔

"کیونکہ میری یہ نازک بیوی میری شدتیں برداشت نہیں کر پائے گی۔۔۔ مگر اب لگ رہا ہے کہ ایسا نہیں کرنا چاہیے مجھے۔۔۔۔"

اشہب اسے بانہوں میں اٹھا چکا تھا۔۔۔

سوہائے نے گھبرا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔ جو محبت پاش نگاہوں سے اسی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

"تم ناراض نہیں ہو مجھ سے۔۔۔؟؟"

سوہائے کچھ اور سمجھی تھی۔۔۔

"آپ میرے لیے بہت زیادہ قیمتی ہیں۔۔۔ آپ سے ناراض ہونے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا میں۔۔۔"

اشہب کی بات پر سوہائے کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔ جسے اگلے ہی لمحے اشہب اپنے ہونٹوں سے چن گیا تھا۔۔۔

"اب دوبارہ یہ کبھی مت کہنا کہ تم کسی کے لیے اہم نہیں ہو۔۔۔ تمہاری اشہب عالم کے نزدیک کیا اہمیت ہے۔۔۔اس بات کا اندازہ بہت جلد ہو جائے گا تمہیں۔۔۔"

اشہب اسے پوری طرح اپنے سینے میں بھینچتا اسے اپنی شدتوں سے آگاہ کرتا چلا گیا تھا۔۔

سوہائے نے مسکراتے چہرے اور لرزتی پلکوں کو موندتے اپنے آپ کو پوری طرح سے اس کے سپرد کر دیا تھا۔۔۔اس کے ہر ہر عمل سے اشہب کو اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ بھی اس کی دیوانی تھی۔۔۔اب مزید یہ دوریاں برقرار رکھنا نادانی سے زیادہ کچھ نہیں تھا۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

"راحیلہ بائی بہت بڑی سازش کھیلنے والی ہے۔۔۔جو ربانی ہاؤس کو توڑ کرر کھ دے گی۔۔۔۔"

وہ اپنے آفس کہ کرسی پر بیٹھا مسلسل جھول رہا تھا۔۔۔اس کی آنکھیں بند تھیں۔۔۔دوسری جانب سے اسے جو بولا گیا تھا۔۔۔ اس پر بھی اس کا کوئی خاص ری ایکشن نہیں آیا تھا۔۔۔ جیسے وہ پہلے سے واقف ہو۔۔۔

"جانتا ہوں۔۔۔ مگر میں چاہتا ہوں راحیلہ بائی کے پیچھے چھپا میرا دشمن کھل کر سامنے آئے۔۔۔ اس لیے میں اس سازش کو بھی سہنے کے لیے تیار ہوں۔۔۔"

وہ اپنے مضبوط پختہ لہجے میں بولا تھا۔۔۔

"تم بہت اچھے سے جانتے ہو کہ تمہارا دشمن کون ہے۔۔۔ پھر بھی اتنے وقت سے اسے آزاد چھوڑے ہوئے ہو۔۔۔ یہ سازش تمہارے رشتوں کو تم سے دور کر دے گئ۔۔۔ اعظم ربانی اپنے فرض کی خاطر اپنے بیٹے کو ہار دیں گے۔۔۔ اور اگر ہنیم نے چھوڑ دیا تمہیں پھر۔۔۔۔"

مقابل صرف اس کا خیر خواہ تھا۔۔۔اس کی باتوں پر غزوان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔

"وہ چھوڑ دے گی نا۔۔میں تو نہیں چھوڑوں گا اسے۔۔۔"

غزوان حیدر کی سرخ آنکھیں،نیم کی موہنی صورت کو اپنے تصور میں بساتیں جگمگا اٹھی تھیں۔۔۔

"ویری گڈ۔۔ایسے ہی مضبوط رہنا۔۔۔بہت جلد اس عورت کا بُرا سایہ اپنے خاندان سے ختم کرنے میں کامیاب ہونگے ہم۔۔"

اشہب عالم اور غزوان حیدر دونوں ایک جیسے مزاج کے تھے۔۔۔ ان دونوں کی کم ہی کبھی بنی تھی۔۔۔اس بات کا راحیلہ بائی نے

بہت فائدہ اٹھایا تھا۔۔۔ مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ اب وہ ہی ان دونوں کے ایک ہونے کی وجہ بن گئی تھی۔۔۔ راحیلہ بائی کی آئے دن بنتی نئی سازشوں نے ان کے خاندان کا سکون غارت کر دیا تھا۔۔۔ جس کی وجہ سے ان دونوں نے ہاتھ ملاتے اس کا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاتمہ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔۔۔ جس میں انہیں پورا یقین تھا کہ وہ کامیاب ہونے والے تھے۔۔۔

غزوان کال بند کرکے سٹڈی سے نکلتا اپنے روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔ جہاں اس کی نئی نویلی دلہن اس کے بیڈ پر تسلط جمائے محو

خواب تھی۔۔۔ کروٹ کے بل لیٹی وہ دونوں ہتھیلیوں کو جوڑ کر اپنے چہرے کے نیچے رکھے ہوئے تھی۔۔۔۔

غزوان نے جھک کر اس کی گھنیری پلکوں کو چھوا تھا۔۔۔

وہ ظالم لڑکی اپنا عروسی لباس تبدیل کر چکی تھی۔۔۔ مگر غزوان کی نگاہوں میں اب بھی اس کا وہ دلکش روپ سجا ہوا تھا۔۔وہ کتنی ہی دیر اس کے قریب بیٹھا اسے تکے گیا تھا۔۔۔جب اس کی نظر ہنیم کی کلائی پر بندھی سیاہ پٹی پر پڑی تھی۔۔۔ جو اس نے ہر وقت ہی اس کی نازک سی کلائی پر بندھی دیکھی تھی۔۔۔ غزوان نے ہاتھ بڑھا کر

اس کی کلائی کو تھامتے اس پٹی کا کھول دیا تھا۔۔۔اس کے ہر ہر عمل میں بھرپور استحقاق نمایاں تھا۔۔۔

جیسے ہی اس نے وہ سیاہ پٹی ہٹائی اس کا دل جیسے تھم سا گیا تھا۔۔کلائی کے بالکل وسط میں لکھا اپنا نام دیکھ غزوان حیدر کی آنکھیں بے یقینی سے واں ہوئی تھیں۔۔۔

وہ ہمیشہ یہاں اس کا نام لکھ کر رکھتی تھی۔۔۔تو اس کا مطلب انو جان اور باقی سب نے اسے جو بات کہی تھی وہ سچ تھی۔۔۔،منیم ہمیشہ سے اسی کو چاہتی آئی تھی۔۔۔وہ جواب تک یہی سمجھ کر اس

سے دور رہا تھا، اس سے نکاح سے انکاری ہوا تھا کہ ہنیم اس سے نہیں بالکل اسفر سے محبت کرتی ہے۔۔۔

وہ سب اس کا وہم تھا۔۔۔

یہ لڑکی تو ہمیشہ سے اسی کی دیوانی تھی۔۔۔۔

غزوان کو لگ رہا تھا جیسے اس وقت اسے ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو۔۔۔انو جان نے ٹھیک کہا تھا کہ ہنیم یہ شرائط صرف اس پر غصہ ہونے کی وجہ سے سائن کروا رہی ہے ورنہ وہ تو کب سے اس کے لوٹنے کی منتظر تھی۔۔۔وہ بے پناہ محبت کرتی تھی اس سے۔۔۔

مگر غزوان ہمیشہ اس بات کو جھٹلاتا آیا تھا کیونکہ وہ یہی سمجھتا تھا کہ ہنیم شروع سے ہی اسفر سے محبت کرتی ہے۔۔۔اور اسفر اس سے۔۔۔کیونکہ اسفر نے ہمیشہ اسے یہی بات کہی تھی۔۔۔

غزوان اور اسفر بچپن سے بہت اچھے دوست تھے۔۔۔ایک دوسرے پر جان دینے کو تیار۔۔ہمیشہ ایک ساتھ رہے تھے۔۔۔ ایک جگہ سے پڑھا تھا۔۔۔ایک ہاسٹل میں رہتے تھے۔۔۔اور یہ اتفاق ہی تھا کہ دونوں کو ایک ہی لڑکی سے محبت ہو گئی تھی۔۔۔جو ان کے ربانی ہاؤس کی شہزادی مانی جاتی تھی۔۔۔جو ان دونوں سے

آٹھ سال چھوٹی تھی۔۔ مگر کب ان کے دل میں گھر کر گئی تھی انہیں پتا ہی نہیں چلا تھا۔۔۔۔

وہ دونوں بس یہ جانتے تھے کہ انہیں محبت ہو چکی ہے۔۔۔ مگر وہ اس لڑکی کا نام نہیں جانتے تھے۔۔۔ جب اسفر نے پہل کی تھی یہ انکشاف کرنے میں۔۔۔ جو سن کر غزوان کو اپنا دل رکتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ ایک طرف وہ لڑکی تھی۔۔۔ جس سے وہ بے پناہ محبت کرتا تھا اور دوسری جانب اس کا بھائیوں جیسا دوست۔۔۔۔ غزوان کے لیے وہ لمحہ بہت مشکل تھا۔۔۔ لیکن جب اسے اسفر کی زبانی یہ پتا چلا تھا کہ ہنیم بھی اسفر کو پسند کرتی ہے تو تب غزوان کے لیے یہ

فیصلہ کرنا تھوڑا آسان ہو گیا تھا۔۔۔وہ محبت تو بہت کرتا تھا،ہنیم سے مگر ان دونوں کی خاطر خود سائیڈ پر ہو گیا تھا۔۔۔

ہنیم اسفر سے بہت اچھے سے بات کرتی تھی۔۔اور اس سے بہت زیادہ گریز برتتی تھی۔۔جس کی وجہ صرف یہی تھی کہ وہ غزوان سے محبت کرتی تھی اور اس کے سامنے جانے اور بات کرنے سے گھبراتی تھی۔۔۔جس کو غزوان اور اسفر کچھ اور ہی سمجھے تھے۔۔۔

غزوان جو اپنی محبت سے دستبردار ہو چکا تھا۔۔۔اعظم ربانی کے ہنیم سے نکاح کرنے کا کہنے پر اس نے جان بوجھ کر اتنے سارے اعتراضات اٹھاتے،ہنیم کو رد کر دیا تھا۔۔۔وہ محبت کرتے ہوئے

بھی،ہنیم سے نکاح کرنے کو تیار نہیں تھا کیونکہ وہ ان کے بیچ نہیں آنا چاہتا تھا۔۔۔اعظم ربانی کو اپنے حوالے سے بد ظن کرنے کے لیے اس نے وہ سب بولا تھا۔۔۔وہ یہ نکاح کبھی نہ کرتا۔۔۔ایسے ہی ربانی ہاؤس چھوڑ کر چلا جاتا۔۔۔۔

اگر اس پر ایک بہت بڑا انکشاف نہ ہوتا اس وقت۔۔۔۔

اسی دن غزوان کے سامنے ایک ایسی سچائی آئی تھی کہ وہ غم و غصے کا شکار ہوتے،ہنیم جیسی معصوم لڑکی کو اسفر کے لیے چھوڑنے کو اپنی سب سے بڑی غلطی مانتا اس سے نکاح کر گیا تھا۔۔۔

مگر وہ اس وقت ایسی سچویشن کا شکار تھا کہ ربانی ہاؤس چھوڑنا ہی اسے اس وقت سب سے بہتر فیصلہ لگا تھا۔۔۔

اس کے ہنیم سے نکاح کرنے کا سن کر اسفر پاگل ہو گیا تھا۔۔۔اس نے غزوان سے بہت لڑائی کی تھی۔۔۔دو جگری دوست دشمن میں تبدیل ہو چکے تھے۔۔۔ مگر غزوان کو اس بات کی پرواہ ہی نہیں تھی۔۔۔اسے پرواہ تھی تو اس بات کی کہ بروقت عقل آ جانے کی وجہ سے اس نے ہنیم سے نکاح کر کے اپنی محبت کو بچا لیا تھا۔۔۔وہ ہنیم کے بارے میں سب جانتا تھا۔۔یہ بھی کہ وہ کتنی قابل وکیل بن چکی ہے۔۔۔

ربانی ہاؤس واپس آکر اس نے رخصتی سے انکار اس لیے کیا تھا کہ اسے تب بھی یہی لگتا تھا کہ ہنیم اس رشتے کے لیے تیار نہیں ہے۔۔۔وہ اسفر سے محبت کرتی ہے اور وہ اس کے ساتھ زبردستی کر رہا ہے۔۔۔غزوان اچھے سے جانتا تھا کہ ہنیم کبھی اعظم ربانی اور انو جان کے کسی بھی فیصلے سے انکاری نہیں کرتی تھی۔۔۔

لیکن یہی اس کی بھول تھی وہ یہ نہیں سمجھ پایا تھا کہ وہ دونوں جو کر رہے تھے،ہنیم کہ مرضی اور اس کی خوشی دیکھ کر ہی کر رہے تھے۔۔۔غزوان نے جب واپس آکر دیکھا تھا کہ اسفر،ہنیم کے بہت قریب آنے کی کوشش کر رہا ہے تو اس کی عقل درست کرنے کے

لیے غزوان نے رخصتی کا فیصلہ کر لیا تھا۔۔۔ جس پر اسفر مزید پاگل ہو چکا تھا۔۔۔ پھر بھی وہ غزوان حیدر کا کچھ بگاڑ نہیں پایا تھا۔۔۔۔ مگر اب وہ راحیلہ بائی کے ساتھ مل کر غزوان کے خلاف کیا گھٹیا پلاننگ کر رہا تھا۔۔۔ اس بات سے غزوان بہت اچھے سے واقف تھا۔۔۔

مگر وہ پہلے اپنے دشمنوں کو ان کی سازش کی کامیابی پر خوش ہونے دینا چاہتا تھا۔۔ پھر اس کے بعد انہیں ایسے دبوچنے کا ارادہ رکھتا تھا کہ وہ زندگی بھر سیدھے نہ ہو پائیں۔۔۔

جو بھی تھا آج ہنیم کی کلائی پر اپنا نام دیکھ وہ بہت زیادہ خوش ہوا تھا۔۔۔وہاں اپنے لب رکھتا وہ ہنیم کے اوپر کمبل درست کرتا روم سے نکل گیا تھا۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

ہنیم صبح اٹھی تو غزوان روم میں نہیں تھا۔۔۔ہنیم کو اس بات کا بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ صبح روم سے گیا تھا۔یا رات بھر روم میں آیا ہی نہیں تھا۔۔۔کیونکہ جب وہ رات کو چینج کر کے بیڈ پر آئی تھی تو غزوان روم میں نہیں تھا۔۔۔

ہنیم کو لگ رہا تھا کہ ایک شخص جو پہلے ہی اتنا شرمندہ تھا اسے مزید شرمندہ کر کے ایسی سزا تجویز کرنا غلط تھا۔۔۔وہ خود کہاں اس سے دور رہنا چاہتی تھی۔۔اور ہر گزرتے دن کے ساتھ غزوان حیدر کی محبت اس پر واضح ہوتی چلی جا رہی تھی۔۔۔

وہ خود بھی تو دل و جان سے قربان تھی اس شخص پر۔۔۔۔

اس لیے اسے زرا سی سزا دینا بھی اس کے اپنے دل پر بھاری پڑ رہا تھا۔۔۔ہنیم اٹھی تھی اور جلدی سے شاور لے کر تیار ہوتی روم سے نکل آئی تھی۔۔۔وہ اس وقت ریڈ کلر کے لباس میں ملبوس بہت

پیاری لگ رہی تھی۔۔۔ہاتوں میں پہنے خاندانی کنگن اور ہلکا سا بناؤ سنگھار اس کے حسن کو مزید دو آتشہ کر رہا تھا۔۔۔

"ماشاءاللہ کتنی پیاری لگ رہی ہے میری بچی۔۔۔۔"

اسے دیکھتے ہی انو جان نے بے اختیار اس کی نظر اتاری تھی۔۔۔

جبکہ ہنیم کی نظریں وہاں بیٹھے تمام لوگوں میں غزوان کو تلاش کر رہی تھیں۔۔۔جو وہاں بھی نہیں تھا۔۔۔اس شخص کو سزا دینا اس کے لیے عذاب بن گیا تھا۔۔۔

نجانے کہاں چلا گیا تھا وہ۔۔۔ہنیم یہاں کسی سے اس کے بارے میں پوچھ بھی نہیں سکتی تھی۔۔

ہنیم نے ناشتہ بھی ٹھیک سے نہیں کیا تھا۔۔۔اس کا دل عجیب بوجھل سا ہو رہا تھا۔۔۔ جیسے کچھ غلط ہونے والا ہے۔۔۔ہنیم کتنی بار غزوان کا نمبر ڈائل کر چکی تھی۔۔ مگر وہ کال اٹینڈ ہی نہیں کر رہا تھا۔۔۔

ہنیم کی حالت غیر ہونے لگی تھی۔۔۔

"پیر سائیں باہر کوئی عالیہ نامی لڑکی آئی ہے۔۔۔اس کے پاس ایک پانچ سال کا بچہ بھی ہے۔۔۔وہ آپ سے ملنا چاہتی ہے۔۔۔ کہ رہی ہے بہت ضروری کام ہے۔۔۔ آپ کی کوئی امانت ہے اس کے پاس وہی لوٹانی ہے۔۔۔۔"

وہ سب ڈرائینگ روم میں بیٹھے تھے۔۔جب اعظم ربانی کو یہ اطلاع دی گئی تھی۔۔وہ سب ہی اپنی اپنی جگہ حیران ہوئے تھے۔۔۔ایسی کونسی لڑکی تھی جس نے ان کی امانت لوٹانی تھی۔۔۔

"اسے یہیں بھیج دو۔۔۔"

اعظم ربانی نے پر سوچ انداز میں ملازم کو حکم دیا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ لڑکی جو عمر میں ہنیم کے ہی ہم عمر تھی۔۔۔گود میں بہت ہی پیارا سا بچہ اٹھائے اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔

"کیوں ملنا چاہتی ہیں آپ ہم سے۔۔۔؟؟کونسی امانت لوٹانی ہے آپ کو۔۔۔۔؟؟"

اعظم ربانی نے نارمل لہجے میں پوچھا تھا۔۔ مگر اس کے جواب میں جو کچھ اس لڑکی کی بیان کیا تھا۔۔ وہ ربانی ہاؤس کی دیواریں ہلا گیا تھا۔۔اس نے خود پر بیتی ساری کہانی سنا دی تھی۔۔ جس میں سر فہرست پر غزوان حیدر کا نام نمایاں تھا۔۔ اس نے لفظ بالفظ وہی بولا تھا جو راحیلہ بائی کی جانب سے اسے بولنے کو کہا گیا تھا۔۔

"یہ غزوان حیدر ربانی کا ناجائز بچہ ہے۔۔ میں یہ آپ کے معزز خاندان میں واپس لوٹانے آئی ہوں۔۔۔ اور انصاف چاہتی ہوں آپ سے پیر سائیں۔۔ میں نے سنا ہے آپ اپنے گھر آئے کسی بھی سوالی کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے۔۔ مجھے بھی نہیں لٹائیں گے۔۔"

عالیہ آنسوؤں میں بھیگتی اس بچے کو اعظم ربانی کے قدموں میں ڈال گئی تھی۔۔۔ سب لوگ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔ جبکہ ہنیم کی ٹانگوں میں اتنی سکت نہیں بچی تھی کہ وہ اپنی جگہ سے ہل بھی سکتی۔۔

اس لڑکی نے جتنی بھی رپورٹس اور ثبوت پیش کیے تھے وہ واضح طور پر غزوان کے خلاف تھے۔۔۔ غزوان حیدر ہمیشہ اپنی من مانی کرتا آیا تھا۔۔۔ مگر وہ اس طرح ان کا سر نیچے کرے گا اعظم ربانی کو اندازہ نہیں تھا۔۔۔ انہیں اب سمجھ آرہا تھا کہ غزوان،ہنیم سے شادی کرنے سے انکاری کیوں تھا۔۔۔

جبکہ،منیم اور انو جان یہ بات ماننے سے بالکل انکاری تھیں۔۔۔

"نہیں غزوان ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔میرا بیٹا ایسا نہیں ہے۔۔۔"

زینت بیگم نے صاف انکار کیا تھا۔۔۔

"بھابھی آپ کے بیٹے نے ہی یہ سب کیا ہے۔۔۔اس کا جیتا جاگتا ثبوت اس لڑکی اور اس ناجائز بچے کی صورت آپ کے سامنے کھڑا ہے۔۔۔"

آسیہ بیگم جو غزوان اور،منیم کی شادی پر شدید غصہ تھیں۔۔۔ان کے بیٹے نے ان سے بات کرنا ہی ترک کر رکھی تھی۔۔۔کیونکہ وہ اس کی محبت اسے نہیں دلا پائی تھیں۔۔۔آج بہت اچھا موقع ملا

تھا۔۔۔انہیں غزوان کے خلاف بولنے کا۔۔۔۔۔جسے وہ جانے نہیں دینا چاہتی تھیں۔۔۔۔

اعظم ربانی کے چہرے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کی اس حرکت کی وجہ سے کتنا دکھی تھے۔۔۔۔اس سب میں شک کرنے کی کوئی وجہ بچتی ہی نہیں تھی۔۔۔۔

اسی وقت غزوان کو بلوایا گیا تھا۔۔۔

ہنیم کی سانسیں ہر گزرتے لمحے کے ساتھ تھم رہی تھیں۔۔۔اسے لگ رہا تھا کسی بھی وقت اس کا دل بند ہو جائے گا۔۔۔

اس کی محبت ایسا کوئی بھی گھناؤنا فعل نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ مگر یہ لڑکی کیوں اتنے یقین سے اتنی بڑی بات بول رہی تھی اس کے شوہر کے لیے۔۔

غزوان اعظم ربانی کے ارجنٹ بلانے پر فوراً ربانی ہاؤس آیا تھا۔۔۔ اس نے جیسے ہی وہاں قدم رکھا اس کی پاورفل شخصیت کو دیکھ عالیہ لمحے بھر کو گڑبڑا سی گئی تھی۔۔

مگر اس نے اپنے بچے پر اپنی گرفت مضبوط رکھتے خود کو نارمل کیا تھا۔۔۔ہنیم کی نگاہیں مسلسل اس پر ہی تھیں۔۔۔ وہ ایک وکیل تھی اتنا تو اندازہ لگا ہی چکی تھی کہ کچھ تو گڑبڑ تھی۔۔۔ اس لڑکی کا

بار بار اپنے چہرے پر آئے پسینے کو صاف کرنا۔۔۔کپکپانا، گھبرانا،ہنیم کو مشکوک کر رہا تھا۔۔۔

وہ بس اب غزوان کے ایک انکار کی منتظر تھی۔۔۔جس کے بعد ہی اس کے بے چین دل کو سکون ملنے والا تھا۔۔۔

"جانتے ہو اس لڑکی کو۔۔۔۔۔"

غزوان وہاں کا ماحول اور،ہنیم کی زرد پڑتی رنگت دیکھ فکر مند ہوا تھا۔۔۔اسے شدت سے کسی گڑبڑ کا احساس ہوا تھا۔۔۔

اعظم ربانی کے کہنے پر اس نے مڑ کر عالیہ کی جانب دیکھا تھا۔۔۔جو ایک چھوٹے سے بچے کو اٹھائے کھڑی تھی۔۔۔

اعظم ربانی نے غزوان کی خاموشی پر اگلے ہی لمحے جو انکشاف کیا تھا۔۔وہ سن کر غزوان خاموش ہی رہا تھا۔۔۔

اس کی یہ خاموشی ربانی ہاؤس کے افراد کی سانسیں روک گئی تھی۔۔۔اعظم ربانی نے بھی بے یقینی سے اپنے بیٹے کی جانب دیکھ رہے تھے۔۔۔وہ یہی سمجھ رہے تھے کہ ان کا بیٹا ایسا کبھی نہیں کر سکتا۔۔مگر اس وقت اس کا یوں خاموش رہنا اس کے جرم کا اقرار کر رہا تھا۔۔۔

ہنیم ساکت نگاہوں سے غزوان کی جانب ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔اس نے مڑ کر عالیہ کی جانب بھی دیکھا تھا۔۔۔جو پہلے اتنے رونے

دھونے کے بعد اب غزوان کو دیکھ کر ایک جانب سہمی کھڑی تھی۔۔۔ جیسے اس کی رعب دار شخصیت کے آگے کچھ بول پانے کی ہمت نہ ہو۔۔۔ اسی لمحے وہاں اسفر نے قدم رکھا تھا۔۔۔ آسیہ بیگم نے فوری کال کر کے اپنے بیٹے کو یہ تماشا دیکھنے کے لیے بلایا تھا۔۔۔

جو سب دیکھ اسفر نے چہرے پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔ جو ہنیم کی نگاہوں سے محفوظ نہیں رہ سکی تھی۔۔۔ اسفر کو دیکھ کر عالیہ کا ری ایکشن۔۔۔ ہنیم کے آگے بہت کچھ بیان کر گیا تھا۔۔۔

اس نے غزوان ربانی کی روح سے محبت کی تھی پھر یہ شخص غلط کیسے ہو سکتا تھا۔۔۔اب غزوان جو بھی بولتا،منیم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

"یہ لڑکی سچ کہہ رہی ہے بابا۔۔۔۔"

غزوان نے اپنی اتنا بولا ہی تھا کہ اعظم ربانی نے زناٹے دار تھپڑ اس کے منہ پر مارتے۔۔۔اپنے شدید غصے کا اظہار کیا تھا۔۔۔

"دفع ہو جاؤ یہاں سے تم۔۔۔۔میرا بیٹا اتنا گھٹیا ہو سکتا ہے مجھے اندازہ نہیں تھا۔۔۔۔نکل جاؤ اس گھر سے۔۔۔تمہارا ہم میں سے کسی سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔۔۔"

اعظم ربانی غصے سے دھاڑ رہے تھے۔۔۔جبکہ انو جان مسلسل نفی میں سر ہلاتیں یہ ماننے سے انکاری تھیں۔۔۔ان کا بیٹا ایسا کچھ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

اسفر مسکراتی نگاہوں سے یہ منظر دیکھ رہا تھا۔۔۔اس شخص نے اس سے اس کی محبت چھینی تھی۔۔۔اور اس نے غزوان حیدر سے اسکا سب کچھ چھین لیا تھا۔۔۔

غزوان بنا کچھ بولے وہاں سے جانے کے لیے پلٹا تھا۔۔۔انو جان کو خوف محسوس ہوا تھا۔۔۔وہ غزوان کو اس طرح اکیلے نہیں جانے دینا چاہتی تھیں۔۔۔انہوں نے مڑ کر ہنیم کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

Don't Copy Paste and Share Without My Permission

مگر ہنیم اس سے پہلے ہی غزوان کی جانب بڑھی تھی۔۔۔غزوان نے حیرت اور بے یقینی کے ساتھ اسکی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"تایا جان مجھے غزوان پر پورا بھروسہ وہ ایسا کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔وہ جہاں جائیں گے میں ان کے ساتھ جاؤں گی۔۔۔سب گھر والوں کے سامنے غزوان کا ہاتھ تھامے بولتی وہ غزوان کو بھی شاک میں مبتلا کر گئی تھی۔۔۔اسے یقین نہیں آیا تھا یہ لڑکی اس کے لیے ایسے سٹینڈ لے گی۔۔۔۔

غزوان کے دل میں جیسے سکون سا اتر گیا تھا۔۔۔

To Read My Novels Plzz Contact on My Facebook Page "Farwa Khalid Novels".

Also,Subscribe My Youtube Channel "Farwa Khalid Novels".

"ہنیم اس نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔۔۔۔ جس کی سزا ملے گی اسے۔۔۔اس کے خلاف عدالت میں کیس کر دیا گیا ہے۔۔۔۔ تمہارا اس کے ساتھ رہنا ٹھیک نہیں ہے۔۔۔۔"

اعظم ربانی نے اسے روکنا چاہا تھا۔۔۔۔ دوسری جانب اسفر کا دل چاہا تھا غزوان کو یہی ختم کر دے۔۔۔ نجانے اس نے ہنیم پر کیا جادو کر دیا تھا کہ وہ اس پر اتنا اندھا یقین رکھتی تھی۔۔۔ جب وہ اپنے منہ سے اپنے جرم کا اقرار کر رہا تھا تو اسے ماننے کے بجائے۔۔۔۔ اسے ہی جھٹلا رہی تھی۔۔۔۔

انو جان،منیم کو اس طرح غزوان کے ساتھ کھڑے ہوتے دیکھ مسکرادی تھیں۔۔۔ان دونوں کی ایک دوسرے کے لیے یہ بے پناہ محبت دیکھ وہ پر سکون ہو چکی تھیں۔۔۔اب ان کے بچوں کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا۔۔۔

"میں کیس لڑوں گی تایا جان۔۔۔اور اسے جھوٹا ثابت کر کے دکھاؤں گی۔۔۔وعدہ ہے میرا آپ سے۔۔۔ آپ بھی اچھے سے جانتے ہیں غزوان ایسا نہیں کر سکتے۔۔۔یہ کس ریزن سے اس بات کو نہیں جھٹلا رہے میں نہیں جانتی۔۔۔ مگر نہ تو یہ لڑکی سچ بول

رہی ہے۔۔۔اور نہ ہی اس بچے کا غزوان سے کوئی تعلق

ہے۔۔۔۔"

ہنیم پورے یقین سے بول رہی تھی اور غزوان یک ٹک اسے تکے

گیا تھا۔۔۔وہ بھول چکا تھا کہ وہ وہاں کہاں کھڑا ہے۔۔۔اس

کے ارد گرد کتنے لوگ موجود ہیں وہ تو بس دیوانگی بھری نگاہوں

سے،ہنیم کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

"ہنیم کیوں اپنی لائف اور کیریئر خراب کر رہی ہو اس انسان کو

ساتھ دے کر۔۔۔جو واقعی مجرم ہے۔۔۔"

اسفر خود کو بولنے سے روک نہیں پایا تھا۔۔ غزوان اب بھی کچھ نہیں بولا تھا۔۔ وہ آج اپنی بیوی کا یہ نیا اور انتہائی خوبصورت روپ دیکھنا چاہتا تھا۔۔ کیسے وہ سب کے سامنے اس کا ہاتھ تھامے اس کا دفاع کر رہی تھی۔۔

"مجھے اپنے ہز بینڈ پر خود سے زیادہ بھروسہ ہے۔۔ وہ ایسا کچھ نہیں کر سکتے۔۔ ابھی ان پر صرف الزام لگا ہے۔۔ وہ ثابت نہیں ہوا۔۔ آپ انہیں مجرم نہیں کہہ سکتے۔۔۔"

ہنیم نے اسی وقت اسفر کو منہ توڑ جواب دیتے وہیں خاموش کروا دیا تھا۔۔۔

اتنی سیریس سچویشن میں بھی غزوان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔جو اسفر کو جلا کر راکھ کر گئی تھی۔۔۔وہ ان لوگوں کو دور کرنے کی جتنی بھی کوشش کر رہا تھا وہ اتنے زیادہ ایک دوسرے کے قریب آرہے تھے۔۔۔غزوان،منیم کا ہاتھ تھامے اسے لے کر وہاں سے نکل آیا تھا۔۔۔

ان دونوں کے بیچ کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔۔۔دونوں ہی اپنی جگہ بالکل خاموش تھے۔۔۔

غزوان اسے لے کر کہاں جا رہا تھا،منیم نہیں جانتی تھی۔۔۔وہ بس اس بات کے لیے پر سکون تھی کہ غزوان اس کے ساتھ تھا۔۔۔

اس نے ہر شے سے اوپر اپنی محبت کو چنا تھا۔۔۔اس سے بڑھ کر کسی شے کا سکون نہیں تھا اسے۔۔۔

مگر وہ غزوان پر شدید غصہ بھی تھی۔۔۔جس نے اپنی صفائی میں کچھ بولا ہی نہیں تھا۔۔۔نہ اس نے،ہنیم کو اس حوالے سے کچھ کلیئر کیا تھا۔۔

وہ اس سے بات نہیں کر رہی تھی۔۔۔جواب میں غزوان نے بھی کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔جو بات،ہنیم کو مزید غصہ دلا رہی تھی۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

عالیہ کو آگے کر کے راحیلہ بائی نے غزوان کو برباد کرنے اور کا

کیریئر خراب کرنے کے لیے اس پر مقدمہ کر دیا تھا۔۔عالیہ

پوری طرح سے راحیلہ بائی کے قبضے میں تھی۔۔۔اسفر بھی ہر

طرح سے راحیلہ بائی کا ساتھ دے رہا تھا۔۔وہ اب کسی بھی قیمت

پر غزوان کو پھنسانا چاہتا تھا۔۔

عالیہ کے ساتھ زندگی اب تک بہت برا کر چکی تھی۔۔مگر وہ کسی

اور کے ساتھ برا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔اس لیے وہ پوری کوشش

کر رہی تھی کہ اسے کسی طرح موقع ملے اور وہ غزوان اور ہنیم کو

ساری سچائی بتا دے۔۔۔اسے اپنے بیٹے کو بھی ان ظالموں سے

محفوظ رکھنا تھا۔۔۔راحیلہ بائی نے اسے صاف دھمکی دی تھی کہ اگر اس نے ان کی مرضی کے مطابق گواہی نہ دی تو وہ اس کے بچے کو مار کر اسے ساری زندگی کے لیے اپنے کوٹھے پر لے آئے گی۔۔۔

ہنیم غزوان کے شہر والے گھر میں تھی۔۔۔دونوں کے بیچ بہت ہی نارمل بات چیت چل رہی تھی۔۔۔غزوان اس سے بہت زیادہ گریز برت رہا تھا۔۔۔جو بات ہنیم کو کسی صورت گوارہ نہیں ہو رہی تھی۔۔۔وہ اچھے سے سمجھ رہی تھی کہ غزوان کے اس گریز کی وجہ وہ کانٹریکٹ ہی ہے۔۔۔جسے وہ کب سے پھاڑ کر ربانی ہاؤس کے ڈسٹ بن میں پھینک آئی تھی۔۔۔

وہ اسے دل سے معاف کر چکی تھی۔۔۔اس سے پہلے کہ ان میں مزید غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی۔۔۔ہنیم اپنے درمیان تعلقات ٹھیک کرنا چاہتی تھی۔۔۔

غزوان پر کیا جانے والا مقدمہ بڑی بڑی شخصیات کو حیران کر کے رکھ گئی تھی۔۔۔انہیں یقین ہی نہیں آیا تھا کہ غزوان جیسے بندے پر ایسا الزام لگانے کی جرأت کس نے کی تھی۔۔۔بڑے سے بڑا ایڈوکیٹ اس کا کیس لڑنے کو تیار تھا۔۔۔مگر غزوان نے اپنا کیس اپنی بیوی کو دیا تھا۔۔۔۔

سب جانتے تھے کہ ہنیم بہت زیادہ قابل تھی۔۔۔ مگر اس کے مخالف جو وکیل کھڑا تھا وہ بھی انتہائی شاطر تھا۔۔۔ ٹاپ کے وکیلز میں غزوان کے بعد دوسرا نمبر اسی کا آتا تھا۔۔۔

مگر غزوان کو پھر بھی ہنیم پر بہت زیادہ یقین تھا۔۔۔ اس نے اپنا کیس ہنیم کو ہی دیا تھا۔۔۔ جو اب دل و جان سے اس کیس پر کام کر رہی تھی۔۔۔ بہت سٹرانگ پوائنٹس اکٹھے کر چکی تھی وہ۔۔۔ اب اسے بس عالیہ کی گواہی کی ضرورت تھی۔۔۔ جس تک پہنچنا اور اس سے سچ اگلوانا اس وقت بہت ہی زیادہ مشکل کام تھا۔۔۔ جس میں غزوان اور اشہب اس کی مدد کرنے والے تھے۔۔۔

ہنیم اب کافی حد تک ریلیکس تھی۔۔۔اسے یقین تھا کہ وہ یہ کیس جیت جائے گی۔۔۔بس اب اسے اپنے سر پھرے شوہر سے اگلوانا تھا کہ آخر اس نے گھر میں سب کے سامنے انکار کیوں نہیں کیا تھا۔۔۔

غزوان کچھ دیر پہلے واپس لوٹا تھا۔۔۔وہ جب بھی آتا تھا اسے ملازمین کی جانب سے ہی چائے وغیرہ پیش کی جاتی تھی۔۔۔مگر آج معاملہ اس سے کافی مختلف تھا۔۔۔

وہ ابھی صوفے پر آکر بیٹھتا اپنا کوٹ اتار رہا تھا۔۔۔جب ہنیم نے اس کی جانب چائے کا کپ بڑھایا تھا۔۔۔

جبکہ غزوان تو اس کی جانب اٹھتی اپنی نگاہیں واپس پلٹنا بھول گیا تھا۔۔وہ اس وقت سرخ رنگ کے انتہائی خوبصورت سے کام دار لباس میں دوپٹہ ایک جانب کندھے پر ڈالے اپنے دلکش نازک سراپے کے ساتھ اس کے سامنے کھڑی غزوان حیدر کے ہوش اڑا گئی تھی۔۔۔آنکھوں میں کاجل اور ہونٹوں پر پنک لپسٹک سجائے وہ اس کی پسند کے مطابق سجی سنوری پوری طرح سے اس کے دل میں اتر رہی تھی۔۔۔

وہ یک ٹک سا اسے تکے گیا تھا۔۔۔اس کے کپ تھامنے پر وہ اس کی نگاہوں سے گھبراتی کپ ٹیبل پر رکھتی وہاں سے جانے کے لیے

پلٹی تھی۔۔۔جب غزوان کی نظر اس کی نازک سے کمر پر جھولتی سیاہ چٹیا پر پڑی تھی۔۔۔وہ اپنا دل تھام کر رہ گیا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ ہنیم دور جا پاتی اسے اپنے دوپٹہ غزوان کی گرفت میں مقید ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

اس نے بنا پلٹے اپنے دوپٹے کو مضبوطی سے تھامے رکھا تھا۔۔۔۔

جب غزوان کے اگلے زوردار جھٹکے پر وہ اس کی جانب کھینچی چلی گئی تھی۔۔۔۔

"آپ کو کوئی حق نہیں ہے میرے ساتھ ایسی حرکت کرنے کا۔۔۔۔"

ہنیم اس کے قریب صوفے پر آن گری تھی۔۔۔جبکہ اس کا سر غزوان کے کندھے سے آن ٹکرایا تھا۔۔۔

"اگر میں اس وقت اپنے حقوق کی تفصیل بتانے لگ جاؤں ناوکیل صاحبہ تو یہ رات بیت جانی ہے۔۔۔ آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ آپ اس انسان کو اپنی حقوق سے محروم کیے بیٹھی ہیں۔۔۔جو دنیا میں انصاف دلانے کے لیے مشہور ہے۔۔۔"

اس کی کمر میں بازو حمائل کر کے اسے اپنے سے قریب تر کرتا وہ آج پوری طرح سے درمیانی فاصلہ سمیٹ گیا تھا۔۔۔ہنیم نے اس کے شکوے پر لرزتی پلکیں اٹھا کر اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"حق سے میں نے نہیں آپ نے محروم کیا ہے۔۔۔ بھول رہے ہیں آپ۔۔۔۔"

اس کا گریبان دونوں مٹھیوں میں دبوچے وہ اسے اس کا ستم یاد کروا گئی تھی۔۔۔

"میں اس غلطی کی زندگی بھر معافی مانگ سکتا ہوں۔۔۔۔اس بات کا پچھتاوا کبھی میرے دل سے نہیں جا پائے گا۔۔۔"

غزوان کے چہرے پر ندامت کا احساس نمایاں تھا۔۔۔

"میں اس کی وجہ جاننا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔"

ہنیم اس کے سینے پر اپنی دونوں ہتھیلیاں جماتی اسے خود سے دور ہٹ گئی تھی۔۔۔وہ اسے دل سے معاف کر چکی تھی۔۔۔ مگر ایک چبھن تھی جو ابھی بھی دل میں باقی تھی۔۔۔ آخر کیا وجہ تھی کہ وہ اسے اس بے دردی سے ٹھکرا کر گیا تھا۔۔۔

وہ دن یاد کرتے آج بھی ہنیم کی آنکھیں آنسو سے نم ہوئی تھیں۔۔۔جو غزوان نہیں دیکھ پایا تھا۔۔۔

وہ اسے دونوں بازوؤں سے تھامتا اپنی گود میں لیتا اس کے گرد اپنی بانہوں کا حصار قائم کرتے اسے اپنے سینے سے لگا گیا تھا۔۔۔

وہ جانتا تھا کہ یہ سچائی جان کر،ہنیم بہت ہرٹ ہو گی۔۔۔۔ مگر وہ اب اس لڑکی سے مزید دوری برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔اس لیے اسے سب کچھ بتانے کا فیصلہ کر گیا تھا۔۔۔۔

"تمہیں ٹھکرانے کی وجہ کبھی محبت نہیں تھی۔۔۔میرا دل تو تم سے اس وقت سے محبت کرتا آرہا ہے۔۔۔جب تم محبت کے معنوں سے بھی انجان تھی۔۔۔تم ہمیشہ میرے دل کی اولین چاہت رہی ہو۔۔۔"

غزوان نے بات کی آغاز میں ہی،ہنیم کی سانسیں روک دی تھیں۔۔۔۔وہ اس کے سینے سے سر اٹھائے حیرت و بے یقینی سے

اس کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔۔اگر وہ اس سے اتنی محبت کرتا تھا تو پھر اس کے ساتھ وہ سب کیوں کیا تھا۔۔۔۔۔

لیکن جیسے ہی غزوان نے اسے سچائی بتانا شروع کی،ہنیم کی آنکھوں سے بہتے آنسوؤں میں مزید شدت آنے لگی تھی۔۔۔۔وہ اس کے سینے پر ہتھیلی رکھے اس کے بے انتہا قریب بیٹھی بے یقینی سے اس کا ایک ایک لفظ سن رہی تھی۔۔۔۔وہ اس کی خوشی کی خاطر اس سے دور رہا تھا۔۔۔

غزوان حیدر ربانی کی غیرت کو یہ بات گوارہ ہی نہیں تھی۔۔۔ کہ اس کی محبت کسی اور کو چاہے۔۔۔۔اس کی بیوی کے دل میں کوئی اور مرد بستا ہو۔۔۔۔

اس شخص کی یہی اکڑ اور بدگمانی اتنا عرصہ اس کے ساتھ ساتھ، ہنیم کے لیے بھی اذیت کا باعث بنی رہی تھی۔۔

"میرے دل میں آپ کے علاوہ۔۔۔۔۔"

ہنیم نے ساری سچائی جان کر بہتی آنکھوں سے اسے وضاحت دینی چاہی تھی۔۔۔ مگر غزوان اس کے ہونٹوں پر اپنی ہتھیلی جماتا اسے کسی قسم کی بھی وضاحت دینے سے روک گیا تھا۔۔۔

"میں جان گیا ہوں۔۔۔ تم سے محبت کی شدت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ میرا دل اس بات کو بھی خاطر میں نہ لاتے تمہیں اپنا بنانے پر تیار ہو گیا تھا۔۔۔میں اتنا وقت صرف تمہاری خوشی کی خاطر تم سے دور رہا۔۔۔ لیکن اسفر کی کی جانے والی اس گھٹیا حرکت کے بعد میں نے ہر بات فراموش کر دی۔۔۔۔"

غزوان کی جانب سے سنی گئی سچائی سے،ہنیم کے اندر روشنیاں سی بکھر گئی تھیں۔ غزوان نے کچھ نہیں کیا تھا۔۔۔وہ صرف حسینہ بائی کو اپنی سازش میں پھنسانے کے لیے اعظم ربانی کے سامنے کچھ

نہیں بولا تھا۔۔وہ اور اشہب راحیلہ بائی کے ساتھ ساتھ اسفر کو بھی

سب کے سامنے بے نقاب کرنا چاہتے تھے۔۔۔۔

غزوان کی محبت کی شدت اس کی محبت سے بھی کہیں زیادہ تھی،ہنیم

اس بات پر یقین کرتی روتے ہوئے ہنس دی تھی۔۔۔۔جبکہ

غزوان یہ حسین منظر دیکھتا مبہوت ہوا تھا۔۔۔۔

ہنیم اس کے سینے سے لگتی اپنے آنسوؤں کو نہیں روک پائی

تھی۔۔۔

"میں جانتی تھی آپ مجرم نہیں ہیں۔۔۔مجھے اسفر پر شک گزرا تھا۔۔۔اب ہم یہ کیس جیت جائیں گے۔۔۔ مگر وہ لڑکی۔۔۔اس تک رسائی کیسے ملے گی ہمیں۔۔۔"

ہنیم اس کے سینے سے چہرا اٹھاتی فکر مندی سے بولی تھی۔۔۔ مگر غزوان حیدر کے چہرے کے تاثرات اس سے بالکل الٹ تھے۔۔۔

"تمہارے شوہر نے تم سے محبت کا اظہار کیا ہے۔۔اس کا جواب دینے کے بجائے تم اس کیس کو بیچ میں لے آئی ہو۔۔۔"

غزوان نے اسے مصنوعی گھوری سے نوازتے ٹوکا تھا۔۔۔اور ایک بھرپور نگاہ اس کے مہکتے سراپے پر ڈالتا اسے خود میں سمٹنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔وہ فوراً سے اس کا حصار توڑتی دور ہوئی تھی۔۔۔

"ہنیم۔۔۔۔"

غزوان نے اسے اب بھی دور جاتے دیکھ خفگی سے پکارا تھا۔۔۔

مگر وہ اس کی بات ان سنی کرتی روم کی جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔۔

"کیا کروں اس لڑکی کا۔۔۔ویسے تمہیں یہی لڑکی قابو کر سکتی ہے غزوان حیدر۔۔۔۔"

وہ اپنی ہی کیفیت پر ہنستا روم کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔جہاں وہ گئی تھی۔۔۔

یہ چھوٹی سی لڑکی اسے بہت بری طرح تڑپا رہی تھی۔۔۔۔مگر آج وہ اسے بالکل بھی بخشنے کے موڈ میں نہیں تھا۔۔۔چاہے وہ ایک کے بجائے دس کانٹریکٹ ہی کیوں نہ اٹھالاتی آج۔۔۔۔

غزوان روم میں داخل ہوا تھا۔۔۔

جب وہ بیڈ سے کمبل اٹھاتی صوفے کی جانب جاتی دکھائی دی تھی۔۔۔

اس کے لبوں پر مسکراہٹ کھیل گئی تھی۔۔۔۔یہ لڑکی اس سے دور رہ کر خود بھی بے چین تھی۔۔۔۔وہ اس کی خفگی کا یہ دلفریب انداز دیکھ کھل کر مسکرادیا تھا۔۔۔۔

"میرے قریب آکر اپنے سائن کیے گئے کانٹریکٹ کی خلاف ورزی مت کیجیے گا ورنہ میں آپ پر ایک اور کیس ڈال دوں گی۔۔۔۔

ویسے بھی جب اپنی بدگمانی میں اتنا وقت مجھ سے دور رہے ہیں۔۔۔ تو اب مزید دور رہنے سے کیا فرق پڑے گا آپ کو۔۔۔۔"

ہنیم اسے وارن کرتی صوفے پر آن لیٹتی خود کو کمبل سے پوری طرح ڈھانپ گئی تھی۔۔۔۔غزوان خاموش کھڑا اس کا یہ ستم دیکھ رہا تھا۔۔۔

جو اس کے لیے سجی سنوری اب اسے ہی ہری جھنڈی دکھا گئی تھی۔۔۔

لیکن آج غزوان حیدر اسے بخشنے کے موڈ میں بالکل بھی نہیں تھا۔۔۔

غزوان آگے بڑھا تھا۔۔۔اور ہنیم کے اوپر سے کمبل کھینچ گیا تھا۔۔۔

ہنیم گھبرا کر اٹھ بیٹھی تھی۔۔۔اس نے ہمیشہ اس شخص کا سنجیدہ اور روڈ انداز ہی دیکھا تھا۔۔۔ان وار فتگی بھری نگاہوں کا سامنا کرنا اس کے لیے آج مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

"ایڈووکیٹ غزوان حیدر کا کیسز سے ڈر نہیں لگتا۔۔۔ کہاں ہے تمہارے وہ پیپرز۔۔۔۔"

غزوان اس کی کلائی تھام کر اسے اپنے مقابل کرتے بولا تھا۔۔۔

جبکہ ہنیم کو ربانی ہاؤس کے ڈسٹ بن میں پڑے وہ پیپرز یاد آئے تھے۔۔۔۔ جس پر اس کی گھنیری پلکوں کی لڑکھڑاہٹ غزوان کو بہت کچھ سمجھا گئی تھی۔۔۔۔

وہ اس کی کمر میں بازو حمائل کرتا سے اپنے سے مزید قریب کر گیا تھا۔۔۔

اس کی نگاہیں،ہنیم کے لال انگارہ ہوتے چہرے پر تھیں۔۔ جو اس کے کہے کے مطابق آج لال جوڑا پہن کر تیار ہوئی۔۔۔ اپنے وجود کی تمام تر رعنائیوں سمیت اس کے دل میں اتر رہی تھی۔۔۔

"تمہاری شرائط کے ساتھ ساتھ میری بھی ایک شرط تھی۔۔۔"

اس کے ہاتھ کی انگلیوں میں اپنی انگلیوں پھنساتا وہ اس کے چہرے کو محسوس کرتے مخمور لہجے میں بولا تھا۔۔۔ جبکہ،ہنیم کو لگ رہا تھا کہ

جیسے اس کے دل کو آج کچھ ہو جائے گا۔۔۔وہ اتنی شدت سے

دھڑک رہا تھا کہ جیسے آج ہر حد پار کر جائے گا۔۔۔۔

جبکہ غزوان کی گرم بوجھل سانسیں اس کا چہرا جھلسا رہی تھیں۔۔

"جی۔۔۔۔"

ہنیم سے بولنا محال ہوا تھا۔۔

"کیا اب بھی تمہارے قریب آنے پر مجھ پے کیس عائد ہو سکتا

ہے۔۔۔۔"

غزوان نے ہاتھ بڑھا کر اس کے بالوں کی چٹیا کھول دی تھی۔۔۔

اس کے ایک ایک بل کو اپنے ہاتھوں سے کھولتے وہ اس کے بالوں کی نرماہٹوں کو محسوس کرتا بہک رہا تھا۔۔۔

"وہ پیپرز نہیں ہیں میرے پاس۔۔۔۔"

ہنیم نے لب کشائی کی تھی۔۔۔اس کے کپکپاتے لہجے پر غزوان کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کانٹریکٹ پیپرز ضائع کر دیئے گئے ہیں۔۔۔۔اس کی سزا ختم کر دی گئی ہے۔۔۔

لیکن وہ یہ بات،ہنیم کے لبوں سے سننے کا خواہشمند تھا۔۔۔

"تو کہاں ہیں۔۔۔۔؟؟؟"

غزوان اسے اپنی بانہوں میں بھرتا اس کے بالوں میں اپنا چہرا چھپا گیا تھا۔۔۔ہنیم کے وجود سے اٹھتی خوشبو اسے پاگل کر رہی تھی۔

"میں نہیں جانتی۔۔۔۔"

ہنیم کی دھڑکنیں اسے پاگل کر رہی تھیں۔۔۔۔۔اس کا پورا وجود غزوان کی بانہوں میں لرز رہا تھا۔اس شخص کی مسحور کن مہک اس کے اعصاب کو جکڑ گئی تھی۔۔۔

"مگر میں جانتا ہوں۔۔۔اور یہ بھی جانتا ہوں کہ آج غزوان حیدر اپنی اس معصوم سی ایڈوکیٹ سے اپنی ایک ایک تڑپ کا حساب لینے

والا ہے۔۔۔ جس نے اتنے وقت سے اپنی محبت میں پاگل کر رکھا ہے۔۔۔ مگر اب تک ہاتھ نہیں آرہی تھی۔۔۔"

اس کے ماتھے پر اپنے لب رکھتے وہ محبت سے چور لہجے میں بولا تھا۔۔۔ جبکہ ہنیم کی سانسیں ہر گزرتے لمحے کے ساتھ تیز ہو رہی تھیں۔۔۔ رہی سہی کسر غزوان کے بے باک جملوں نے پوری کر دی تھی۔۔۔

ہنیم اپنے لبوں سے اس کی سزا ختم ہونے کا اقرار نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ مگر غزوان کو دیکھ کر لگ رہا تھا کہ اسے ایسے کسی بھی اقرار

کی ضرورت ہی نہیں ہے۔۔۔۔اس کی قربت پر بوجھل ہوتی ہنیم کی سانسیں اس کے آگے ہر بات کا اقرار کر رہی تھی۔۔۔۔

وہ جھکا تھا اور ہنیم کو اپنی باہوں میں اٹھائے بیڈ کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔وہ آج دونوں کے بیچ آئی ہر بدگمانی اور دوریوں کی دیوار توڑنے کا بھرپور ارادہ رکھتا تھا۔۔۔جس کے آگے ہنیم بھی آج اسے نہیں روک پانے والی تھی۔۔۔اور نہ ہی وہ ایسا کچھ چاہتی تھی۔۔۔۔

اس کے دل میں آج تک صرف ایک ہی انسان سے رسائی حاصل کی تھی۔۔۔جسے وہ بے پناہ محبت کرتی تھی۔۔۔اور آج وہ اس کی

بانہوں میں مہکتی اپنے آپ کو پوری طرح سے اس کے حوالے کر گئی تھی۔۔ جبکہ اس کی اس ادا پر اس مسکراتے غزوان اس کے کلائی سے آج اس سیاہ پٹی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کھولتا وہاں لکھے اپنے نام پر اپنی تپیش زدہ سانسیں بکھیر گیا تھا۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

سوہائے کو مسلسل اشہب نے حوالے سے دھمکیاں مل رہی تھیں۔۔۔ مگر اشہب نے اسے ان باتوں کو سیریس نہیں لینے دیا تھا۔۔۔ وہ اور غزوان اپنے سورسز استعمال کرتے عالیہ اور اس

کے بچے کو راحیلہ بائی کے چنگل سے نکالنے میں کامیاب ہو چکے تھے۔۔۔

جس نے بعد راحیلہ بائی کی ہوتے پیر بالکل پھول چکے تھے۔۔وہ بہت بری طرح پھنس سکتی تھی۔۔۔اس لیے اب وہ اپنی سطح سے مزید گرتے اعظم ربانی کو ایک بہت بڑا دھچکہ دینے والی تھی۔۔۔۔ وہ ربانی خاندان جو ٹوٹتا بکھرتا دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔۔جس کے لیے اسے ربانی ہاؤس کا ایک بہت اہم ستون توڑنا بہت ضروری تھا۔۔۔

اب وہی کرنے جارہی تھی وہ۔۔۔۔

"اپنے لاڈلے بھتیجے کا جنازہ اٹھانے کے لیے خود کو تیار کر لو اعظم ربانی۔۔۔ویسے تمہارے لیے یہ پہلی بار تھوڑی ہو گا۔۔ تم تو اس سے پہلے بھی اپنے جوان بھائی کا جنازہ اٹھا چکے ہو۔۔۔ اتنے بڑی شخصیت مگر سمجھداری نام کو نہیں ہے۔۔ تم چاہتے تو اپنے بھتیجے کو بچا سکتے تھے۔۔۔ مگر شاید تم خود ہی اس کے مرنے کے خواہشمند ہو۔۔۔ تو پھر آج تمہاری یہ خواہش بھی میں پوری کر ہی دوں گی۔۔۔ اگر تمہارا بیٹا اس کے بعد بھی باز نہ آیا تو اگلا نمبر اسی کا ہو گا۔۔۔"

Don't Copy Paste and Share Without My Permission

راحیلہ بائی اپنی بات کہتی کال کاٹ گئی تھی۔۔۔جبکہ اعظم ربانی اور ان کے برابر بیٹھی انو جان بھی اس عورت کی ساری باتیں سنتی اپنا دل تھام کر رہ گئی تھیں۔۔۔

"یہ عورت کیا کرنے والی ہے میرے بچوں کے ساتھ۔۔۔کیوں نہیں پیچھا چھوڑ رہی ہمارا۔۔۔پیر سائیں اشہب کو کال کریں۔۔۔ اسے کہیں وہ گھر سے نہ نکلے۔۔۔۔"

انو جان ایک دم سے گھبرا گئی تھیں۔۔۔انہیں اپنا دل بیٹھتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔پہلے یہ عورت غزوان کو ان سے دور کر چکی تھی۔۔۔اور اب اشہب کے ساتھ غلط کرنے والی تھی۔۔۔

اعظم ربانی بھی گھبرا گئے تھے۔۔۔اس عورت کی آج تک انہیں جو دھمکی دی تھی۔۔۔وہ کیا بھی تھا پھر۔۔۔۔

یہی سوچ کر ہی ان کا دل بیٹھا جارہا تھا۔۔۔اشہب کو کچھ نہیں ہوسکتا تھا۔۔۔وہ اس انہونی سے آگے کچھ سوچ ہی نہیں پارہے تھے۔۔۔۔

وہ اشہب کو کئی بار کال ملا چکے تھے مگر اس کا نمبر بند آرہا تھا۔۔۔

انہوں نے جلدی سے سوہائے کو کال ملائی تھی۔۔۔

جو کچھ توقف کے بعد اس نے پک کرلی تھی۔۔۔

"سوہائے اشہب کہاں ہے۔۔۔اسے گھر سے باہر مت جانے دینا۔۔۔وہ جو بھی کہے اسے بس روک لینا۔۔۔میں تمہارے پاس پہنچ رہا ہوں۔۔۔"

اعظم ربانی سوہائے کو ہدایت کرتے تیزی سے باہر نکلے تھے۔۔۔ انو جان بھی ان کے ساتھ ہی تھیں۔۔۔

"کک کیا ہوا تایا جان۔۔۔سب ٹھیک ہے۔۔؟؟ آپ ایسا کیوں بول رہے ہیں۔۔۔اشہب تو آدھا گھنٹہ پہلے گھر سے نکل گئے تھے۔۔۔"

سوہائے بمشکل بول پائی تھی۔۔۔اعظم ربانی کی گھبرائی آواز اس کا دل بند کر گئی تھی۔۔۔وہ اشہب کے بارے میں ایسا کیوں بول رہے تھے۔۔۔

سوہائے کی بات سن کر اعظم ربانی کے قدم اپنی جگہ ساکت ہوئے تھے۔۔۔

انہوں نے سختی سے آنکھیں میچ لی تھیں۔۔۔

"تایا جان آپ ایسا کیوں بول رہے ہیں۔۔۔سب ٹھیک ہے نا۔۔۔؟؟"

سوہائے اپنے دل میں کوئی بھی غلط خیال نہیں لانا چاہتی تھی۔۔۔۔

مگر اعظم ربانی کی خاموشی اسے خوفزدہ کر رہی تھی۔۔۔

"بیٹا آپ اپنا خیال رکھو۔۔۔۔اور دعا کرو سب ٹھیک ہو۔۔۔

میرے اشہب کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔۔ہم آپ کے پاس پہنچ

رہے ہیں۔۔۔۔"

اعظم ربانی کو خود کچھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔۔وہ

دونوں فوری طور پر شہر کے لیے نکل آئے تھے۔۔۔

جبکہ سوہائے اعظم ربانی کے الفاظ پر اپنی جگہ پتھر کی بنی کھڑی

تھی۔۔۔

"نن نہیں اشہب کو کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔ تایا جان ایسا کیوں بول رہے تھے۔۔۔"

سوہائے کو وہ سب دھمکیاں یاد آئی تھیں۔۔۔ جو اسے اشہب کے حوالے سے دی گئی تھیں۔۔۔ مگر اس سب کے باوجود وہ اشہب کے ساتھ رہی تھی۔۔۔ کیونکہ اشہب نے اسے ان دھمکیوں کو سیریس نہیں لینے دیا تھا۔۔۔

"اشہب کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔۔۔"

سوہائے نے اشہب کو کال ملائی تھی۔۔۔ مگر اس کا نمبر بند جا رہا تھا۔۔۔ جس کے ساتھ ہی سوہائے کو اپنی سانسیں رکتی محسوس ہونے لگی تھیں۔۔

وہ بار بار نمبر ٹرائے کر رہی تھی۔۔۔ جب ایک بار اس کی کال اٹھا لی گئی تھی۔۔۔۔

"سوہائے۔۔۔۔۔"

اس کی آواز سنتے ہی سوہائے کی جان میں جان آئی تھی۔۔۔

"اشہب آپ جہاں پر بھی ہیں۔۔۔ فوراً گھر واپس آئیں۔۔۔ پلیز اشہب واپس آئیں۔۔۔"

سوہائے روتے ہوئے بولی تھی۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ اسے کوئی جواب دیتا سپیکر سے آتی فائرنگ کی آواز سوہائے کی سانسیں روک گئی تھی۔۔۔

"اشہب۔۔۔۔۔"

وہ چلائی تھی۔۔۔ مگر دوسری جانب سے فائرنگ اتنی زوردار تھی کہ کچھ بھی اور سنائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔اور پھر چند سیکنڈز بعد ہی کال کٹ گئی تھی۔۔۔

سوہائے اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پائی تھی۔۔۔۔وہ پتھرائی نگاہوں سے موبائل سکرین کی جانب دیکھ رہی تھی۔۔۔۔جہاں سے کچھ دیر پہلے اشہب نے اسے پکارا تھا۔۔۔۔

سوہائے کو سینے میں سانسیں گھٹتی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔

یہ خیال ہی اس کے لیے جان لیوا تھا کہ اشہب کو کچھ ہو سکتا تھا۔۔۔

لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ کچھ ہی دیر میں یہ خیال حقیقت بن کر اس کے سامنے آن کھڑا ہو گا۔۔۔۔

اشہب کی گاڑی پر بہت بھاری مقدار میں فائرنگ کی گئی تھی۔۔۔

جس کی وجہ سے اس کی گاڑی پوری طرح سے جھلس چکی تھی۔۔۔

گاڑی میں سے اشہب کی جھلسی ہوئی ڈیڈ باڈی ملی تھی۔۔۔۔جو شناخت کرنے پر اشہب کی ہی تصدیق کر رہی تھی۔۔۔۔

یہ خبر ربانی خاندان پر قیامت بن کر ٹوٹی تھی۔۔۔۔سوہائے کو بالکل کسی بات کا ہوش ہی نہیں رہا تھا۔۔وہ گہرے صدمے میں جا چکی تھی۔۔۔باقی سب بھی شدید دکھ میں ڈوبے ہوئے تھے۔۔۔ جن میں سب سے بری حالت سوہائے کی ہی تھی۔۔۔ہنیم اور انو جان اسے سنبھالنے کی پوری کوشش کر رہی تھیں۔۔۔لیکن وہ اس وقت اپنے اختیار میں ہی نہیں تھی۔۔۔۔اپنی بیٹی کا یہ اجاڑ ویران حال دیکھ سکندر ربانی بھی اندر سے ٹوٹ گئے تھے۔۔۔

غزوان اعظم ربانی کے روم میں آیا تھا۔۔جب اس کی نظر سائیڈ ٹیبل پر رکھے ان کے فون پر پڑی تھی۔۔۔جو مسلسل بج رہا تھا۔۔۔غزوان آگے بڑھ کر کال اٹینڈ کر گیا تھا۔۔

"تم اپنے خاندن کی بربادی کی وجہ خود ہو۔۔۔اشہب ربانی تمہاری وجہ سے مرا ہے۔۔۔اور بہت جلد تم غزوان ربانی کو بھی کھو دو گے۔۔بول دو اپنے بیٹے اور بیٹے کو کہ میرے خلاف کیس روک دیں۔۔ورنہ اس کے انجام کے زمہ دار بھی تم ہو گے۔۔۔"

راحیلہ بائی یہی سمجھی تھی کہ دوسری جانب سے اس کی بات سننے والا اعظم ربانی ہے۔۔۔اس لیے فون ہو جانے کے خیال سے وہ جلدی جلدی بول گئی تھی۔۔۔

"اگر مجھے اور میری بیوی کو روک سکتی ہو تو میرے باپ کے آگے کیوں گڑ گڑا رہی ہو۔۔۔روک دو ہمیں۔۔۔ تمہارے خلاف باقی سارے ثبوت تو میرے پاس محفوظ ہیں۔۔اب اشہب کے قتل کے حوالے سے بھی مل چکے ہیں۔۔۔اب تمہیں پوری طرح سے برباد کر کے سلاخوں کے پیچھے ڈالنے سے مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔۔۔فرار کی کوشش بالکل مت کرنا میرے لوگ تمہارے

کوٹھے کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں۔۔۔ فرار ہونے کی کوشش میں اپنے خلاف ایک اور ثبوت مجھے دے جاؤ گی۔۔۔"

غزوان کی بات سن کر راحیلہ بائی نے گھبرا کر موبائل کان سے ہٹایا تھا۔۔۔ اس کا ارادہ فرار ہونے کا ہی تھا۔۔۔ مگر اس نے اپنے کمرے کی چاروں کھڑکیوں سے باہر جھانکا تھا۔۔۔ آج کوٹھے کے ارد گرد معمول سے ہٹ کر رش تھا۔۔۔ لیکن وہ سب آج اس کے گاہک نہیں بلکہ غزوان کے آدمی تھے۔۔۔

راحیلہ بائی کو یہی لگا تھا کہ اشہب کو مار کر وہ اعظم ربانی کو پوری طرح سے اپنی بات منوانے پر راضی ہو جائے گی۔۔۔ مگر یہاں تو ایسا کچھ نہیں ہوا تھا۔۔۔

اگلے ہی دن، نیم پوری تیاری کے ساتھ عدالت میں اتری تھی۔۔۔ وہ بھی اپنے بھائیوں جیسے جوان کزن کی موت پر اذیت کا شکار تھی۔۔۔ لیکن غزوان کی سپورٹ نے اسے ہمت بخشی تھی۔۔۔ وہ ہر قدم پر اس کے ساتھ رہا تھا۔۔۔

عالیہ کے دیئے جانے والے بیان پر اسفر کی جو حقیقت ان سب کے سامنے آئی تھی۔۔۔ وہ انہیں ہلا کر رکھ گئی تھی۔۔

آسیہ بیگم نے بے یقینی کے عالم میں اپنے بیٹے کی جانب دیکھا

تھا۔۔۔وہ اتنی گھناؤنی حرکت کرے گا انہوں نے کبھی نہیں

سوچا تھا۔۔۔۔

اور اس کے باوجود وہ بہت ہی بے شرمی کے ساتھ وہ ان سے،منیم

سے شادی کی ضد کر تا تھا۔۔۔۔

ان کو سر اپنے بھائی بھابھی کے آگے شرمندگی سے جھک گیا

تھا۔۔۔ان کی نگاہیں اس معصوم لڑکی کی جانب اٹھی تھیں۔۔۔

جس کی زندگی ان کے بیٹے نے برباد کی تھی۔۔۔اس کی گود میں

موجود بچہ ان کے بیٹے کی ناجائز اولاد تھا۔۔۔وہ اپنی جگہ سے لڑکھڑا گئی تھیں۔۔۔۔

اسفر نے آگے آکر انہیں تھامنا چاہا تھا مگر وہ اس کا ہاتھ دور جھٹک گئی تھیں۔۔۔۔

"اپنے ناپاک وجود کو دور لے جاؤ میری نظروں سے۔۔تم میرے بیٹے نہیں ہوسکتے۔۔۔نہیں میری تربیت اتنی بری نہیں ہوسکتی۔۔۔تم ایک طوائف کے ساتھ مل کر اپنے ہی خاندان کے خلاف سازشیں کرتے رہے۔۔۔۔تو کیا تم میرے اشہب کے قتل میں بھی شریک تھے۔۔۔۔؟؟"

آسیہ بیگم کی حالت اس وقت قابلِ رحم تھی۔۔۔ جبکہ اسفر نے کبھی اس رخ پر تو سوچا ہی نہیں تھا کہ یہ حقیقت اس کے گھر والوں کے سامنے بھی آسکتی ہے۔۔۔۔ وہ اس وقت خود کو زمین میں دھنستا محسوس کر رہا تھا۔۔۔

اس کی ماں اسے اپنی قریب نہیں آنے دے رہی تھی۔۔۔۔ وہ جو اسے اپنا غرور سمجھتی تھیں۔۔۔ آج اس نے ان کے ہی سر میں خاک ڈال دی تھی۔۔۔

کیس کی سماعت مکمل ہو چکی تھی۔۔۔منیم یہ کیس جیت چکی

تھی۔۔۔۔راحیلہ بائی پر بہت سارے کیس ڈالے گئے

تھے۔۔۔جن پر اسے عمر قید کہ سزا سنادی گئی تھی۔۔۔۔

اس کے ساتھ ساتھ اسفر کو بھی جیل میں لے جایا گیا تھا۔۔۔

کیونکہ عالیہ نے اس شخص کو معاف کرنے سے انکار کر دیا

تھا۔۔۔جس نے اس کی عزت پامال کی تھی۔۔۔۔

جس کے ساتھ ہی اسے بھی سزا سنادی گئی تھی۔۔۔

غزوان ربانی کو ہر الزام سے باعزت بری کر دیا گیا تھا۔۔۔لیکن

اس کے باوجود ربانی خاندان سوگواریت میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔کسی

کو بھی ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا کہ اشہب اب ان کے بیچ نہیں

ہے۔۔۔

اشہب کو قتل کرنے کے بعد ہی راحیلہ بائی مزید بوکھلائی تھی اور

اب اس انجام تک آن پہنچی تھی۔۔۔

اعظم ربانی نے سوہائے کو اپنے ساتھ واپس ربانی ہاؤس لے جانا چاہا

تھا۔۔۔ لیکن اس نے صاف انکار کر دیا تھا۔۔۔۔ اشہب اسے

گھر میں چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔ وہ اسی میں رہنا چاہتی تھی۔۔۔ وہ

پوراوقت خود کو کمرے میں بند رکھتی تھی۔۔۔ اس کی حالت

نہایت ہی قابلِ رحم تھی۔۔۔۔

سب لوگ اس کی یہ حالت دیکھ کر بہت زیادہ پریشان تھے۔۔۔

وہ کسی سے بھی بات نہیں کرتی تھی۔۔۔اس نے زندگی میں بہت محرومیاں دیکھی تھیں۔۔۔ جنہیں اشہب عالم نے اس کی زندگی میں آتے ہی بھر دیا تھا۔۔۔اس شخص کے ہوتے ہوئے اسے کسی اور کی ضرورت ہی نہیں تھی۔۔۔۔۔

لیکن بہت ہی بے دردی سے اشہب عالم کو اس کی زندگی سے چھین لیا گیا تھا۔۔۔

وہ بیڈ پر بیٹھی چہرا گھٹنوں پر ٹکائے آنکھیں موندے ہوئے تھی۔۔۔

اسے یہی محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے زندگی ختم ہو گئی ہو۔۔۔اب اس دنیا میں کچھ بھی ایسا نہیں بچا تھا۔۔۔جو اسے خوشی دے سکے۔۔۔۔

سوہائے گھر میں بالکل اکیلی تھی۔۔۔۔اس نے ملازمین کو بھی ہٹا دیا تھا۔۔۔سب لوگ کے بہت کہنے کے باوجود وہ کسی کی بھی نہیں سن رہی تھی۔۔۔۔

وہ ایک بار پھر سے وہی پہلی والی سوہائے بن چکی تھی۔۔۔جسے کسی کی بات نہیں سننی تھی۔۔۔۔

اس کے اکیلے گھر میں رہنے پر سب ہی پریشان تھے۔۔۔

کیونکہ وہ اپنا خیال بالکل بھی نہیں رکھ رہی تھی۔۔۔اس وقت بھی وہ شدید ٹھنڈ میں بنا کوئی گرم شے پہنے بلو کلر کی شرٹ ٹراؤزر میں ملبوس اشہب کی بلیک شال اوڑھے باہر لال میں آگئی تھی۔۔۔اشہب کی شال اتنی بڑی تھی۔۔۔جو آج بھی اس سے ٹھیک سے سنبھالی نہیں جا رہی تھی۔۔۔اس کے کندھوں کے گرد لپٹی وہ آدھے سے زیادہ زمین کو چھو رہی تھی۔۔۔

مگر سوہائے کو کسی کا بھی ہوش نہیں تھا۔۔

"اگر ایسے ہی مجھے چھوڑ کر جانا تھا تو میری لائف میں آئے ہی کیوں۔۔۔مجھے ان حسین لمحوں سے کیوں روشناس کروایا۔۔۔جو

ہمیشہ ہمیشہ کے لیے میری زندگی میں تمہاری یادیں بن کر رہ گئے ہیں۔۔۔ کیوں دور چلے گئے مجھ سے۔۔۔ محبت نہیں کرتے تھے تم مجھ سے اشہب عالم۔۔۔۔ اگر محبت کرتے ہوتے تو ایسے چھوڑ کر نہ جاتے۔۔۔۔"

سوہائے کی آنکھوں سے آنسو لڑیوں کی صورت جاری ہوئے تھے۔۔۔ وہ ننگے پیر گیلے گھاس پر چل رہی تھی۔۔۔۔ رات پوری طرح سے ڈھل چکی تھی۔۔۔۔ ہوا میں خنکی مزید بڑھ رہی تھی۔۔

مگر اسے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔۔۔جب اچانک اس کی نظر انیکسی کی جانب اٹھی تھی۔۔اسے انیکسی کے دروازے سے ہلکی سی روشنی اندر آتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

اس پورے گھر میں اس کے سوا کوئی نہیں تھا۔۔۔پھر انیکسی کا دروازہ کس نے کھولا تھا۔۔۔۔

سوہائے اس جانب جانا چاہتی تھی۔۔۔ مگر اس کے قدم اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔۔۔اشہب کی بہت یادیں تھیں اس انیکسی کے ساتھ۔۔۔جو اس کے دل کو لہولہان کر رہی تھیں۔۔۔۔

بہت مشکل سے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے وہ دروازے کے

سامنے آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔اندر یقیناً کوئی موجود تھا۔۔۔

اندر سے میوزک کی آوازیں آ رہی تھیں۔۔۔

"کون ہے یہاں۔۔۔؟؟؟جب میں نے منع کیا تھا کہ یہاں کوئی نہ

آئے۔۔۔"

سوہائے کو بے پناہ غصہ آیا تھا۔۔۔وہ دروازہ کھولتی اندر داخل

ہوئی تھی۔۔۔

مگر اندر لگے میوزک پر اس کے قدم اپنی جگہ پر تھم سے گئے

تھے۔۔۔چہرا کسی احساس کے زیر اثر لال ہوا تھا۔۔۔یہ وہی

انگلش سانگ تھا جو وہ اشہب کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر لگاتی آئی تھی۔۔۔اس خیال سے کہ اس ڈرائیور کو بھلا کہاں انگلش آتی ہو گی کہ وہ اس سانگ میں بولے جانے والے جملے سمجھ پائے۔۔۔۔

کیونکہ یہ ایک بہت ہی رومینٹک سانگ تھا۔۔۔وہ جان بوجھ کر ایسا کرتی تھی۔۔۔

مگر بعد میں جب اسے اشہب کی اصل پہچان کا پتا چلا تھا۔۔۔۔اس کا دل شرم سے ڈوب مرنے کو چاہا تھا۔۔۔کہ وہ شخص نجانے اس کے بارے میں کیا سوچتا ہو گا کہ وہ اتنی بے شرم لڑکی تھی۔۔۔۔

سوہائے نے اس کے بعد سے گانے سننا ہی چھوڑ دیا تھا۔۔ لیکن آج یہ گانا کانوں میں پڑتے ہی پھر سے وہ حسین پل اس کی آنکھوں میں بھر گیا تھا۔۔ اس شخص کے ہونے سے ہی تو زندگی میں رنگ تھے۔۔۔۔

سو جائے کو اور بھی شدت سے رونا آیا تھا۔۔۔۔

"کون ہے یہاں۔۔۔؟؟"

سوہائے کی بھیگی آواز انیکسی میں گونجتی بہت مدھم سی تھی۔۔۔ جو وہاں فل والیم میں بجتے گانے کے پیچھے دب گئی تھی۔۔۔

اس نے اندر روم میں آتے میوزک پلییئر آف کیا تھا۔۔ اندر ساری لائٹس آن تھیں۔۔۔ جب اسی لمحے سوہائے کی نگاہیں واش روم سے نکلتے شخص پر پڑی تھیں۔۔۔ وہ اپنی جگہ پتھر کی ہوئی تھی۔۔۔

وہ ابھی شاور لے کر نکل رہا تھا۔۔ اس کے بال گیلے تھے۔۔۔ جبکہ بلیک پینٹ کے اوپر بلیک بنیان پہنے اس کا کسرتی وجود نمایاں ہو رہا تھا۔۔ ٹاول سے بال خشک کرتے اس نے ٹاول اپنے سامنے بت بنی سوہائے کے چہرے پر اچھال دیا تھا۔۔۔

اس نے گھبرا کر ٹاول ہٹاتے نگاہیں اب بھی اشہب پر ٹکائی تھیں۔۔۔یہ شخص ایک بار پھر سے اس کے دل کا وہم بن کر اس کے سامنے آن کھڑا ہوا تھا۔۔۔وہ اتنے دنوں سے ایسے ہی اسے اپنے آس پاس دیکھتی اور محسوس کرتی تھی۔۔۔

آج پھر سے اس کے ساتھ یہی ہو رہا تھا۔۔۔سوہائے کے آنسوؤں میں شدت آئی تھی۔۔۔

جب اپنے بال سنوارنے کے بعد وہ اس کی جانب پلٹا تھا۔۔۔

وہ اس کے قریب آرہا تھا۔۔۔سوہائے کا نازک وجود کانپنے لگا تھا۔۔۔وہ اس وقت ہر شے فراموش کر گئی تھی۔۔۔

"میوزک کیوں آف کیا۔۔۔؟؟میرا فیورٹ سانگ ہے یہ۔۔۔۔"

اس کو خفگی بھری نگاہوں سے دیکھتا وہ پھر سے وہی گانا پلے کر گیا

تھا۔۔۔اور سر سے پیر تک سوہائے سکندر کے دلفریب سراپے کو

گھورا تھا۔۔۔۔جسے شال سنبھالنا آج بھی نہیں آئی تھی۔۔۔۔

اس کی بڑی سی شال سوہائے کے کندھے سے پھسلتی اس کی شرٹ

کو بھی اپنے ساتھ نیچے کھسکا گئی تھی۔۔۔

مگر سوہائے کو تو اس وقت ہوش ہی نہیں تھا۔۔۔۔وہ کتنے ہی لمحے

اسے ایسے ہی تکے گئی تھی۔۔۔۔

جب اشہب نے اس کے بے پناہ قریب آتے ہاتھ بڑھا کر پیچھے موجود دروازہ لاک کر دیا تھا۔۔۔ جس کی آواز کے ساتھ ہی سوہائے ہوش میں آتی بے یقینی سے اسے تکے گئی تھی۔۔۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنے بے پناہ قریب کھڑے اشہب کے چہرے کو چھوا تھا۔۔ دوسرے سے اس کے مضبوط ہاتھ کو تھامتی وہ اپنے دل کو اس کے ہونے کا یقین دلانے لگی تھی۔۔۔ پہلے ہر بار اس کی چھونے پر وہ اس سے دور چلا جاتا تھا۔۔۔ مگر آج ایسا نہیں ہوا تھا۔۔ وہ اس کے قریب تھا آج۔۔۔۔

پہلے سے بھی بے پناہ قریب۔۔۔۔

"تم۔۔۔۔ تم زندہ ہو۔۔۔۔"

سوہائے کے لب بے یقینی سے ہلے تھے۔۔۔۔ جبکہ اشہب تو اس کا یہ والہانہ انداز دیکھ کر ہی اپنے دل کی بڑھتی دھڑکنوں کو نہیں روک پایا تھا۔۔۔۔ اوپر سے اس کے جذبات میں تغیانی برپا کرتا یہ گانا۔۔۔۔

سوہائے کی آنکھوں سے بے یقینی ابھی بھی دور نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔ اسے یہی لگ رہا تھا کہ یہ اس کا کوئی وہم ہے۔۔۔۔ یہ شخص پھر سے اسے چھوڑ کر چلا جائے گا۔۔۔۔

"نہیں۔۔۔ تم پھر چلے جاؤ گے مجھے چھوڑ کر۔۔۔۔ تم بہت سنگدل ہو گئے ہو۔۔۔ اب تمہیں بھی میری پرواہ نہیں رہی۔۔۔۔ جب مجھ سے دور ہی جانا ہے تو اس طرح کیوں بار بار سامنے آ کر مجھے تکلیف دے رہے ہو۔۔۔"

وہ نفی میں سر ہلاتے پیچھے ہوتی دروازے سے جا لگی تھی۔۔۔۔

"سوہائے۔۔۔۔ ریلیکس میری جان۔۔۔۔ میں لوٹ آیا ہوں تمہارے پاس۔۔۔ اب کہیں نہیں جاؤں گا۔۔۔"

اس کا چہرا دونوں ہاتھوں میں تھامے وہ اس کی پیشانی پر لب رکھتا اسے اپنے ہونے کا بھرپور طریقے سے احساس دلا گیا تھا۔۔۔

جبکہ سوہائے کو شدید جھٹکا لگا تھا۔۔۔وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی جانب دیکھتی اگلے ہی لمحے اس کے سینے سے آن لگی تھی۔۔۔

اشہب عالم زندہ تھا۔۔۔اسے کچھ نہیں ہوا تھا۔۔۔وہ بالکل ٹھیک اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔اسے محسوس کرتی وہ اپنے دل کو اس کے ہونے کا یقین دلاتے وہ خوشی کے بھرپور احساس کے ساتھ رو دیر تھی۔۔۔

جبکہ اشہب اسے اپنے ساتھ لگاتے اس کے بالوں پر اپنے لب رکھ گیا تھا۔۔۔

"تم اتنے دن کہا تھا۔۔۔وہ جلی ہوئی لاش۔۔۔وہ موت کی خبر۔۔۔وہ سب کیا تھا۔۔۔"

ایک دم سے اپنے گزرے دنوں کی اذیت یاد آتے وہ ایک جھٹکے سے اس سے دور ہوئی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں سے آنسو مزید شدت سے بہہ رہے تھے۔۔۔وہ اس کا حصار توڑتی اس سے دور ہوئی تھی۔۔۔

اشہب پہلے ہی خود کو اس ری ایکشن کے لیے تیار کر کے آیا تھا۔۔۔اسی لیے تو اس سے ملنے کے لیے اس نے اس انیکسی کا انتخاب کیا تھا۔۔۔جہاں سے ان کی محبت کا آغاز ہوا تھا۔۔۔

"راحیلہ بائی مجھے مارنا چاہتی تھی۔۔۔ ہمیں عالیہ نے سب بتادیا تھا۔۔۔ اگر اس کی یہ سازش ناکام جاتی تو وہ غزوان یا کسی اور کو مارنے کی کوشش کرتی۔۔۔ اسی لیے اس کی چلی جانے والی سازش کو اپنا رخ دیتے میں اس گاڑی سے پہلے ہی نکل گیا تھا۔۔۔ اس جلی ہوئی گاڑی میں کوئی نہیں تھا۔۔ مگر باقی سب کے ساتھ ساتھ راحیلہ بائی تک بھی یہی خبر پہنچی۔۔۔ جس کے بعد اسے پھنسانا ہمارے لیے مزید آسان ہو گیا تھا۔۔۔"

اشہب نے ساری تفصیل اسے بتادی تھی۔۔۔ جو سنتے سوہائے نے ناراضگی بھرے انداز میں اس کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

"میری تکلیف کا زرا سا اندازہ ہے بھی آپ کو۔۔۔یہ خبر مجھے کس اذیت سے دوچار کرے گی۔۔۔۔ہمیشہ مجھ سے ہی سب کچھ چھپا کر مجھے تکلیف دینا ضروری ہوتا ہے کیا۔۔۔۔"

سوہائے اس کے قریب آنے پر دور ہوتے غصے سے بولی تھی۔۔۔۔

اس کا دل اس وقت خوشی سے جھوم رہا تھا۔۔۔۔مگر وہ اس شخص کو اتنی آسانی سے معاف کرنے کو تیار نہیں تھی۔۔۔کتنا روئی تھی وہ۔۔۔۔تڑپی تھی اس کے لیے۔۔۔۔

"میری جان کسی کو کچھ نہیں بتا سکتا تھا۔۔۔۔مجبوری تھی میری۔۔۔۔۔"

اشہب اتنے دن اس سے دور رہا تھا۔۔۔۔اسکا اپنا دل اس وقت صرف اور صرف سوہائے کی طلب کر رہا تھا۔۔۔ مگر وہ تو اس کی بات سننے کو بھی تیار نہیں تھی۔۔۔

اسے سوہائے کی تکلیف کا اندازہ تھا۔۔۔اس وقت اس کے زندہ ہونے کا یقین کرتے اس نے سوہائے کی ویران آنکھوں میں بھرتے زندگی کے جو خوشنما رنگ دیکھے تھے۔۔وہ اشہب عالم کو مبہوت کر گئے تھے۔۔۔

اس نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ اسے سوہائے سکندر سے کبھی اتنی محبت ہو گی۔۔۔ کہ وہ اس لڑکی کی زرا سی بے رخی بھی برداشت نہیں کر پائے گا۔۔۔

سوہائے اسے غصے سے گھورتی آگے بڑھ کر اس کا گریبان اپنی مٹھیوں میں جکڑ گئی تھی۔۔۔

"اشہب عالم آپ کی پلاننگ راحیلہ بائی سے بھی زیادہ گھٹیا تھی۔۔۔ مجھے آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔۔اب میری بھی مجبوری ہے یہ۔۔۔ جتنے دن میں آپ سے دور رہ کر روئی تڑپی

ہوں نا۔۔۔اب آپ بھی ویسے ہی تڑپیں۔۔۔۔جب تک میرا غصہ کم نہیں ہو گا۔۔۔۔آپ کے پاس نہیں آؤں گی۔۔۔۔"

سوہائے تپے ہوئے لہجے میں بولتی اپنے شال کو کندھے پر درست کرنے کی کوشش کرتی وہاں سے جانے کے لیے پلٹی تھی۔۔۔۔

جب اشہب نے اسی لمحے اس کو تھام کر دروازے سے لگاتے اس کے وہاں سے جانے کی راہیں مسدود کر دی تھیں۔۔۔۔

جبکہ کب سے ڈسٹرب کرتی اس کی وجود کے گرد لپٹی اپنی شال کو بھی اتار کر دور اچھال دیا تھا۔۔۔جو آج بھی اسے چھپانے کے بجائے مزید عیاں کر رہی تھی۔۔۔

اس کے اس جارحانہ عمل پر سوہائے کی سانسیں منتشر ہوئی تھیں۔۔۔۔

"میں مانتا ہوں میں نے جو کیا تمہارے لیے بہت غلط تھا وہ۔۔۔۔ میں معافی مانگتا ہوں اس کے لیے۔۔۔۔ مگر تم سے دور رہنا میرے لیے بھی اتنا ہی سوہانے روح تھا۔۔۔۔ جتنا تمہارے لیے تھا۔۔۔۔ اب مزید تم سے دوری برداشت نہیں کر سکتا جاناں۔۔۔۔ تمہیں غصہ ہے تو تم اتار سکتی ہو۔۔۔۔ کیونکہ اشہب عالم کو سوہائے سکندر کے غصے کو بہلانا بہت اچھے سے آتا ہے۔۔۔۔۔"

اشہب اس کے چہرے پر جھلکتا اسے کچھ بھی بولنے کا موقع دیئے بغیر اس کے لبوں کو اپنی قید میں لے چکا تھا۔۔۔ جس کے جواب میں وہ کوئی احتجاج نہیں کر پائی تھی۔۔۔۔

اس کی قربت سوہائے پر پوری طرح سے حاوی ہوئی تھی۔۔۔ وہ خوش تھی بے پناہ خوش۔۔۔۔

ΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔΔ

اعظم ربانی غزوان اور اشہب کو واپس ربانی ہاؤس لے آئے تھے۔۔۔ انہیں ہمیشہ اپنے فیصلے ٹھیک لگے تھے۔۔۔ اپنی اسی سوچ کے ساتھ وہ اب تک بہت غلط فیصلے کرتے آئے تھے۔۔۔

اپنے خاندان کو تباہی سے بچانے کے لیے وہ کٹ پتلی کی طرح راحیلہ بائی کے اشاروں پر چلتے آئے تھے۔۔۔

جب پر چل کر وہ اپنے خاندان کو تباہی کے دہانے پر لے جاتے۔۔۔۔ اگر ان کے بچوں نے بروقت انہیں سنبھال نہ لیا ہوتا۔۔۔ اشہب اور غزوان کے جس طرح مل کر عقلمندی اور صبر کا مظاہرہ کرتے اپنے خاندان کو راحیلہ بائی کے برے سائے سے محفوظ کیا تھا۔۔۔۔ اعظم ربانی کے لیے وہ بہت ہی زیادہ متاثر کن اور باعثِ فخر تھا۔۔

ان کے سخت فیصلوں سے ان کے دونوں بچے ہی ان سے ناراض تھے۔۔۔پہلے اشہب اور پھر غزوان۔۔۔

مگر اعظم ربانی نے اس بار اپنے انا کو ایک جانب رکھتے دونوں کو ہی جا کر منا لیا تھا۔۔۔غزوان تو ویسے بھی ان سے کوئی شکوہ نہیں تھا۔۔۔اور اشہب نے بھی اس بات فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے اعظم ربانی کی جانب دے بڑھائے گئے ہاتھ کو ٹھکرایا نہیں تھا۔۔۔

وہ دونوں ہی اپنی اپنی بیویوں کو لے کر اعظم ربانی کی خواہش پر ربانی ہاؤس لوٹ آئے تھے۔۔۔۔

جہاں آج بہت بڑے پیمانے پر ان دونوں کے ولیمے کا اہتمام کیا گیا تھا۔۔۔۔ان کی شادیاں جن حالات میں ہوئی تھیں۔۔۔اعظم ربانی اب اپنے پورے قبیلے کو اپنے بچوں کی خوشیوں میں شامل کرنا چاہتے تھے۔۔۔اسی لیے بہت بڑی تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔۔۔جس میں گاؤں کے ہر خاص وعام کو بھی دعوت دی گئی تھی۔۔۔

"ماشاءاللہ میرے بچو کو تمام بد نظروں سے بچائے۔۔۔ہمیشہ ایسے ہی ہنستے مسکراتے ایک ساتھ خوش رہیں۔۔۔"

زینت بیگم نے سٹیج پر بیٹھی دونوں جوڑیوں کو دیکھا تھا۔۔۔جو اس وقت سب کی نگاہوں کا مرکز تھے۔۔۔ان سب کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔۔۔ایک دوسرے کی سنگت میں بے پناہ خوش نظر آتے وہ بہت پیارے لگ رہے تھے۔۔۔

"میرا ہاتھ چھوڑیں اشہب عالم۔۔۔ورنہ میں نے ابھی سب کے سامنے شور مچا دینا ہے۔۔۔"

گرے رنگ کے بہت ہی خوبصورت عروسی جوڑے میں ملبوس وہ اب بھی اشہب سے اپنی مصنوعی خفگی برقرار رکھے ہوئے تھی۔۔

جبکہ اشہب اپنی ساری اکڑ ایک جانب رکھے اسے بار بار منانے کی کوشش کرتا اس وقت سوہائے کو مزید اپنی محبت میں گرفتار کر رہا تھا۔۔۔

"میں چاہتا ہوں تم شور مچاؤ۔۔۔ تاکہ جو میں چھپا کر کر رہا ہوں۔۔۔۔ وہ سر عام کروں۔۔۔ تم جانتی ہو میں ایسا کر سکتا ہوں۔۔۔۔"

سوہائے کی معصوم سی دھمکی کے جواب میں اشہب عالم کی بے باک دھمکی اسے لال کر گئی تھی۔۔۔

سوہائے کے پیرنٹس بھی آج وہاں آئے ہوئے تھے۔۔۔جن کے ساتھ سوہائے کا رویہ بالکل نارمل تھا۔۔۔اسے اب نہ تو وہ لوگ برے لگ رہے تھے نہ ان پر غصہ آرہا تھا۔۔۔کیونکہ اب اسے ان سے کوئی امید نہیں تھی۔۔۔اس کی ساری امیدیں اب ایک ہی انسان سے جڑی تھیں۔۔۔جنہیں وہ دل وجان سے پورا کرتا اس کی ہر محرومی کو دور کر چکا تھا۔۔۔

"ہنیم تم ٹھیک ہو۔۔۔"

اپنے بالکل ساتھ بیٹھی پرپل لہنگے میں نازک سی گڑیا بنی،ہنیم کو کپکپاتا محسوس کرتے غزوان نے اس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیا تھا۔۔۔وہ

واقعی بہت نازک تھی۔۔۔۔غزوان اس کا بہت زیادہ خیال رکھتا تھا۔۔۔۔

"مجھے ٹھنڈ لگ رہی ہے۔۔۔۔"

ہنیم کی کپکپاتی آواز پر غزوان فکر مند ہوا تھا۔۔۔۔اس نے فوراً سے زینت بیگم کو بلواتے۔۔۔۔انہیں ہنیم کو روم میں لے جانے کا کہا تھا۔۔۔۔جس پر وہ ہنیم کی حالت دیکھ اسے فوراً سے وہاں سے لے جانے کا کہہ گئی تھیں۔۔۔۔ویسے ہی فنکشن اب اپنے اختتام کو پہنچ چکا تھا۔۔۔۔

آج ان کے خاندان کے وہ تمام لوگ وہاں موجود تھے۔۔۔ جنہوں نے غزوان کے جانے پر،ہنیم کے کردار کو نشانہ بناتے اسے نجانے کیا کیا بولا تھا۔۔۔۔

ان سب کے سامنے،ہنیم کا ہاتھ تھامے اسے بہت ہی احتیاط اور محبت کے ساتھ اندر لے جاتے غزوان حیدر نے آج سب کے سامنے اس کی حیثیت واضح کر دیا تھا۔۔

روم میں لاتے وہ اسے بیڈ پر بیٹھتا روم ہیٹر آن کر گیا تھا۔۔۔۔

"کیا اب بھی ٹھنڈ لگ رہی ہے۔۔۔۔؟؟"

اس کے ہاتھوں کو اپنی گرفت میں لے کر انہیں حرارت بخشتا وہ اس کے حسین سراپے کو والہانہ نگاہوں سے تکتے بولا تھا۔۔۔

جس پر ہنیم نفی میں سر ہلاتے دھیرے سے مسکرائی تھی۔۔۔اس شخص کی توجہ اسے ہر غم سے نجات دلا دیتی تھی۔۔۔

"تم بہت حسین لگ رہی ہو۔۔۔"

اس کی ہتھیلی کی پشت پر اپنے لب رکھتے غزوان اسے خود میں سمٹنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔پر حرارت روم میں اب وہ کافی بہتر فیل کر رہی تھی۔۔

"میں چینج کر لوں۔۔۔"

اس کی گہری بولتی محبت پاش نگاہوں سے گھبراتے۔۔۔ہنیم سے نے اٹھنا چاہا تھا۔۔۔ مگر غزوان حیدر نے اسی لمحے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی اور کھینچ لیا تھا۔۔۔ہنیم سیدھی اس کے سینے سے آن ٹکرائی تھی۔۔۔۔

"نہیں میں اس روپ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی سانسوں میں اتارنا چاہتا ہوں۔۔۔ آئی لو یو سو مچ۔۔۔ آئی رئیلی لو یو۔۔۔"

اسے اپنی سانسوں سے بھی قریب تر کرتا وہ،ہنیم کو اپنے لمس سے مہکا گیا تھا۔۔۔۔

اس کے رب نے اس کے صبر اور ریاضتوں کے صلے میں اسے اس کی محبت عطا کر دی تھی۔۔۔

ختم شد